صحبت اولیاء
از قلم
صوفی سعید مظہر اشرفی چشتی صابری

صحبت اولیاء

نام کتاب صحبت اولیاء

مصنف الحاج صوفی محمد سعید مظہر اشرفی چشتی صابری

تعداد۔ پانچ سو ۵۰۰

صفحات۔

ملنے کا پتہ۔

خانقاہ مجتبیٰ اشرفیہ شمبھو پٹی پوسٹ بواریا، ضلع ویشالی

اشرفی ٹیلر رام اشیش چوک، حاجی پور، ویشالی، بہار

جناب ڈاکٹر محمد انوار الحق اشرفی، شاہ فصاحت کا میدان

پٹنہ سیٹی، بہار

جناب سید صابر علی چشتی اجمیری اشرفی

متصل امام باڑہ ٹاٹا باؤس، اجمیر شریف۔

صوفی سعید مظہر اشرفی

شمار نمبر	مضامین	

صحبت اولیاء

از قلم

صوفی سعید مظہر اشرفی چشتی صابری

صحبت اولیاء

حضور اشرف الاولیاء

سید شاہ مجتبیٰ اشرف الجیلانی

کچھوچھہ شریف

امبیڈکر نگر

یوپی

الھند

از قلم صوفی سعید مظہر اشرفی چشتی صابری

خانقاہ مجتبیہ اشرفیہ، شمبھوپٹی، پوسٹ بواریا، ضلع ویشالی بہار (الھند)

ایک نظر میں

حضور اشرف الاولیاء حضرت علامہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف الجیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات مبارکہ۔

سنہ ولادت:۔ ۱۹۲۷ عیسوی

بسم اللہ خوانی:۔ عمر شریف ۴ سال، ۴ ماہ، ۴ دن بزبان فیض ترجمان جد امجد اعلیٰ حضرت سید شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان۔

تعلیم مکتب:۔ مدرسہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف۔

تعلیم مدرسہ:۔ جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف و باغ فردوس الجامعۃ الاشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور، اعظم گڑھ۔

اساتذہ:۔ مولانا عبدالرشید صاحب، مولانا احمد یار خاں صاحب نعیمی، مولانا آل حسین صاحب سنبھلی، حافظ ملت مولانا الشاہ عبدالعزیز صاحب مرادآبادی، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری صاحب علیہ الرحمۃ۔

فراغت:۔ ۱۹۴۷ء۔

دائرہ تبلیغ وخدمت دین:۔ ہندوستان کے اکثر صوبہ جات بہار، بنگال، اڑیسہ، آسام، گجرات، یوپی، ایم پی، مہاراشٹر، راجستھان، پنجاب، کرناٹک، آندھراپردیش کے علاوہ باہر کے ممالک میں انگلینڈ، پاکستان، بنگلہ دیش، سعودیہ، بھوٹان وغیرہ۔

دعوت اسلام:۔ ۱۹۸۶ء میں بھوٹان، بڑوانی ایم پی اور دیگر جگہوں میں رشد و ہدایت کا ایک ایسا تبلیغی چشمہ جاری فرمایا کہ تقریباً ایک لاکھ اہل ہنود نے حضرت کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا۔ تعداد

مریدین:۔تقریباً ساڑھے تیرالاکھ سے زائد ہیں،

تاریخ وصال:۔۲۱ ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۲ مارچ ۱۹۹۸ء بمقام کلکتہ برمکان جناب حاجی محمد ہاشم صاحب اشرفی ٹکیہ پارہ، ہوڑہ بنگال۔مرقد انور:۔کچھوچھہ شریف مرجع خلائق ہے۔

ضلع:۔امبیڈکرنگر، یوپی، ہندوستان۔

مولا کی طلب گر ہو جس کو وہ بندے کا بندہ ہو جائے

پہلے وہ تماشہ خود دیکھے پھر خود ہی تماشہ ہو جائے۔

منزل عشق میں سنبھل کر رکھنا قدم اپنا

اس راستے میں ڈھونتے ہیں خضر بھی رہنما اپنا

آسرا جب تک نہ لوگے اولیاءاللہ کا

غیرممکن ہے پتہ ملنا خدا کی راہ کا

یہ بزم فناء ہستی ہے یہاں خودی کو مٹایا جاتا ہے

جو موت سے پہلے مرجائے اس بزم میں لایا جاتا ہے۔

سلکِ صوفیہ کی ان عظیم شخصیتوں کے نام جن کے دم سے ہندوستان میں اھلِ ہنود اسلام میں داخل ہوئے اور فیضیاب ہوئے۔

نمبرا۔ حضرت بدیع الدین مدار رحمتہ اللہ علیہ شہر حلب ملک شام ۲۴۲ھ میں پیدا ہوئے۔۲۸۱ھ

میں ہندوستان آئے ۸۳۸ھ میں مکن پور شریف ضلع کانپور ملک ہندوستان میں آپ کا وصال ہوا۔ پانچ سو چھیانوے (۵۹۶) سال کی عمر پائی تھی۔ آپ کا مکن پور شریف میں ہی مرقد انور ہے اور زیارت گاہ مرجع خلائق ہے۔

نمبر۲۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۰ھ محلّہ ہجویری ملک غزنی میں پیدا ہوئے۔ غزنی سے ہندوستان تشریف لائے اور لاہور میں ہی اقامت فرمائی لاہور ہی میں ۴۶۵ھ میں آپ کا وصال ہوا اور لاہور میں زیارت گاہ مرجع خلائق ہے۔

نمبر۳۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ ۵۳۰ھ میں آپ کی پیدائش سنجر میں ہوئی۔ ۱۰ محرم الحرام ۵۶۱ھ میں اجمیر شریف تشریف لائے اور ۶۳۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اجمیر شریف میں زیارت گاہ مرجع خلائق ہے۔

نمبر۴۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ۵۸۲ھ میں بمقام روش تعالع فرغانہ کتم عدم سے پردہ وجود پر جلوہ گر ہوئے اور ۶۳۳ھ میں آپ کا وصال مہرولی شریف دہلی میں ہوا اور آپ کا دہلی مہرولی شریف میں زیارت گاہ مرجع خلائق ہے۔

نمبر۵۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دادا شیخ شعیب اہل وعیال سمیت کابل سے لاہور تشریف لائے تھے۔ آپ کی پیدائش ۵۸۴ھ میں ہوئی اور آپ کا وصال ۶۹۰ھ میں پاک پٹن لاہور پاکستان میں ہوا۔ اور پاکستان پاک پٹن شریف میں زیارت گاہ مرجع خلائق ہے۔

نمبر۶۔ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۲۷ صفر ۶۳۴ھ بدایون میں ہوئی اور ۷۲۵ھ میں آپ کا وصال دہلی شہر میں ہوا۔ دہلی نظام الدین میں زیارت گاہ مرجع خلائق ہے۔

نمبر۷۔ حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ ۷۲۱ھ میں آپ کی پیدائش شہر دہلی میں ہوئی اور

آپ کا وصال ۸۲۵ھ گلبرگہ شریف میں ہوا۔ ملک ہندوستان دکن گلبرگہ شریف میں زیارت گاہ مرجع خلائق ہے۔

نمبر۸۔ حضرت شرف الدین یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ ۶۶۱ھ میں آپ کی پیدائش منیر شریف صوبہ بہار میں ہوئی اور آپ کا وصال ۷۸۲ھ بہار شریف ضلع نالندہ ملک ہندوستان میں ہوا۔ بہار شریف میں زیارت گاہ مرجع خلائق ہے۔

نمبر۹۔ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ کچھوچھہ شریف ۶۹۸ھ میں آپ کی پیدائش ملک سمنان میں ہوئی۔ اور آپ کا وصال ۸۰۸ھ کچھوچھہ شریف ضلع امبیڈکر نگر ہندوستان میں ہوا۔ کچھوچھہ شریف میں زیارت گاہ مرجع خلائق ہے۔

نمبر۱۰۔ حضرت قطب الدین گوری رحمتہ اللہ علیہ ۶۵۷ھ میں آپ کی پیدائش سکندر آباد میں ہوئی اور ۷۶۴ھ میں آپ کا وصال کولار دکن میں ہوا۔ کولار شریف میں زیارت گاہ مرجع خلائق ہے۔ بعد وصال بارہ سال تک اپنے مریدوں کے کاندھے پے اپنا جنازہ ڈھولواتے رہے۔ دکن کولار شریف میں زیارت گاہ مرجع خلائق ہے، بنگلور سے ساٹھ کیلومیٹر ہے۔

نمبر۱۱۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ ۶۰۲ھ میں آپ کی پیدائش ترکستان میں ہوئی اور آپ کا وصال ۷۲۴ھ پانی پت ہندوستان میں ہوا۔ پانی پت میں زیارت گاہ مرجع خلائق ہے۔

نمبر۱۲۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ۹۷۱ میں سرہند میں پیدائش ہوئی اور آپ کا وصال ۱۰۳۴ھ سرہند پنجاب ہندوستان میں ہوا۔ سرہند شریف میں زیارت گاہ مرجع خلائق ہے۔

نمبر۱۳۔ حضرت سید شاہ مجتبیٰ اشرف رحمتہ اللہ علیہ کی پیدائش ۱۳۴۶ھ کچھوچھہ شریف میں ہوئی اور آپ کا وصال ٹکیہ پاڑا کلکتہ بنگال ۱۴۱۸ھ میں ہوا۔ اور مزار مقدس کچھوچھہ شریف ضلع امبیڈکر نگر

یوپی ہندوستان میں زیارت گاہ مرجع خلائق ہے۔ ۱۹۸۶ء میں بھوٹان کی سرزمین پر رشد وہدایت کا ایسا چشمہ جاری فرمایا کہ تقریباً آٹھ ہزار اہل ہنود حضرت کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔

خاق پائے اشرف الاولیاء

صوفی سعید مظہر اشرفی۔

موضع: شمبھوپٹی

پوسٹ: بواریا

ضلع: ویشالی، بہار

الھند

نگاہ اول

"الحمد لولیه والصلوٰة والسلام علیٰ نبیه وحبیبیه وعلیٰ الیه وصحبہی اجمعین"

حمد باری تعالیٰ اور نعت پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر دانائے راز حقیقت اور محبوبان درگاہ صمدیت کی سچی تعریف مناسب الفاظ و اندازیں کی جائے تو بیشک ذریعہ نجات اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا سبب ہے۔ روایتوں میں ہے کہ قیامت کے دن جس وقت دریائے رحمت جوش میں آئے گا تو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے گنہگار بندوں سے پوچھے گا کیا تم نے میرے فلاں دوست فلاں ولی کو جانتے پہچانتے ہو، بندہ اشک ندامت بہاتے ہوئے عرض کریگا خداوندا میں بارگنہ سے بوجھل سہی لیکن تیرے فلاں فلاں نیک بندوں کو نہ صرف پہچانتا ہوں بلکہ ان سے عقیدت و محبت اب بھی ہمارے سنہ خانہ دل میں شب چراغ کی طرح درخشاں ہے، حکم باری تعالیٰ ہوگا اس ادب و احترام کے طفیل میں میں نے تمہیں بخش دیا۔ اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا۔

"المردءُ مَعَ مَن احبَّ (الحدیث)"۔

جب اہل اللہ تعالیٰ کی جان پہچان موجب بخشش و نجات ہے تو ان کے پیارے پیارے حالات اور مستند ذکر باعثِ رحمت و نجات کیوں کر نہ ہونگے ضرور ہونگے۔

"عِندِ ذکرُ الصالحین تزکرہ لہُ الرحمہ"

جہاں صالحین کا ذکر ہوتا ہے وہاں رحمتوں کی بارش ہوتی ہے خدا کی رحمت ان سب پر کیونکر نہ ہو ان کا کلام کوششوں اور ذوق کا نتیجہ ہے، اس لئے اولیاء اللہ انبیاء علیہ السلام کے وارث ہیں۔ لوگوں نے حضرت شیخ بوعلی دقاق رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ مردان راہ خدا کے ذکر سننے میں کچھ فائدہ ہے جب کہ

ہم اس پر عمل نہ کر سکیں، فرمایا ہاں اس میں دو فائدہ ہے، اول یہ کہ مرد اگر طالب ہوگا تو اس کی ہمت قوی ہوگی اور اس کی طلب بڑھے گی، دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص متکبر ہوگا تو اس کا تکبر گھٹے گا اور غرور کے دعوے کو سر سے باہر کرے گا اور اپنی بھلائی و برائی اس کو دکھائی دے گی اور کور باطن ہوگا تو خود معائنہ کرے گا۔ جیسا کہ شیخ محفوظ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خلق کو اپنی ترازو میں مت تول لیکن اپنے آپ کو مردان راہ خدا کی ترازو میں تول تا کہ تو ان کی بزرگی اور تو انگری اپنے افلاس کو جانے۔ لوگوں نے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ مرید کے واسطے ان حکایتوں اور روایتوں میں کیا فائدہ ہے آپ فرماتے ہیں کہ خدا کی راہ کے مردوں کا ذکر خدائے تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک ایسا لشکر ہے کہ اس کے طفیل سے اگر مرید کا دل ٹوٹا ہوا ہوتا ہے تو مضبوط ہو جاتا ہے اور اس لشکر سے کمک پاتا ہے اور اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگلوں کا قصہ ہم تیرے سامنے بیان کرتے ہیں تا کہ تیرا دل اس سے آرام حاصل کرے اور قوی تر ہووے۔ حضرت امام یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب یہ بزرگان دین کا زمانہ گذر جائے اور یہ جماعت پوشیدگی کا پردہ منہ پر ڈال لیوے تو ہم کیا کریں تا کہ ہم مکروہات دینوی سے سلامت رہیں، آپ فرماتے ہیں کہ ہر روز آٹھ ورق ان کے کلام سے پڑھتے رہو، پس یہی غافلوں کے لئے وظیفہ بنانا فرض عین سمجھنا، میں خود لڑکپن کے زمانے سے اس جماعت کی دوستی میری جان میں موج مارتی تھی اور ہر وقت میرے دل کو فرحت ان کے کلام وذکر سے حاصل ہوتی تھی۔ اس لئے میں نے موافق اس کے پر ایک کا حشر اُس کے ساتھ ہوگا۔ جس کو وہ دوست رکھتا ہے، اپنے حوصلے کے موافق ان کے کلام کو ظاہر کیا اور آراستہ کیا اس لئے کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ اس طرح کے کلام نے بلکل منہ پردے میں چھپا لیا ہے اور مدعی اہل حقیقت کے لباس میں نکل پڑے ہیں اور

صاحب دل سرخ گندھک کی طرح نایاب ہوتے ہیں، جیسا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ اگر سارے جہان میں ایسا شخص پاوے کہ ایک کلمہ میں جو کچھ کہ تو کہتا ہے تجھ سے موافق ہو تو اس کا دامن مضبوط پکڑ اور ہرگز مت چھوڑ، کیونکہ تیری مقصد برآری اسی سے ہوگی۔ راقم الحروف نے منبع صفا، معدن وفا، فقیہ الفقہا، جمالِ اہل ہدایت، ماہتاب اہل محبت زینت اشرفیت سیدی و مرشدی حضور علامہ الحاج ابوالفتح سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کچھوچھہ مقدسہ کی حالات زندگی کو اپنی روحی تڑپ کی تسکین کے لئے اس کتاب کا نام صحبت اولیاء رکھا تا کہ زمانے کے زیاں کاران صاحب دولت کو فراموش نہ کریں اور گوشہ نشینوں اور خلوت گزینوں کو تلاش کریں اور ان پر مائل ہوں، جب ان کے کلام کو سنے گا تو آخرت کی راہ کا توشہ تیار کرنے میں مشغول ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی دوستی دل میں پیدا ہوگی، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں التجا ہے کہ بحضور اشرف الاولیاء کل قیامت کے روز اس عاجز پہ شفاعت ہو اور مجھے اصحاب کہف کے کتے کی طرح محروم نہ رکھیں گے گرچہ بلکل نکما و ناچیز ہوں، اے خدا ایک کتا چند قدم تیرے دوستوں کے ساتھ چلا تو تو نے اس کو ان کے کام میں شریک کیا، میں بھی تیرے دوستوں کی دہلیز کا کتا ہوں، مجھ پر کرم فرماں۔ آمین۔

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خاکپاء اشرف الاولیاء صوفی سعید مظہر اشرفی، شمبھوپئی، حاجی پور، ویشالی، بہار (الھند)۔

حرف دل

ابتدائی دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کھجر یا گھاٹ، ضلع مالدہ بنگال میں میرے بڑے بھائی صاحب کی ایک ٹائر کی دکان تھی۔ وہیں حالات کے پیش نظر مجھے جانا پڑا۔ ایک روز دکان کی صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ ڈاکیہ نے ایک لفافہ لاکر مجھے دیا۔ اس لفاف کے اوپر خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مقدس کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ جب ہم نے لفافہ کھول کر دیکھا اس میں کچھ تبرکات ایک منی آرڈر فورم اور ایک رقعہ تھا۔ رقعہ کو بغور پڑھنے لگا۔ اس میں خواجہ خواجگان کے عرس مبارک کی تقریبات کا ذکر اور عقیدت مند حضرات کے آنے کی دعوت تھی، اس رقعہ محبت کو پڑھنے کے بعد میرے ذہن وفکر میں عجیب کشمکش پیدا ہونے لگی۔ اور ایک کاغذ لیکر ایک پل کے لئے گم کردہ منزلوں سے گزرتا ہوا بارگاہ خواجہ میں رقعہ محبت اپنی بے بسی مفلسی کا اظہار کرتا ہوا قلمبند کرنا شروع ہی کیا تھا کہ اچانک میری قلم خاموش ہوگئی اور ایک گول دائرہ بنا کر ہوا کا جھونکا طوفانی شکل میں نمودار ہوا اور میرے رقعہ محبت کو وہاں سے اوڑا کر آسمان کی جانب لے گیا ہم بھی طوفان کے ساتھ ساتھ کچھ دور تک آسمان کی طرف دیکھتا ہوا دوڑتا رہا مگر کامیابی نہیں ملی، وہیں تھک کر بیٹھ گیا۔ افسوس بائے افسوس۔ اس واردات کو ہم نے اپنے ایک قریبی دوست کو سنایا۔

انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ اجمیر شریف جائیں اور میں ہر طرح سے آپ کی مدد کروں گا۔

میں اپنی مجبوری اور سب سے بڑی مجبوری یہ تھی کہ میرے بڑے بھائی صاحب ان دنوں گھر ہی پہ تھے اور میں ان کے غائبانہ میں کہیں جانا نہیں چاہتا تھا اور بغیر مشوروں کے بھی میرا جانا بہتر نہ تھا۔ مگر انہوں نے یہ کہہ کر مجھے تسلی دی کہ آپ گھبرائیے نہیں ہم ان کو سمجھا دیں گے کیونکہ آپ ایک ایسی مقدس جگہ پہ جارہے ہیں کہ کون اس سے انکار کریگا کون اس سے نفرت کریگا۔ اور آپ کے یہاں

جو اجمیر شریف سے لفافہ آیا ہے وہ لفافہ آپ کے بڑے بھائی صاحب کے نام سے ہی آیا ہے اس سے واضع ہے کہ آپ کے بڑے بھائی بھی وہاں کے عقیدت مند ہیں اس لئے آپ ضرور جائیں۔
کل ہو کر تین سوکھیا میل ٹرین جو گوہائی سے چل کر دہلی جاتی تھی۔ فرکا جنکشن سے ٹرین پکڑ کر دہلی کے لئے روانگی ہوئی۔ میرا دوست بھی محمد محی الدین ٹرین پر چڑھانے کے لئے فرکا جنکشن آئے اور ٹی ٹی سے بات کر کے برتھ دلوا دیئے۔ میں ان کا شکر گزار ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ جہاں بھی رہیں اللہ تعالیٰ ان پہ خاص فضل فرمائیں آمین۔ پھر ان سے دوبارہ میری ملاقات نہ ہو سکی۔ سفر کے دوران دل کی دنیا کی بات مت پوچھئے ایک طرف مقدس بارگاہ کی زیارت اور دوسری جانب کسی بزرگ سے بیعت ہونے کے لئے بیقراری بڑھتی رہی۔ یہ سفر میرا روزہ کی حالت میں طے ہوتا رہا۔ دہلی پہنچ کر سب سے پہلے حضور محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء کی بارگاہ کی زیارت ہوئی اور حضرت امیر خسرو کی بارگاہ کی زیارت ہوئی۔ وہاں کے کچھ پیران طریقت سے بھی ملاقات ہوئی۔ چراغ دہلی حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ و حضور قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ کی زیارت ہوئی۔ پھر وہاں سے اجمیر شریف کے لئے روانگی ہوئی، اجمیر شریف میں صداقت منزل میں قیام ہوا، چونکہ اجمیر شریف سے جو لفافہ کھجر یا گھاٹ میں گیا تھا وہ لفافہ صداقت منزل ہی کا پتہ تھا۔ وہاں بھی کئی دن تک قیام رہا تلاش پیر میں سرگرداں رہا مگر دل نے گوارہ نہ کیا۔ وہاں سے فتح پور سکری اور آگرہ بھی گیا وہاں کی مسجد میں قیام رہا پھر گھر لوٹ کر آ گیا۔ کئی دنوں کے بعد پھر مالدہ کھجر یا گھاٹ کا سفر ہوا۔ میرے بڑے بھائی صاحب گھر سے لوٹ کر دکان پر آ گئے تھے۔ کھجر یا گھاٹ پہنچنے پر پتہ لگا کے سلیم پور کلیہ چک میں دو روزہ کانفرنس ہونے والا ہے۔ ہم لوگ اس کانفرنس میں گئے اور میرے بڑے بھائی صاحب بھی گئے۔ مقررین حضرات

کی تقریر ہوتی رہی اور شعرا حضرات باری باری سے آ کر اپنا کلام سناتے رہے، تقریباً رات کے اڑھائی بجے ہونگے اچانک نعرہ تکبیر اور نعرۂ رسالت کی صدائیں بلند ہوئی۔ سب لوگ کھڑے ہوگئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک نورانی صورت والے بزرگ بڑی بڑی آنکھیں زلف سیاہ سر پہ تاج پہنے ہوئے شامیانہ رحمت میں داخل ہوئے اور ممبر رسول پہ جلوہ فگن ہوئے۔ جلسہ گاہ کے تمامی حضرات کی نگاہیں نورانی بزرگ کی صورت کو دیکھنے کے لئے بیتاب و بیقرار ہے جب آپ کرسی و خطابت پر تشریف فرماں ہوئے ہر شخص ٹکٹکی باندھ کر آپ کی زیارت میں مصروف ہے جب آپ کی تقریر شروع ہوئی تو مجھے ایسا احساس ہو رہا تھا کہ شاید میری زندگی اور میری ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے ہی حضور تقریر فرما رہے ہیں۔ ان کا ایک ایک لفظ میرے حال اور احوال سے آراستہ و وابستہ ہے. ابھی بھی صدیاں گزر جانے کے بعد بھی مجھے ایک ایک حروف یاد ہے اور مجھے امید ہے کہ میدان محشر تک یاد رہے گا۔ حضور قبلہ کی تقریر کے بعد صلاۃ سلام کے لئے سامعین حضرات کھڑے ہوگئے۔ صلاۃ سلام پڑھی گئی۔ بیٹھ کر دعا خوانی ہوئی۔ دعا خوانی کے وقت مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ حضور قبلہ کی زبان مبارکہ سے جو بات نکل رہی ہے رب العزت کی بارگاہ میں اس کی مقبولیت ہو رہی ہے اور سامعین حضرات آمین کہہ رہے تھے۔ محفل پاک کا اختتام ہو جاتا ہے تمامی حضرات دست بوسی اور قدم بوسی میں مصروف ہو جاتے ہیں ہم لوگ بھی وہاں سے چلنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور اپنی دکان کھجر یا گھاٹ آ جاتے ہیں سب لوگ آرام کے لئے بستر پر جا چکے ہیں مگر میری جو اضطرابی کیفیت ہے آرام نہیں کرنے دیتی ہے دل بار بار مجھ سے یہی کہتا ہے چلو اس بزرگ کی صحبت اختیار کرو۔ اور تمہاری منزل مقصود کا یہی در ہے سوچتے ہو کیا جلدی کرو۔ جلدی کرو۔ سب لوگوں کو بستر پر سویا ہوا چھوڑ کر چپکے سے کلیا چک سلیم پور آ جاتا ہوں۔ وہاں ملنے والے لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ

آج کی رات جو بزرگ کی آخری تقریر اور دعا ہوئی تھی وہ بزرگ کہاں ہیں۔ لوگوں نے بتایا وہ بزرگ ابھی آرام کر رہے ہیں نگران کے ساتھ آئے ہوئے خادم فلاں کے گھر پہ تشریف رکھتے ہیں اور وہ ابھی بیدار ہیں۔ آپ وہیں چلئے میں ان لوگوں کے ساتھ ہو گیا۔ مگر ان لوگوں کی زبان بنگالی تھی میں بھی تھوڑا بہت بنگالی زبان سے واقف تھا۔ جب خادم بزرگ کے یہاں پہنچا سلام عرض کیا سلام کا جواب ملا اور وہ اردو زبان میں پوچھتے ہیں کہاں سے آئے ہو۔ میں نے کہا کھجر یا گھاٹ سے کیا کرتے ہو۔ ٹائر کا کام کرتا ہوں، کہاں کے رہنے والے ہو، مظفر پور بہار کا رہنے والا ہوں، مظفر پور میں ایک بزرگ ہیں مفتی رفاقت حسین جانتے ہو۔ نہیں حضور نہیں جانتا ہوں۔ کس لئے آئے ہو، رات جو بزرگ کی تقریر آخری میں ہوئی تھی ان سے مرید ہونے کے لئے آیا ہوں، اچھا بیٹھ جاؤ۔ ابھی وہ آرام فرما رہے ہیں، تھوڑی دیر کے بعد اپنے ساتھ میں لیکر حضور قبلہ کی بارگاہ آئے۔ اور میرا تعرف کرایا۔ یہ لڑکا بہار مظفر پور کا ہے اور کھجر یا گھاٹ میں ٹائر کی دکان ہے یہ لوگ بھی رات جلسے میں آئے تھے، اور ابھی مرید ہونے کے لئے آیا ہے، حضور قبلہ اچھا بیٹھ جاؤ۔ آپ نے بیعت فرمایا اور اپنی غلامی کا شرف عطا فرمایا۔ پھر آپ نے نام پوچھا اور مظفر پور کا ذکر کیا، وہاں ایک بزرگ ہیں مفتی رفاقت حسین اشرفی ابھی وہ کانپور میں رہتے ہیں۔ کیا ان کو تم جانتے ہو، نہیں ضرور اچھا ان کا پتہ لگا کر وہاں آیا جایا کروگے۔ پھر خادم صاحب نے ایک شجرہ شریف میرے نام لکھ کر دیا۔

نام سعید مظہر اشرفی

مرید ہونے کی تاریخ یوم شنبہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ

خلافت ۲۷ محرم الحرام ۱۴۰۹ء مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۸۸ء

کچھو چھہ شریف، فیض آباد، یوپی، ہندوستان

حضور قبلہ کا وصال ۲۱ر ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ

مرید ہوا۔ ۱۳۹۷ھ

خلافت بارہ ۱۲ سال میں۔ ۲۱ ×××

حضور قبلہ کی صحبت اور خدمت کا شرف اکیس ۲۱ سال ۹ر نو مہینے ہوتے ہیں۔

صوفی محمد سعید مظہر اشرفی

موضع۔ شمبھو پٹی، پوسٹ بواریا

بھایا۔ بھگوان پور، تھانہ۔ مہوا

ضلع۔ ویشالی، بہار۔ الہند

حضور اشرف الاولیاء کی کن کن کرامتوں کا تذکرہ کروں، آنکھیں ہیں دو تماشے ہیں ہزار نہ جانے ان دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں۔ آپ کی زلف عنبری سے لیکر پیر کے انگوٹھے تک زبان حال سے کرامت ہی کرامت ظاہر ہو رہے تھے۔ رب کائنات نے تجلیات کعبہ کو سیاہ غلاف میں چھپا رکھا ہے اور حضور اشرف الاولیاء کی زلف عنبری کر رب کعبہ نے سیاہ غلاف کی رونقیں اور زینتیں عطا کی ہے۔ حضور ﷺ فتح مکہ کے بعد عمرہ اور حج کیا تھا۔ اس موقع سے آپ کے سر مبارک کے بال کو اوتارہ گیا تھا۔ آقا علیہ السلام کی زلف عنبری بھی بالکل سیاہ تھی۔ یہ زلفت عنبری دو فٹ سے ارھائی فٹ لمبی تھی۔ جس کی زیارت ابھی بھی ربیع الاول کی ۱۲ر تاریخ کو کرائی جاتی ہے۔ یہ زلفت عنبری مصر کے عجائب گھر میں موجود ہے۔ آقا علیہ السلام نے اپنی زلف عنبری کا صدقہ حضور اشرف الاولیاء کی کرامت والی زلف کو عطا فرمایا تھا، ساتھ ہی حضرت بلال حبشی نے اپنے روئے زیبا کا

رنگ حضور اشرف الاولیاء کے زلفت عنبری کو عطا فرمایا۔ یہی وجہ تھی کہ تادم یہی حال رہا۔ راقم الحروف کو جب بھی خدمت کرنے کا شرف ملتا تو سر مبارک کے ایک ایک بال کو الٹ پلٹ کر بغور دیکھتا۔ شاید ان بالوں میں کوئی ایک بال بھی سفید ہو۔ مگر کبھی ایسا نظر نہیں آیا۔

حضور اشرف الاولیاء فرماتے ہیں کہ میں اپنے دادا حضور اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ان کے پیر کو دبا رہا تھا کہ اچانک میری نگاہ حضرت کے پیر کے انگوٹھے پر پڑی۔ میں بغور پیر کے انگوٹھے کے ناخن کو دیکھنے لگا۔ اس وقت آپ کا انگوٹھا اور ناخن بہت ہی خوبصورت اور چمکدار معلوم ہو رہا تھا۔ میری دلی اضطرابی کیفیت بڑھی اور ہم نے حضرت کے انگوٹھے کو اپنے منہ میں ڈال کر چوسنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے اپنا پیر کھینچ لیا اور فرمایا مجتبیٰ اشرف اب کتنا چوسو گے۔ بہت ہو گیا، حضور اشرف الاولیاء فرماتے ہیں جس وقت میں انگوٹھے کو چوس رہا تھا اس وقت مجھے ایسی روحی لذت مل رہی تھی اور سکون قلب میسر ہو رہا تھا کہ زبان حال سے بیان نہیں کر سکتا ہوں۔ حضور اشرف الاولیاء کا قد مبارک لمبا اور دیکھنے میں بھاری کم معلوم ہوتا تھا۔ مگر جب راقم الحروف خدمت میں مسروف ہوتا تو جسم کا ہر حصہ بہت ہی نرم اور ملائم تھا یہاں تک کے قدم مبارک بھی بہت نرم تھے۔ آپ کے پیر کی ایڑھی ہاف انچ اندر کی جانب دبی تھی اس لئے نعلین شریف بڑی آسانی سے پہنتے اور اوتار لیتے تھے۔ ایک دفعہ حضور اشرف الاولیاء کی خدمت میں مصروف تھا۔ اس وقت حضور ﷺ کی ایک حدیث پاک یاد آئی۔ جو قلم بند کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید حضور قبلہ نے میری ہدایت کے لئے یہ ذہن و فکر عطا کی ہو۔

حضور ﷺ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کھجور کے بگان میں تشریف فرماں تھے اور کچھ صحابہ بھی موجود تھے۔ اس وقت حضور ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب

کر کے فرمایا، اے مسعود دیکھو کچھ کھجوریں پکی ہے اس کو چڑھ کر توڑو۔ اس رقب ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تہبند کو لنگوٹی کی طرح باندھنا شروع کیا کے صحابہ ہنس پڑے۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر پوچھا آپ لوگ کیوں ہنستے ہیں۔ صحابہ نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ ابن مسعود کی ٹانگیں بہت پتلی ہے یہ دیکھ کر ہم لوگوں کو ہنسی آ گئی ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں صحابہ سنو، روز قیامت کے دن میزان عدل میں اللہ تعالیٰ پہاڑ احد کو ایک پلڑے میں رکھے گا اور دوسرے پلڑے میں ابن مسعود کی ایک ٹانگ کو رکھے گا تو مسعود کی ٹانگ بھاڑی ہوگی۔ حضور اشرف الاولیاء کی ٹانگیں بھی پتلی تھیں مگر جسم کا اوپری حصہ بھر کدار تھا۔

سیدی و مرشدی حضور اشرف الاولیاء حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالفتح سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ ورضوان کچھوچھہ مقدسہ کی ذات بابرکات محتاج تعرف ہیں یہ خادم مسکین سعید مظہر اشرفی گاہے بگاہے حضور قبلہ کی بارگاہ ناز میں زیارتوں کی برکتیں حاصل کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوا کرتا تھا اور فیض روحانی سے اس قدر سرسار ہوتا کہ جس کا ذکر قلم و زبان سے باہر ہے لیکن تاج الاولیاء جاں نشین حضور اشرف الاولیاء حضرت علامہ و مولانا سید شاہ محمد جلال الدین اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہٗ المعروف قادری میاں کے حکم پہ لبیک کہنے کی جسارت کی، ورنہ میری زندگی اور بساط ہی کیا ہے، ابتداء اور انتہا سب حضور قبلہ کی نگاہ فیض کا اثر ہے۔ میری نگاہ حق نے جب بھی حضور قبلہ کو دیکھا ایسا یقین ہوتا کہ آپ آفتاب ولایت ماہتاب ہدایت اور اہل محبت کی کھلی کتاب ہیں۔ میں جہاں بھی جدھر بھی دیکھتا دیکھتا ہی رہتا۔ نہ جانے کس غوطۂ محبت کے سمندر کے طلاطم میں ڈوب جاتا جس کا اثر مجھے یقین ہے کہ قیامت کے بعد بھی قائم اور دائم رہیگی۔

٭ اٹھ نہیں سکتا اٹھیں شور قیامت ہوش میں ٭
٭ جو سو چکا ہو مرشدی آپ کی زلف کی آغوش میں ٭
٭ آنکھ والے جو تیرے بن کے تماشہ دیکھے ٭
٭ دیدہ کوڑ کو کیا سوجھے کیا دیکھے ٭

خدائی باغ ضلع چھپرہ بہار میں حضور قبلہ کی تشریف آوری ہوئی ۔ یہ خادم مسکین اور خلیفہ حضور اشرف الاولیاء جناب جان محمد اشرفی صاحب بھی ہمراہ تھے۔ حضور قبلہ نے وضوع کے لئے پانی طلب فرمایا، پانی کا کوزہ حاضر خدمت ہوا۔ حضور قبلہ وضوع فرمانے لگے وہاں کھڑا ایک مولوی آپ کو بغور دیکھ رہا تھا۔ جب آپ نے سر سے ٹوپی اتاری مولوی دیکھتے ہی برہنا ہو گیا اور آپ کے سر اقدس کے بال کو دیکھ کر طنز کے جملہ میں کہنے لگا کہ یہ کیسے پیر صاحب ہیں۔ اپنے سر کے بال میں خضاب لگاتے ہیں۔

حضور قبلہ بڑے سکون قلب کے ساتھ وضوع فرماتے رہے ادھر مولوی کی شدت اور بھی بڑھتی رہی بار بار ایک ہی جملہ کو دہراتا رہا اور حضور قبلہ کی خاموشی سے اپنی انا کو ظاہر کرتا رہا۔ حضور قبلہ جب وضوع فرما کر کھڑے ہوئے اور چند قطرہ وضوع کا پانی نوش فرمائے اور پھر آپ نے ایک نگاہ مولوی کی طرف کی اور مخاطب کر کے فرمایا میں عالم ہوں اور مجھے بھی علم ہے کہ سیاہ خضاب مردوں کو لگانا حرام ہے تم بغور دیکھو۔ اتنا حضور قبلہ کا فرمانا تھا کہ مولوی شرمندہ ہوا اور اپنی غلطی کی معافی حضور قبلہ سے مانگی اور فوراً وہاں سے چلا گیا پھر دوبارہ وہ مولوی نظر نہیں آیا۔ آپ کی زندگی میں متعدد بار خضاب کا مسلہ اہل علم کے درمیاں شدت اختیار کرتا رہا مگر آپ کے قول وفعل ظاہر و باطن سب برابر ہیں جس سے جو وعدہ کیا تادم پورا کر کے دکھلایا۔ صبر ایوب وصبر حسین کے مظہر

ہیں۔ جوان بیٹے کی شہادت پر اُف تک نہیں کیا۔ وہاں موجود لوگوں نے حضور اشرف الاولیا کو مشورہ دیا کہ آپ بھی انتقام لیں مگر صبر ایسا کہ لب مبارک تک خاموش رہا۔ راقم الحروف ایک دفعہ کچھوچھہ مقدسہ حضور قبلہ کی زیارت وخدمت کے لئے پہنچا۔ میں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا حضور اشرف الاولیاء کے دولت کدہ کے قریب حریفوں کا ہولناک منظر وطیور جو تحریروں میں قلمبند نہیں کیا جاسکتا دوسری جانب حضور قبلہ کا خاموش چہرہ راقم الحروف بت بنا دیکھتا رہا، بات کچھ سمجھ میں نہ آسکی ہاں مگر وہ منظر ابھی تک کبھی کبھی میری نگاہوں میں رقص کرتی ہے۔ کبھی کبھی میرا ذہن مجھ سے سوال کرتا ہے آخر ایسا کیا تھا کہ ادھر کے لوگ ظلم کرنے پے آمادہ تھے۔ اِدھر حضور قبلہ صبر کرنے پے آمادہ تھے۔ ایک شب قیام کرنے کے بعد کل ہوکر حضور قبلہ کی خدمت سے واپسی ہونے لگی تو کچھ نذر پیش کی، حضور قبلہ نذر کو قبول کرنے کے فوراً ہی بعد میرے جیب میں ڈال دیا میں نے پھر اپنی جیب سے رقم نکال کر حضور قبلہ کو پیش کیا کہ حضور قبول کرلیں، چونکہ میری دلی تمنا تھی کہ حضور میری نذر قبول کرلیں۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں کہ سعید مظہر میں نے تمہاری نذر قبول کرلی اور بہت ساری دعاؤں سے نوازتے رہے، حضور قبلہ کا یہ اخلاق کریمانہ دیکھ کر میرے دل وقلب پہ ایک ایسا شدد گذرا کہ میں زاروں قطار رونے لگا ہچکیاں بندھ گیئں۔ حضور قبلہ کے نذر قبول نہ کرنے میں یہ راز یہ وجہ تھی کہ میں اس وقت مقروض وپریشان تھا بے بسی کا عالم ہر طرف چھایا تھا۔ میری زندگی کے مکمل حالات پہ حضور قبلہ کی نگاہ تھی اور تا قیامت رہے گی میں نے اپنی پوری زندگی میں حضور قبلہ سے اپنی مجبوری و خوشی کو بھی ظاہر نہ کیا۔ ہاں دوسروں کے غم کو ضرور کہا اور سبھوں کے لئے دعاء کرائی۔

مکتب عشق میں جب نام ہوگیا میرا۔ بے زباں ہوکے بھی سب کام ہوگیا میرا۔ سعید مظہر۔

مجھے حضور قبلہ کی روشن ضمیری بارہا دیکھنے کو ملا۔آپ کی روشن ضمیری ایسی کہ کبھی خلوت میں کبھی جلوت میں عیاں ہوتی رہتی۔ایک دفعہ راقم الحروف کے مکان شمبھو پٹی ،ضلع ویشالی میں حضور قبلہ کا قیام تھا شام کا وقت تھا۔ میں حضور قبلہ کی خدمت میں لگا تھا۔اچانک حضور قبلہ فرماتے ہیں سعید مظہر دیکھو ایک بہروپیا مولوی سر پر امامہ باندھ کر ادھر ہی آرہا ہے میں نے بغور دیکھا اور پہچان لیا وہ حاجی پور میں انڈے کا کاروبار کرتا تھا۔چھوٹی چھوٹی داڑھی تو ضرور رکھا تھا مگر شراب کی لت لگی تھی حضور قبلہ کی آمد کا تذکرہ سنکر وہ بھی چندلوگوں کے ہمراہ سر پہ امامہ باندھا فاخرالباس پہنا اور ہاتھ میں ایک عصا لیکر حضور قبلہ کے قریب آکر سلام عرض کیا،آپ جواب دیتے ہیں اور مخاطب ہوکر فرماتے ہیں اے اللہ کے بندے کب تک اس حال میں رہوگے اب تو اپنے گناہوں سے توبہ کرلے اتنا سنتے ہی اُسے اپنے فعل بد پہ ندامت ہوئی اور حضور اشرف الاولیاء کے قدم ناز پہ اپنے سر کو خم کردیا اور آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہوگیا۔

جب حضور قبلہ کو پہلی دفعہ ۱۹۷۹ء میں اپنے غریب خانہ شمبھو پٹی ،حاجی پور ویشالی بہار میں لانے کا ارادہ کیا۔حضور قبلہ نے میری دعوت کو قبول فرمایا اور ارشاد فرمایا سعید مظہر تم میر گنج کے جلسہ میں آؤ، میں انشاء اللہ ضرور چلوں گا۔وقت مقررہ پر مسکین خادم میر گنج کے جلسے میں تقریباً اڑھائی بجے شب میں پہنچا۔اس وقت حضور قبلہ کی خوشی کا عالم یہ تھا کہ سامنے تشریف فرماں حضرت مفتی عبدالمنان صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا،مفتی صاحب یہ ہے میرا مرید سعید مظہر جو ویشالی ضلع حاجی پور سے ابھی آرہا ہے اور سعید مظہر یہ ہیں ،مفتی عبدالمنان صاحب جو ہمارے بہت اچھے ساتھیوں میں ہیں پھر حضور قبلہ اراکین جلسہ کو مخاطب کر کے جلد سے جلد کھانے کا انتظام کرنے کو کہا اور آپ ممبر خطابت پہ تشریف لے جانے کے لئے آمادہ ہوئے آپ کے ہمراہ چہیتے خادم اور خلیفہ جناب محمد

اکمل حسین اشرفی سر بیلہ سہرسہ اور مسکین خادم آپ کے ساتھ ساتھ جلسہ گاہ سے ہوتے ہوئے ممبر خطابت تک پہنچے۔ حضور قبلہ کی تقریر شروع ہوئی اور گھنٹوں آپ کی خطاب نایاب ہوتی رہی اور سامعین حضرات فیضیاب ہوتے رہے جلسہ کے اختتام کے بعد حضور قبلہ کی سواری وہیں موجود تھی آپ تشریف لاکر رکشا پر بیٹھ گئے۔ جناب اکمل حسین اشرفی صاحب سے معلوم ہوا کہ قریب ہی میں حضور قبلہ کے ایک خاص مرید ہیں وہیں حضرت تشریف لے جارہے ہیں ایک شب کے لئے حضور قبلہ کا قیام مستان مرید کے یہاں رہا اُسی شب میں حضور قبلہ نے فیضان کرم کی بارش مجھ جیسے ناکارہ مرید پہ کی اور جناب محمد اکمل حسین اشرفی نے بزرگوں کا ادب اوراحترام کیا ہوتا ہے اس راز سے واقف کرایا ورنہ اس بےادب کو کیا معلوم ادب کیا ہوتا ہے۔

نازوالے نیاز کیا جانے　　جسکواپنی نہیں خبر دوسرے دل کا راز کیا جانے

مے کسوں سے پوچھئے لطف شراب　　یہ مزہ پاکباز کیا جانے۔

کل صبح ہوکر حضور قبلہ کو بذریعہ بس گوپال گنج سیوان سے چھپرہ لایا گیا۔ دن میں کچھ دیر حضور قبلہ کا قیام جناب فدا حسین اشرفی کے دولت کدہ پہ رہا، وہاں سے بذریعہ جیپ حضور قبلہ کی شمھوپٹی کی سرزمیں پرتشریف آوری ہوئی۔ اس وقت شمھوپٹی کی فضا ایسی مشق بار ہورہی تھی جیسے روحی تجلیات کی موسلادھار بارش ہورہی ہواور ہر ذرہ ذرہ آفتاب ولایت کی شعاعوں سے فیض یاب ہورہا ہو آپ کی آمد خیر کے انتظار میں لوگ ہاتھ باندھے منتظر کھڑے ہیں۔ فضا بھی آپ کے آنے کا منتظر ہے آسمان کا بادل بھی آپ کی آمد کا منتظر ہے، چاند کی چاندنی بھی آپ کی آمد کا منتظر ہے، کہکشاں بھی آپ کی آمد کا منتظر ہے حق تو یہ ہے کہ عینی شاہدین بھی ابھی حیات میں ہیں جنہوں نے اپنی سر کی نگاہوں سے دیکھا کہ طوفان نوح بھی آپ کی آمد خیر کا منتظر ہے۔ جناب الحاج محمد فدا حسین اشرفی

نعیمی کے دولت کدہ پر میلاد پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام کیا گیا ہے۔ حضور قبلہ کرسی خطابت پر جلوہ فگن ہوئے اللہ اللہ آپ کی زبان پاک کی لطافت ایسی کہ ہر جملہ دل کی اتھاہ گہرائی میں نشتر کی طرح پیوست ہو رہا تھا۔ سامعین حضرات نے نہ ابھی تک ایسی تقریر سنی تھی نہ ایسا نورانی چہرہ دیکھا تھا حال قال کی ایسی مستی کہ نورانی محفل میں ہر شخص کیف و سرور میں جھوم رہا تھا بادۂ توحید کے متوالے شمع نبوت کے پروانے مخدوم اشرف جہانگیر کے دیوانے ایسے بیخود تھے کے کئی لوگ اپنے دامن گریباں کو چاک کر ڈالے حضور قبلہ کی دُعائیہ کلمات کے ساتھ محفل پاک کا اختتام پذیر ہوا۔ حضور قبلہ اپنے دست مبارک کو جیوں ہی اپنے چہرہ انور پے پھیرنا تھا کہ طوفان نوح کی آمد اس طرح ہوئی کہ جیسے حضور قبلہ کی زیارت کا صدیوں سے منتظر ہو۔ آپ کرسی خطابت سے فوراً کھڑے ہوئے۔ سامعین حضرات یہ منظر دیکھ کر اِدھر اُدھر خوف سے بھاگنے لگے، اسی دوران موسلا دھار بارش شروع ہوگئی کچھ دیر کے لئے افراتفری کا ماحول گرما گرم رہا۔ دیکھتے ہی دیکھتے حالات اپنے دامن میں سمٹ گئی۔ صبح سے شام تک عشاقوں کی آمد ہوتی رہی۔ زیارت کی برکتوں سے اور عرفان کی لذتوں سے لوگ فیضیاب ہو رہے تھے۔ کچھ ایسے بھی حضرات تھے جو حضور قبلہ کو اپنے علم و عمل کی کسوٹی پر پرکھنے کے لئے آئے تھے۔ بساط ان بندوں کا کیا جو سمندر کے کنارے بیٹھ کر سمندر کی گہرائی کا اندازہ لگاتا ہو۔ چند ایسے اشخاص تھے جس کے بارے میں حضور قبلہ نے ہمیں مخاطب کر کے ان کی حقیقت سے آشنا کرایا۔ میں اس وقت ناعلم تھا حضور قبلہ کی باتوں میں نفی کر دی اس وقت حضور قبلہ کا رخ منور سرخ ہوا اور عالم جلال میں فرمانے لگے، اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو اپنی والدہ سے جا کر تحقیق کرو، میں فوراً وہاں سے اپنی والدہ ماجدہ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ حضور قبلہ فلاں شخص کے بارے میں اس طرح کہہ رہے ہیں۔ والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ بابو سعید حضرت

نے جو بات کہی ہے بات بالکل سہی ہے اس وقت تمہارا بچپنا تھا۔ میں نے اس معاملے میں بالکل صبر کر لی ہے اور حضرت نے وہ بات بتادی ہے تو تم بھی صبر کرلو اور جاؤ حضرت کی خدمت کرو، میں اپنی غلطی پہ نہایت شرمندہ ہوا اور حضور قبلہ کی بارگاہ میں آکر آپ کے قدم ناز پر سر رکھ کر زار و قطار رونے لگا۔ حضور مجھ سے غلطی ہوئی، حضور مجھ سے غلطی ہوئی معاف فرمادیں۔ حضور قبلہ نے سر پر ہاتھ رکھا اور فرماتے ہیں سعید مظہر اپنے پیر کی بات پر یقین رکھو اسی میں دونوں جہان کی بھلائی ہے جاؤ آئندہ پھر ایسی غلطی نہ کرنا۔ جاؤ میں نے معاف کیا اللہ تعالیٰ بھی معاف کردیگا۔ اس روز کے بعد حضور قبلہ کے ہر حکم پر پوری زندگی لبیک کہتا رہا اور ہمیشہ اپنی غلطی کے جملہ پر رشک ندامت کرتا رہا۔

دیار حبیب کانفرنس اور مدرسہ مدینۃ العلوم کا سنگ بنیاد

حضور سید شاہ مجتبیٰ اشرف الجیلانی کچھوچھہ مقدسہ۔

۱۹۸۵ء میں دیار حبیب کانفرنس مہوا ضلع ویشالی بہار کی سرزمین پر حضور سید شاہ مجتبیٰ اشرف حضور قبلہ کی صدارت میں دو روزہ بنام دیا حبیب کانفرنس ہوئی۔ اس وقت مہوا کی سرزمین پہ کوئی دینی ادارہ نہ تھا۔ مذہبی ماحول کا شیرازہ اس طرح بکھرا تھا کہ راقم الحروف کے صرف ایک جملے سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جلسہ مہوا کی سرزمین پہ ہوا اور کھانہ جناب محمد اکبر قریشی اشرفی چک مجاہد کے دولت کدہ پہ بنوایا گیا اور طعام کا انتظام ڈاکٹر عبدالجلیل صاحب مہوا کے دروازہ پہ بذریعہ جیپ کھانا لاکر تمامی حضرات کو کھانا کھلایا گیا۔ مہوا و چک مجاہد کا فیصلہ تقریباً دو کیلو میٹر کا ہوگا۔ اصل مہوا کے کچھ حضرات ایسے تھے جو نہیں چاہتے تھے کہ یہاں دو روزہ کانفرنس ہو اگر کانفرنس ہو بھی تو اہل مہوا کے حوالے جلسہ کا پورا خرچ جمع کر دیا جائے۔ راقم الحروف حالات مہوا سے اچھی طرح آ بگا تھا۔ یہاں پہ حضرت غوث بنگالہ شمس الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ رانی گنج بنگال کا ایک قول نقل کر دینا

نہایت ضروری سمجھتا ہوں ۔ آپ فرماتے ہیں مہوا مکند جہاں حضرت نعمت اللہ زاہدی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے وہ جگہ زیارت کے لئے خوب ہے مگر مہوا قیام کی جگہ نہیں ۔ (کتاب حق الیقین)

حضور قبلہ مہوا جلسہ کی دعوت پر سب سے پہلے میرے غریب خانہ پر تشریف لائے ۔ مغرب کی نماز کے بعد مہوا کے لئے روانہ ہوئے ۔ حضور قبلہ کا قیام مہوا میں ڈاکٹر محمد مستقیم صاحب کے دولت کدہ پہ ہوئی ۔ فوراً ہی حاضر خدمت ناشتہ پیش کیا گیا ۔ ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد ڈاکٹر محمد مستقیم صاحب نے اپنے بھانجے کو حضور قبلہ کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا اور کہنے لگے حضرت یہ میرا بھانجہ ہے جو کان سے بہت کم سنتا ہے دعاء فرما دیں یا کوئی نسخہ عنایت کر دیں عین نوازش ہوگی ۔ حضور قبلہ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو کے سر جھکائے رہے ، اس کے بعد ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں ڈاکٹر صاحب یہ بھانجہ آپ کا پوری عمر اسی حال میں رہے گا یعنی کم سنے گا ۔ ڈاکٹر محمد مستقیم صاحب نے پیہم اصرار کیا کہ حضور آپ آل رسول ہیں مجھے یقین ہے کہ آپ اگر دعاء فرما دیں گے تو میرا بھانجہ کان سے سننے لگے گا ۔ حضور قبلہ نے فرمایا ڈاکٹر صاحب اس بچے کو نہ دعاء لگ سکتی ہے نہ دوا کام کر سکتی ہے ۔ حضور کچھ بتا دیجئے کیا ماجرا ہے کہ نہ دعاء لگ سکتی ہے نہ دوا کام کر سکتی ہے مجھے بھی کچھ علم ہو ۔ ڈاکٹر صاحب وجہ یہ ہے کہ جب یہ بچہ اپنی ماں کے شکم میں تھا اس وقت اس کی ماں ایک کامل پیر صاحب سے مرید ہوئی تھی وہ پیر صاحب کم سنتے تھے ۔ مرید کرتے وقت اس بچہ پر اپنی توجہ عنایت فرمائی اس توجہ کا نتیجہ ہے کہ بچہ کان سے کم سنتا ہے ۔ اتنا سنتے ہی ڈاکٹر محمد مستقیم صاحب اپنے گھر کے اندر داخل ہوئے اور اپنی بڑی ہمشیرہ کو مخاطب کر کے پوچھنے لگے کیا آپ بھی کسی پیر صاحب سے مرید ہوئی ہیں ۔ ان کی ہمشیرہ نے جواب دیا ہاں میں مرید ہوئی ہوں کیا بات ہے ڈاکٹر صاحب نے پوچھا آپ کے پیر صاحب کا کیا نام ہے ہمشیرہ کہنے لگیں میں اپنے

پیر صاحبؒ کا نام تو نہیں جانتی ہوں مگر ان کو لوگ بہرو پیر صاحب کے نام سے یاد کرتے تھے اور یہ بچہ جب میرے شکم میں تھا اسی وقت میں مرید ہوئی ہوں۔ ڈاکٹر محمد مستقیم صاحب فوراً اپنے گھر سے باہر آئے اور راقم الحروف کے ہاتھ کو پکڑ کر کمرے سے باہر لے گئے اور بے ساختہ فرمانے لگے حضرت کی کرامت ظاہر ہوگئی میں نے پوچھا کیسی کرامت ظاہر ہوئی پوری تفصیل کے ساتھ روداد ہمشیرہ کو سنایا۔ اس کے بعد پوری شب جلسہ کا پروگرام چلتا رہا۔ یہ دوروزہ کانفرنس مہوا کی سرزمیں پر اس عروج وارتقا کی منزل پر پہنچا کہ ابھی تک ویسا جلسہ دوبارہ نہ ہوسکا۔ یہ جلسہ ٹھنڈک کے زمانے میں ہوا پھر بھی لوگوں کا اژدھام اتنا تھا کہ جلسہ گاہ میں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ دوسرے روز جمعہ کا دن تھا۔ حضور قبلہ نے جمعہ کی نماز شاہی مسجد مہوا میں پڑھائی اور متصل مسجد مدرسہ مدینۃ العلوم کی سنگ بنیاد فاتحہ خانی، نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت کی صدائیں بلند کے ساتھ حضور قبلہ کے دست اقدس سے رکھی گئی۔ اس مدرسہ کے مہتمم جناب ماسٹر محمد محمود صاحب ہیں۔ مدرسہ مدینۃ العلوم مہوا کی سرزمین پر ایک مرکزی ادارہ ہے۔ اس وقت شاہی مسجد کے امام مولانا عبدالرؤف صاحب تیغی تھے۔ ان کی بھرپور کاوش جلسہ میں تھی اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

شیخ پورا ویشالی بہار میں حضور قبلہ کی آمد خیر

سیدی و مرشدی حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ و رضوان شہر کلکتہ، بڑی بازار متصل بڑی مسجد جناب محمد قمرالہدیٰ عرف منے میاں کی جانب سے موضع شیخ پورا، ضلع ویشالی صوبہ بہار میں ایک جلسہ کی دعوت ملی۔ حضور قبلہ ویشالی ضلع کا نام سن کر محمد قمرالہدیٰ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ حاجی پور شہر میں میرا ایک مرید سعید مظہر رام اشیش چوک پہ رہتا ہے، میرے آنے کی اطلاع آپ اس کو دے دینگے۔ جناب محمد قمرالہدیٰ حضور قبلہ کے حکم پہ لبیک کہتے ہوئے راقم الحروف سے ملنے حاجی پور میں

تشریف لائے اور تفصیل کے ساتھ حضور قبلہ کی آمد خیر کا ذکر اور اپنے موضع شیخ پورا میں عرس کی تقریب کے ساتھ ساتھ ایک عظیم الشان جلسہ کے انعقاد کا گفتگو فرماتے رہے۔ادھر راقم الحروف حضور قبلہ کی آمد خیر کا اظہار مسرت سن کر دل ہی دل میں عجب اضطرابی کیفیت پیدا ہونے لگی اور اس روز سے حضور قبلہ کی آمد خیر کا انتظار بڑی بے صبری سے کرنے لگا کئی اخباروں میں جلسہ کی تاریخ اور حضور قبلہ کی تشریف آوری کا مضمون نمایا ہوتا رہا۔ وقت مقررہ پر حضور قبلہ کی تشریف آوری پٹنہ جنکشن پہ ہوئی۔ادھر راقم الحروف اپنی گاڑی لے کر پٹنہ جنکشن پہنچا اور اُدھر جناب قمر الہدیٰ صاحب بھی اپنی گاڑی لے کر پٹنہ جنکشن پہنچے۔ٹرین اپنے صحیح وقت سے ہی آ گئی۔حضور قبلہ کی زیارت ہوئی۔ سلام دست بوسی اور قدم بوسی کے بعد حضور قبلہ فرماتے ہیں سعید مظہر کہاں پہلے چلنا ہے، کہنے کا انداز سخن ہی کچھ ایسا تھا میں نے فوراً کہا حضور قبلہ میرے غریب خانہ پر تشریف لے چلیں اور وہیں آرام فرما کر جلسہ گاہ میں چلا جائے گا، تمہاری گاڑی کہاں ہے حضور باہر پلیٹ فورم کے، چلتے چلتے حضور قبلہ کو اپنی گاڑی کی طرف لے گئے اور حضور قبلہ گاڑی میں تشریف فرما ہو گئے پیچھے پیچھے جناب قمر الہدیٰ صاحب بھی قریب آ کر حضور قبلہ سے فرمانے لگے، حضور آپ کو تو میرے یہاں چلنا ہے اور وہ میری گاڑی سامنے کھڑی ہے، جناب قمر الہدیٰ صاحب کا تیور بدلہ ہوا تھا۔حضور قبلہ نے آپ کے یہاں جو جلسہ کا پروگرام ہے وہ رات کا ہے فقیر وعدہ کے مطابق جلسہ شروع ہونے سے پہلے آپ کے یہاں آ جاؤں گا۔ جناب محمد قمر الہدیٰ صاحب مایوس ہو کر اپنی گاڑی لیکر پٹنہ سے واپس گھر لوٹ گئے۔اس سفر میں حضور قبلہ کے ہمراہ کوئی خادم نہ تھے۔ پٹنہ جنکشن سے چلنے کے بعد حاجی پور میں کچھ دیر قیام کے بعد میرے غریب خانہ (شمھوپئی) میں تشریف آوری ہوئی۔بغیر کسی اطلاع اور اچانک پروگرام کے حضور قبلہ کی تشریف آوری ہونا ضرور کوئی معنی رکھتا ہے، راقم الحروف کی بڑی

ہمشیرہ زہرہ خاتون اشرفی جو حضور قبلہ کی سچی مریدا تھیں۔ اپنے پیر سے قلبی محبت رکھتی تھیں ان کی طبیعت ان دنوں بہت نازک تھی، زندگی کی آخری منزل طے کر رہی تھیں، اپنے پیر کی آخری زیارت کی تمنا رکھتی تھیں۔ یہ راز حضور قبلہ پہ منکشف تھا۔ یہی ایک وجہ تھی کہ آپ نے اپنے سفر کا رخ اس طرف فرمایا۔ راقم الحروف نے جب اپنے گھر کے اندر حضور قبلہ کو لائے تو اس وقت ہمشیرہ اپنے بستر پر بیٹھ بھی نہیں سکتی تھیں کسی طرح عورتوں نے اپنے ہاتھ کے سہارے سے بستر پہ ٹیک لگا کر بیٹھایا، اور حضور قبلہ کی آخری زیارت انہیں نصیب ہوئی۔ چند گھنٹے آرام فرمانے کے بعد حضور قبلہ کی روانگی ٹھبوپٹی سے ہوئی۔ مہوا بازار سے ہوتے ہوئے چک مجاہد میں تھوڑی دیر کے لئے اہل عقیدتوں کے یہاں قیام کے بعد مغرب سے پہلے شیخ پورا جناب قمر الہدیٰ صاحب کے یہاں حضور قبلہ کی تشریف آوری ہوئی۔ شب میں طعام کے لئے جب حضور قبلہ کے سامنے دستر خوان بچھایا گیا، راقم الحروف کی طرف رخ کر کے حضور قبلہ نے پوچھا سعید مظہر کھانا کھائے ہو۔ نہیں حضور۔ حضور قبلہ نے کہا قمر الہدیٰ ابھی دستر خوان لے جائیے میں بعد میں کھانا کھاؤں گا، پہلے ان لوگوں کو کھانا کھلائیے۔ حضور قبلہ کی زیارت کے لئے اُس علاقہ سے عقیدت مند مسلم اور غیر مسلم بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ راقم الحروف کے ساتھ لوگوں کا ہجوم دیکھ کر جناب محمد قمر الہدیٰ صاحب پہلے تو بہت پریشان ہوئے۔ ہم نے انہیں اپنے اشارے سے قریب بلا کر کہا جو کچھ بھی آپ کے گھر موجود ہے تھوڑا لا کر ہمیں دے دیجئے۔ ہم لوگ حضور قبلہ کا تبرک اور حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نوش کر لیں گے۔ بہر حال کھانا تیار ہونے میں کچھ تاخیر تو ضرور ہوئی لیکن سب لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا، اس کے بعد ہی حضور قبلہ نے طعام فرمایا۔ ایک رات یہاں جلسہ میں خطاب فرمانے کے بعد نکل ہو کر ماجھی ضلع چھپرہ کی دعوت حضور قبلہ کی تھی۔ اور ماجھی گاؤں سے برادر طریقت جناب محمد سلیم

الدین اشرفی صاحب کے رشتہ دار اپنی گاڑی لے کر حضور قبلہ کو ماجھی لے جانے کے لئے شیخ پوا شام ہی میں آ گئے تھے۔ ماجھی سے آئے ہوئے لوگوں سے حضور قبلہ کی دید و سنید ہو چکی تھی۔ حضور قبلہ کی صدارت میں آخری تقریر آپ کی ہونی تھی۔ جب حضور قبلہ جلسہ عام میں خطاب فرمانے لگے آپ کی تقریر کے اختتام سے پہلے ہی آپ کے بستر اور سب سامان کو ماجھی سے آنے والی گاڑی یں رکھ دیا۔ اس لئے کے راقم الحروف نے متعدد جگہ حضور قبلہ کو دیکھا کہ جلسہ کے اختتام کے بعد اپنی سواری میں آ کر بیٹھ جاتے اور فوراً چلنے کو کہتے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اراکین جلسہ کے لئے آپ بوجھ نہ بننا چاہتے۔ میں نے کئی جگہ حضور قبلہ کو دیکھا کہ جلسہ کرانے والے پیچھے پیچھے دوڑتے آ رہے ہیں اور آ کر حضور قبلہ کے دست اقدس میں نذر پیش کر رہے ہیں۔ اس وقت حضور قبلہ بڑے سکون قلب کے ساتھ انہیں بہت ساری دعاؤں سے نوازتے رہتے۔ جلسہ کے اختتام کے بعد ہی فجر کی اذان ہونے لگی حضور قبلہ مسجد میں تشریف لے گئے ان کی اقتدا میں ہم لوگوں نے نماز فجر ادا کی۔ صلاۃ سلام کے بعد ہی فوراً راقم الحروف کی گاڑی میں آ کر تشریف فرما ہوئے اور ساتھ ہی مفتی اسلم صاحب شیر بہار بھی بیٹھ گئے۔ راقم الحروف نے حضور قبلہ سے کہا ماجھی سے جو گاڑی آتی ہے ہم نے سب سامان کو اسی گاڑی میں رکھ دیا ہے اور یہ سب لوگ ماجھی سے ہی آتے ہیں، ڈرائیور بھی گاڑی میں بیٹھ گیا ہے۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں سعید مظہر اس گاڑی سے سامان لا کر اُس گاڑی میں رکھ دو۔ اس وقت حضور قبلہ کا جلال رخ منور سے اس قدر عیاں تھا کہ میرا دل ہیبت سے کانپ رہا تھا ۔ سامان تو اس گاڑی سے لا کر اُس گاڑی میں رکھ دیا گیا مگر ڈرائیور غیر موجود تھا ڈرائیور کہیں جا کر سو گیا تھا۔ مفتی اسلم صاحب بھی حیرت زدہ ہو کر خاموش بیٹھے رہے۔ بہت تلاش کرنے کے باوجود بھی ڈرائیور کا اتا پتہ نہ تھا۔ ادھر میری حالت غیر ہو رہی تھی، اُدھر حضور قبلہ کا جلال زبان و قلم بند کرنے

سے قاصر ہے۔ بڑی مشکل سے لوگوں نے ڈرائیور کو کھوج نکالا۔ ڈرائیور آنکھ ملتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی، میں بھی گاڑی کے ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گیا۔ بڑی خاموشی سے سفر طے ہوتا رہا، گاڑی حاجی پور دکان پر آ کر رکی، حضور قبلہ اور مفتی اسلم صاحب آ کر دکان میں تشریف فرما ہوئے۔ ناشتہ کا دور ختم ہوتے ہی دکان کے دریچے میں حضور قبلہ کا عطا کردہ شجرہ شریف موجود تھا۔ حضور قبلہ شجرہ شریف کو اپنے دست اقدس میں لے کر فرماتے ہیں سعید مظہر اس طرح لکھنا بڑی خ،ل،الف،زبر لا،ف،ت،زبر،فت ''خلافت'' حضور قبلہ اپنی نوک قلم سے شجرہ شریف کے سرورق تحریر فرما دیتے ہیں،اور فرماتے ہیں سعید مظہر اس طرح سے تم بھی لکھنا۔ ہائے ہائے اس کیفیت محبت پر سو جانیں قربان ہو وہ بھی کم ہے،اب بات کچھ سمجھ میں آئی ہے اسی مقام سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کبھی تو میرا رب مجھے ظالموں کے ہاتھوں پتھر برساتا ہے اور کبھی مجھے عرش پر بلا کر اعجاز کمال عطا فرماتا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء علیہ السلام کو اتنی تکلیفیں نہ ہوئی ہونگی جتنی مجھے درد علم جھیلنا پڑا ہے۔ حضور قبلہ کے بغل میں بیٹھے ہوئے مفتی اسلم صاحب مسکراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آج ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم اور صوفی صاحب درس گاہ میں بیٹھ کر حضور قبلہ سے الف،ب کا سبق یاد کر رہے ہیں اور حضور ہم لوگوں کو سبق یاد کرا رہے ہیں۔ پہلی دفعہ جب حضور قبلہ کی آمد خیر شمبھو پٹی ہونے والی تھی،گوپال گنج جلسہ کے بعد چھپرہ شہر میں تھوڑی دیر قیام کے بعد حاجی پور شہر سے باہر آنے کے بعد میرے دل میں خواہش ہوئی کہ حضور قبلہ کو چائے پلانی چاہئے۔ راقم الحروف نے ایک جگہ گاڑی کے ڈرائیور کو کہا کہ گاڑی روک دو، چائے پی کر یہاں سے چلیں گے۔ ڈرائیور بازار دیکھ کر گاڑی کو روک دی۔ میں فوراً گاڑی سے اتر کر لب روڈ ایک دکان میں جا کر دکاندار سے کہتا ہوں فوری طور پر اسپیشل چائے بنائیے۔ وہاں دکان میں کچھ لوگ

پہلے سے موجود تھے۔ دکاندر تعجب سے مجھے دیکھتا رہتا ہے اور میں بار بار اصرار کرتا ہوں کہ چائے جلدی بنائیے۔ گاڑی میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی میرے قریب آئے اور کہنے لگے صوفی صاحب یہ چائے کی دکان نہیں تاری کی دکان ہے۔ میں شرمندہ ہوکر گاڑی میں آکر بیٹھ گیا اور گاڑی وہاں سے گھر کے لئے چلی۔ جب حضور قبلہ کی آمد خیر مجھ غریب خانہ پر ہوئی، میرے بڑے بھائی نماز مغرب ادا کررہے تھے، میں ان کے آگے سے آتا اور جاتا۔ حضور قبلہ سے قریب ایک شخص نے کہا صوفی صاحب نمازی کے آگے سے آتے اور جاتے ہیں۔ حضور قبلہ خاموش رہے مگر وہ شخص میرا ہاتھ پکڑکر کہتا ہے آپ کو پتہ نہیں آپ کے بڑے بھائی نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ ان کے آگے سے آتے اور جاتے ہیں۔ تب جاکر مجھے احساس ہوا اور بیحد ندامت ہوئی۔ یہ مختصر احوال لکھ دیا ورنہ مجھے بھی اور میرے دل کو بھی گوارہ نہیں۔

﴿اب نہ نکلے گی زباں سے مرنے دم آہ وفغاں﴾

﴿دل میں میرے مخزن ہے صورت پیر جہاں﴾ مظہر۔

حاجی پور شہر میں مفتی اسلم صاحب اپنے گھر مظفر پور کے لئے روانہ ہونے والے ہی تھے کہ اسی درمیان میں ضلع چھپرہ ماجھی سے جو گاڑی شیخ پورا جلسہ میں حضور قبلہ کو ماجھی جلسہ میں لے جانے آئی تھی وہ گاڑی ہم لوگوں کے ساتھ ساتھ وہاں سے چلی تھی۔ مگر وہ گاڑی ابھی تک حاجی پور شہر میں نہ پہنچ سکی تھی۔ کچھ دیر کے بعد وہ لوگ جو ماجھی سے آئے تھے پیدل ہی چل کر حضور قبلہ کے قریب پہنچے اور فریاد کرنے لگے حضور گاڑی خراب ہوگئی ہے اور اس کے انجن کا کرینک ٹوٹ گیا ہے اب تو گاڑی بننے میں دو چار روز لگ ہی جائے گی۔ تب راقم الحروف اور مفتی اسلم صاحب کو بات سمجھ میں آگئی کہ حضور قبلہ نے اپنا قدم مبارک ماجھی سے آنے والی گاڑی میں اسی لئے نہیں رکھا تھا۔ شہر حاجی

پور سے گاڑی چھپرہ شہر ہوتے ہوئے موضع سلیم پور میں پہنچی، وہاں پہنچنے کے بعد راقم الحروف کو معلوم ہوا کہ حضور قبلہ کی آمد و خیر کی برکت کے لئے یہاں ایک بہت بڑے جلسہ کا اہتمام کیا گیا ہے عشاء کی نماز کے فوراً بعد ہی جلسہء عید میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آغاز تلاوت کلام پاک سے شروع ہو جاتا ہے۔نعت پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم گنگنانے کے لئے بہت سارے شعراء حضرات وخطبہ حضرات تشریف فرماں تھے۔عید میلا دالنبی کا جلسہ حضور قبلہ کی صدارت میں پورے شباب کے ساتھ اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہے، اراکین جلسہ کی اصرار پہ حضور قبلہ نے اپنے مرید راقم الحروف کو بھی تقریر کی اجازت دے دی، میرے نام کا اعلان ہوا اور میں تقریر کے لئے کھڑا ہو گیا۔ابھی الحمد اللہ ہی زبان سے نکلی تھی کہ ایک شخص پیچھے سے آکر کہنے لگے صوفی صاحب آپ کو حضور قبلہ یاد فرمارہے ہیں۔ہم نے اپنے سامنے سے مائک ہٹایا اور فوراً دوڑتا ہوا حضور قبلہ کی بارگاہ ناز میں جبین عقیدت خم کر دیا۔دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ ابھی حضور قبلہ سے اجازت لے کر آیا ہوں اور کہاں یہ مجھ سے کون سی غلطی ہوگئی کہ حضور قبلہ بلا رہے ہیں۔حضور قبلہ مسکراتے ہوئے فرماتے ہیں پہلے کھانا کھالو پھر تقریر کرنا۔سواب تقریر کرنے سے پہلے کھانا ضرور کھالینا۔یہ تھی حضور قبلہ کی شفقت محبت ونصیحت۔آخر آپ کا ذہن ضرور ادھر آمادہ ہوگا کہ ابھی اجازت بھی تقریر کی ملی اور فوری طور پر بلایا بھی جاتا ہے،اس کی وجہ یہ تھی کہ کل کی شب جو شیخ پورا کے جلسہ میں ہم نے کھایا کھایا تھا۔اس حال سے حضور اشرف الاولیاء واقف تھے کہ ابھی تک قنایت وصبر پہ آمادہ ہے پہلے تقریر کی اجازت دیدی اور مجھے صبر پہ دیکھا تو فوری طور پر وہاں کے موجود لوگوں سے فرمایا کہ صوفی سعید مظہر کو بلالاؤ اور جب میں حاضر خدمت ہوا تو محمد سلیم الدین اشرفی سے فرمایا سب سے پہلے سعید مظہر کو کھانا کھلائیے۔حضور قبلہ کی روشن ضمیری آفتاب سے بھی زیادہ منور تھی۔آپ ہمیشہ

خاموش رہتے اور دل ہمیشہ بیدار رہتا۔ کبھی کبھی اپنے خاص عقیدت مندوں کی حالت پہ نگاہ ڈالتے پھر اس کی اصلاح فرمادیتے اور غیروں پہ بھی عین نوازش حضور قبلہ کی ہوتی رہتی۔ محمد سلیم الدین صاحب کے دولت کدہ پہ حضور قبلہ کو غسل کرانے کا شرف راقم الحروف کو نصیب ہوا۔

﴿ تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را ﴾

﴿ گاہے گاہے باز خواایں قصہ پارینہ را ﴾

کچھوچھہ مقدس

۲۷، محرم الحرام ۱۴۰۵ھ کا مبارک دن جمعہ کا ہے۔ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی تارک السلطنت مخدوم سلطان وحدالدین پیر کبیر سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہہ کے ایام عرس میں عقیدت مندوں کا ایک عظیم قافلہ سرزمین کچھوچھہ مقدسہ کی زیارت کی حاضری کی سعادت کی برکتیں حاصل کرنے کے لئے بارگاہ محبوب میں حاضر ہوئے اور حضور اشرف الاولیاء کی چوکھٹِ محبت پہ عشاقوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے، صبح سے ہی قرآن مقدس کی تلاوت ہوتی ہے اور ایک نورانی محفل کا آغاز ہوتا ہے، شعراء حضرات اپنی مترنم دلکش آواز سے سامعین حضرات کے دل کو سرور کی مستی بخش رہے ہیں ہر شخص اپنی بے خودی میں سرسار ہے۔ خطبہ حضرات اپنی دلپزیر تقریر سے آہ وواہ کا دادو تحسین کا تحفہ قبول فرمارہے تھے۔ عشاق اپنی بیخودی میں جھوم رہے تھے فضا مشق بار ہو رہی تھی ، وقت بھی دامن گیر ہے ساتھ ہی جمعہ کا دن ہے۔ محفل پاک کا اختتام صلاۃ السلام و فاتحہ خوانی اور حضور قبلہ کے دعائیہ کلمات کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، ایک وسیع دسترخوان بچھایا جاتا ہے، کچھ حضرات طعام عام کی لذتوں میں سرگرداں ہیں تو کچھ لوگ اپنے مہمانوں کی خدمت میں مصروف ہیں، کچھ عشاق اپنے محبوب پیشوا کی صورتِ زیبا کی زیارت میں ٹکٹکی باندھ کر اشک بار نگاہوں سے

دل کی دنیا کوآراستہ اور اپنے قلب کو منور و مجلی کر رہے ہیں تو کچھ حضرات طعام عام کی فکر میں مبتلا ہیں۔کوئی زیارت کی لذتوں سے فیضیاب ہوکر رخت سفر پہ آمادہ ہے تو کوئی فیضیاب ہونے کے لئے حاضر خدمت ہو رہا ہے عجیب پر کیف فضا ہے، حالات پہ کیف سرور غالب ہے، خاموشی بھی اپنے دامن میں منہ چھپا کر دیکھ رہی ہے، گرما گرم موسم ہے، ہر شخص اپنے آپ میں مست ہے، حضور قبلہ آنے والے مہمانوں کی خیریت پوچھتے ہیں اور ان کے پڑوسیوں کی خیریت بھی پوچھتے ہیں۔ راقم الحروف مکان کی دوسری منزل پہ بیٹھ کر تماشائے اہل محفل دیکھ رہا ہے، تقریباً دن کے ڈھائی بجے ہونگے ایک آدمی آکر مجھے مخاطب کرتا ہے کیا آپ کا نام سعید مظہر ہے، جی ہاں، حضور قبلہ نے فرمایا کہ سعید مظہر دوسری منزل پہ ہے اور اس کو جا کر کہہ دو کے کھانا کھالے، حضور قبلہ کا حکم سنتے ہی میں بے قرار ہو گیا، اس لئے کے جہاں ہزاروں افراد اپنی اپنی فکر میں سرگرداں ہیں، جب کہ میں حضور قبلہ کے سامنے بھی نہیں ہوں پھر بھی ہماری فکر حضور قبلہ کو ہے، میری بیقراری کا عالم یہ تھا کہ آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرات ساون بھادو کی طرح اُبل پڑے۔دل قابو سے باہر تھا، لاکھ اپنے آپ پہ قابو پانا چاہتا تھا مگر رہ رہ کہ دل میں حضور قبلہ کی شفقت اور روشن ضمیری اور دستگیری کو یاد کرکے گہرے طلاطم میں ڈوب گیا۔مگر دوسری طرف حضور قبلہ کا حکم سرآنکھوں پہ ہے اپنے رومال سے آنسوؤں کو پوچھتا ہوا نیچے اوتر کر آیا اور حضور قبلہ کی رخ روشن کی زیارت کی۔بڑی شفقت سے حضور قبلہ فرماتے ہیں، بیٹا کھانا وقت پہ کھالینا چاہئے۔یہاں دیکھتے ہو مہمانوں کی کتنی بھیڑ لگی ہے جاؤ جہاں پے جگہ ملتی ہے بیٹھ جاؤ تا خیر مت کرو اور کھانا کھالو۔اُس وقت میرے ذہن فکر میں حضور قبلہ کی روشن ضمیری اور شفقت دیکھ کر دل کی تختی پہ کئی نقوش اوبھر کے سامنے آگئے۔حضور اعلیٰ حضرت سید شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہ صحائف اشرفی میں تحریر فرماتے ہیں حضرت

مخدومی علاؤالحق پنڈوی رحمتہ علیہ نے فرمایا کہ اے فرزند اشرف جس دن سے تم تارک السلطنت ہو کر گھر سے نکلے ہو ہر منزل میں میں تمہارا نگراں تھا اور مواصلت ملاقات ظاہری کی تمنا رکھتا تھا۔ الحمد اللہ کہ جدائی مواصلت سے بدل گئی۔

حضرت شمس الدین غوث بنگالہ رانی گنج بنگال کے چھوٹے بھائی حضرت قمر العارفین شاہ ظفر رحمتہ اللہ علیہ نے راجگیر کے جنگل میں جا کر چلہ کیا اور عالم غشی طاری ہوگئی۔ حضرت غوث بنگالہ نے اپنے مریدوں کو بلا کر فرمایا کہ میرا چھوٹا بھائی ظفر راجگیر کے جنگل میں فلاں پہاڑ پر چلہ کش ہے وہاں جاؤ اور اسے لے کر آؤ، پوری ہدایت کے ساتھ لوگوں کو روانہ کیا، جب یہ لوگ راجگیر پہنچے پہاڑ پہ شاہ ظفر رحمتہ اللہ علیہ کو مردہ کی شکل میں پایا۔ ان کے منہ میں پانی کے قطرات دھیرے دھیرے ڈالے گئے اور چہرے پر پانی ملا گیا۔ جب بالکل ہوش میں آ گئے، راجگیر سے پٹنہ بیل گاڑی سے لایا گیا اور پٹنہ گنگا ندی پار کر کے حاجی پور سے مہوا مدھول لایا گیا۔ جہاں غوث بنگالہ رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرماں تھے۔ ایک روز غوث بنگالہ رحمتہ اللہ علیہ شاہ ظفر رحمتہ اللہ علیہ کو سمجھاتے ہیں کہ بھائی ظفر تمہیں اس طرح راجگیر کہ جنگل میں جا کر چلہ نہیں کرنا چاہئے کیا تمہیں اپنی جان پیاری نہیں ہے شاہ ظفر رحمتہ اللہ علیہ نے کہا حضور میں ایسا ہی کروں گا۔ اس لئے کہ اگر میں مرنا بھی چاہوں گا تو مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے مرنے نہیں دیں گے۔

''حضور مفتی رفاقت حسین اشرفی''

راقم الحروف کے غریب خانہ شمبھو پٹی، ضلع ویشالی بہار میں سیدی و مرشدی حضور اشرف الاولیاء سید شاہ مجتبیٰ اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی تشریف آوری ہر سال ہوا کرتی تھی۔ حضور قبلہ گاہی کی آمد خیر کے موقع سے ایک عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ اس تقریب سعید کے موقع سے

مقامی و بیرونی علماء کرام صوفیہ عظام و شعراء حضرات کو دعوت دی جاتی تھی اور ایک نورانی محفل پاک کا آغاز تلاوت قران پاک سے شروع ہوتا اور دیکھتے ہی دیکھتے محفل مقدس میں عجب کیف وسرور کی مستی چھا جاتی۔ ہر شخص روحی مسرت حاصل کر کے جھومنے لگتا۔ سرزمین شمبھوپٹی کے اشخاص اپنے مہمانوں کی خدمت گذاری میں لگے رہتے۔ یہ سب حضور قبلہ کی تشریف آوری کی رونقیں برکتیں اور محبتیں تھیں۔ جلسہ کی صدارت ہر سال حضور قبلہ ہی فرماتے اور آپ کے دعائیہ کلمات سماعت فرمانے کے لئے ہر فرد بیدار رہتا۔ ایک ایک لفظ دل کو چھو لیتا۔ آپ کے دعائیہ کلمات کے ساتھ ہی محفل پاک کا اختتام ہو جاتا ہے فجر کی اذان ہو جاتی ہے، حضور قبلہ نماز فجر ادا کرنے کے بعد بلکا ناشتہ سے فارغ ہو کر آرام فرماتے ہیں، تھوڑی دیر آرام فرمانے کے بعد بیدار ہو کر بستر پہ بیٹھ جاتے ہیں اور سعید مظہر کی صدا ہوا میں گونجتی ہے، میں دوڑتا ہوا حضور قبلہ کے قریب گیا۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں سعید مظہر دیکھو کہیں گلاب کا پھول مل جائے تو لاؤ۔ فوراً حکم پہ لبیک کہتا ہوا گلاب کا پھول حاصل کرنے کے لئے سرگرداں ہوا، دیہاتی علاقہ ہونے کے باوجود بھی بڑی آسانی سے گلاب کا پھول دستیاب ہوا اور چند گلاب کا پھول لے کر حاضر خدمت ہوا۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں اس گلاب کے پھول کو حفاظت سے کاغذ یا کیلے کے پتے میں رکھ کر باندھ دو۔ حضور قبلہ میں نے یہ سوچا تھا کہ آپ اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے گلاب کا پھول طلب فرمایا ہے، حضور قبلہ نہیں نہیں حضور قبلہ غلام کو بھی تو کچھ بتائیے کہ گلاب کا پھول کس کام کے لئے طلب فرمائیں ہیں۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں پہلے سعید مظہر یہ بتاؤ کہ یہاں سے مولانا رفاقت حسین راحمتہ اللہ علیہ کا مکان کتنی دوری پہ ہے، حضور قبلہ تقریباً تیس ۳۰ کیلومیٹر ہونا چاہئے، ہاں وہیں چلنا ہے، حضور قبلہ کیا وہاں جانے کا ارادہ پہلے سے تھا۔ حضور قبلہ نہیں نہیں۔ راقم الحروف نے حضور قبلہ سے کہا کہ حضور قبلہ شمبھوپٹی سے ابھی ابھی آپ کو ضلع دربھنگہ

جاتا ہے اور وہاں سے کچھ حضرات گاڑی لے کر آئے ہیں دربھنگہ لے جانے کے لئے ۔حضور قبلہ ہاں بات تو سہی ہے مگر ابھی ابھی جو میں آرام کر رہا تھا میری آنکھ لگ گئی کہ میں نے مولانا رفاقت حسین رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ مجتبیٰ اشرف میں نے اپنی زندگی میں ہمیشہ اسرار کرتے رہے کہ آپ میرے غریب خانہ پہ تشریف لے چلیں ،مگر میری آرزو کی تکمیل نہ ہو سکی اور آج بہت قریب اپنے مرید کے یہاں تشریف فرماں ہیں ،لہٰذا کیا ہی اچھا ہوتا کہ میرے غریب خانہ پہ تشریف لاتے ۔اس لیئے سعید مظہر مولانا رفاقت حسین رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں فاتحہ پڑھنے جانا ہے اور تم بھی ساتھ میں چلو، گاڑی کا ڈرائیور کہاں ہے، سامان کو گاڑی پر رکھو اور یہاں سے اب وہاں چلنا چاہئے ۔

حضور قبلہ کی سواری سرزمین شمبھو پٹی سے چل کر حضرت مولانا رفاقت حسین رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ عالیہ میں پہنچتی ہے حضور قبلہ تازہ وضوع فرماتے ہیں اور مزار اقدس پہ گلاب کا پھول پیش کرتے ہیں اور فاتحہ پڑھتے ہیں تھوڑی دیر کے لئے حضرت مفتی محمد محمود رفاقتی صاحب کے حجرہ مبارکہ میں حضور امین شریعت کے وصال پر ملال کا ذکر ہوتا ہے وقت دامن گیر ہونے کی وجہ کر حضور قبلہ کی سواری دربھنگہ جلسہ کے لئے روانہ ہوئی ہے اور یہ مسکین سعید مظہر گھر واپس آجاتا ہے۔

حضرت مولانا محمد نعیم الدین اشرفی چھپروی

سیدی و مرشدی حضور اشرف الاولیاء سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمتہ ورضوان کی تشریف آوری جناب الحاج فدا حسین چھپرہ کی دکان پر قدم مبارک رکھا ہی تھا کہ حضرت مولانا نعیم الدین اشرفی چھپروی رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے جناب بلاغ المبین صاحب حضور قبلہ کی زیارت کو آئے اور سلام کے بعد دست بوسی کی اور پوچھتے ہیں حضرت کیا مجھے پہچانتے ہیں۔ حضور

قبلہ کی نگاہ نیچی ہے اور کچھ لمحہ کے بعد فرماتے ہیں آپ مولانا نعیم الدین چھپروی کے صاحبزادے ہیں اور آپ سے میری ملاقات پہلے بھی چار دفعہ ہو چکی ہے، یہ پانچواں ملاقات ہے، یہ سنتے ہی بلاغ المبین صاحب تعجب میں پڑ گئے اور حضور قبلہ سے فرماتے ہیں حضور ہمیں یاد نہیں ہے، حضور قبلہ بلاغ المبین صاحب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں میری پہلی ملاقات فلاں جگہ ہوئی تھی یاد آیا۔ ہاں حضور دوسری ملاقات فلاں مقام پہ ہوئی تھی، یاد آیا۔ ہاں حضور تیسری ملاقات فلاں جگہ ہوئی تھی، یاد ہے ہاں حضور یاد آیا، چوتھی ملاقات فلاں جگہ ہوئی تھی، یاد ہے ہاں حضور یاد ہے اور یہ پانچواں ملاقات ہو رہا ہے۔ بلاغ المبین صاحب حضور قبلہ کا جواب سنتے ہی اس قدر مسرور ہوتے کہ پھر دوبارہ دست بوسی کا شرف حاصل کیا اور کچھ دیر تک کھڑے ہو کر حضور قبلہ کے روئے منور کی زیارت کرتے رہے جو حضرات وہاں موجود تھے ان پہ بھی کیف واسرار مستی وزبان ساکت کھڑے حسرت وحیرت سے ٹکٹکی باندھے کچھ دیر تک دیکھتے رہے حضور قبلہ کی کرامتیں سر راہ چلتے چلتے ظاہر ہوتی تھی۔ یہ تھی حضور قبلہ کی روشن ضمیری۔

''مسئلہ مکان میں سیڑھی کا''

مرشد برحق حضور اشرف الاولیاء ابوالفتح الحاج سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرف الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ جب میرے غریب خانہ شمھوپٹی میں پہلی دفعہ تشریف لائے۔ اس وقت گھر کی حالت بہت ہی خستہ تھی۔ جس کو تحریر کرتے ہوئے ندامت بھی محسوس ہو رہی ہے اور خوشی بھی، حضور قبلہ کے قیام کی جگہ کو تین طرف سے کپڑوں (چادروں) سے گھیر کر ایک کمرہ نما بنایا اور اوپر سے کھپڑ پوس کا چھپڑ اور کھپرہ ڈال کر ایک چوکی (تخت) رکھ دی گئی۔ حضور قبلہ وکعبہ کا قیام ایک شب کے لئے اسی جھوپڑی میں ہوئی۔ کل ہو کر مظفر پور سے ٹرین سے کلکتہ کے لئے روانگی ہوئی ساتھ میں حضرت اکمل حسین اشرفی

سہرسہ بھی تھے۔ حضور قبلہ کے قدم پاک کی برکتیں ایسی ہوئی کہ دیکھتے ہی دیکھتے تمام مجبوریاں دھیرے دھیرے ختم ہوگئیں اور حالات میں تبدیلی آتی گئی۔ گھر کی رونق بڑھ گئیں اور رزق میں برکتیں ایسی ہوئی کہ دو چار مہمان بھی آجاتے تو جو گھر میں سبھوں کے لئے کھانہ بنا ہوتا اسی میں سب مل کر کھا لیتے۔ یہ جھوپڑی نما مکان دھیرے دھیرے پختہ بن گیا۔ مکان کی تعمیر کے وقت سیڑھی کہاں سے بنائی جائے یہ ایک پریشان کن مسئلہ تھا۔ میرے رشتہ دار الحاج محمد نظام الدین اشرفی جو ایک اچھے معمار اور محنت کش آدمی تھے۔ جب حضور قبلہ کے دست اقدس سے مرید ہوئے، سلسلہ میں داخل ہونے کے بعد حضور قبلہ نے پوچھا محمد نظام الدین تم کیا کرتے ہو۔ حضور میں راج مستری کا کام کرتا ہوں، تم اپنے گھر والے سے مشورہ کرلو اور فیض آباد میں مکان کا کام ہورہا ہے، وہاں جا کر کام کرو اور جو مزدوری ہوگی مل جائے گی۔ محمد نظام الدین اشرفی اسی روز فیض آباد کے لئے روانہ ہوگئے اور فیض آباد کے مکان کی تعمیر میں اور کچھوچھہ مقدسہ میں دومنزلہ تعمیر میں خاص کارکردگی رہی۔ جب میرے یہاں سیڑھی کی بات آئی تو میں جو مشورہ دیتا تھا ان کو میرا مشورہ پسند نہ تھا اور وہ جو مشورہ دیتے تھے مجھے بالکل پسند نہ تھا اسی گفتگو میں تو تو میں میں تقریباً ایک ماہ سے زیادہ وقت گذر گیا۔ جب تک مکان کے دوسرے حصہ میں کام شروع تھا۔

ایک شب راقم الحروف نے عالم خواب میں حضور قبلہ کو دیکھا کہ سر پہ تاج پہنے ہوئے ہاتھ میں عصا مبارک لئے ہوئے میرے غریب خانہ پہ تشریف لائے ہیں اور عصا کے اشارے سے فرماتے ہیں سعید مظہر یہاں سے سیڑھی بناؤ اور اس طرح بناؤ۔ آپ اپنے عصا مبارک کے اشارے سے وظیفہ کی طرح متعدد بار خواب میں سمجھا دیا اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

﴿ساس کی لاج گھونگھٹ نہیں کھولوں﴾

اللہ اللہ کر کے صبح ہوئی ضروریات سے فارغ ہو کر محمد نظام الدین اشرفی صاحب کو سب سے پہلے جگہ دکھائی اور سیڑھی بنانے کا یہاں سے مشورہ دیا۔ وہ بہت خوش ہو گئے اور کہنے لگے ایک مہینہ سے آپ سر کا درد بنا رکھا تھا اور مجھے پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا یہی مشورہ پہلے دیئے ہوتے تو سر کا درد نہ بنتا۔ راقم الحروف نے کہا میں نے اپنے عقل وفہم کے مطابق ٹھیک ہی مشورہ دیا تھا مگر آج کی رات آقائی ومولائی حضور قبلہ نے رہنمائی فرمائی اور عالم خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف لائے ہیں اور اپنے عصا مبارک سے اشارہ فرمایا کہ سعید مظہر سیڑھی یہاں سے بناؤ۔ اس وقت میرے ذہن میں بات آئی سیڑھی کا مسئلہ اس لئے الجھا تھا کہ حضور قبلہ کی رہنمائی ہوگی اور زیارت کا شرف بھی حاصل ہوگا۔ آج بھی سب لوگ خوش ہیں کہ سیڑھی اچھی جگہ بنی ہے۔

ریلوے اسٹیشن چھپرہ۔

سیدی ومرشدی آقائی ومولائی حضور اشرف الاولیاء سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا سفر کچھوچھہ مقدسہ سے گوہاٹی آسام بذریعہ ٹرین سے تھا۔ حضور قبلہ نے بہت پہلے ہی خط سے اطلاع کر دیا تھا کہ میں فلاں ٹرین سے فلاں تاریخ کو گوہاٹی جانے والا ہوں۔ چھپرہ اسٹیشن پر آ کر ملاقات کرو۔ شدید مدت کے بعد رفتہ رفتہ وعید سعید کا مبارک دن آ گیا۔ جس دن کا ہم لوگوں کو انتظار تھا، ہم لوگ ایک قافلہ کے ساتھ چھپرہ ریلوے اسٹیشن پہنچے۔ راقم الحروف جب بھی کسی اسٹیشن حاجی پور، پٹنہ، چھپرہ، مظفر پور میں حضور قبلہ کی زیارت کو گیا، ٹرین اپنے بالکل سہی وقت پہ آتی تھی۔ اور جب ٹرین لیٹ ہوتی تو دل یہ کہتا شاید حضور قبلہ اس ٹرین سے نہ آ کر دوسری ٹرین سے حالات کے تحت چلے گئے ہوں گے، اور یہی ہوتا تھا۔ ریلوے اسٹیشن میں پوچھ تاچھ کاؤنٹر پر جا کر جب

ٹرین کے متعلق تحقیق کی تو پتہ چلا کہ ٹرین اپنے سہی وقت پہ آ رہی ہے اور عین وقت ٹرین پلیٹ فورم پر آ کر لگی۔ اور حضور قبلہ پہلے سے ہی ٹرین کے گیٹ پر آ کر کھڑے رہتے۔ بڑی آسانی سے آپ کی زیارت ہوئی اور دست بوسی اور قدم بوسی ہوئی۔ جب عرض مدعا ہوا حضور قبلہ کھانا لے کر آیا ہوں۔ حکم ہو تو بندہ حاضر خدت کرے، مسکراتے ہوئے ارشاد فرمائے لائے ہو تو لاؤ۔ کھانا اور پانی حضرت کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ ہم لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جگہ خالی ہے آپ لوگ بیٹھ جائیں۔ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سب لوگ بیٹھ گئے۔ حضور قبلہ کے طعام کا سلسلہ اور گفتگو بھی ساتھ ساتھ شروع ہوئی۔ کچھ دیر تک آپ محوِ گفتگو میں مشغول رہے ادھر ہم لوگ اندر ہی اندر پریشان تھے کہ یہاں ٹرین صرف پانچ منٹ رکتی ہے وہ وقت ہم لوگوں کو زیارت کرنے میں ہی ختم ہو گیا ہے اب گاڑی کھلے گی تب گاڑی کھلے گی، دل کی دھڑکنیں اور بھی تیز ہو رہی تھی۔ اور اِدھر حضور قبلہ بڑے سکون واطمنان سے طعام فرما رہے تھے۔ گاہے گاہے کچھ کہتے ہیں اور کچھ پوچھتے ہیں۔ طعام سے فارغ ہو کر فرماتے ہیں پانی لاؤ اور ہاتھ دھولاؤ۔ پھر دعاء فرماتے ہیں۔ باقی بچا ہوا کھانا ہم لوگوں کو دیتے ہیں اور مسکراتے ہوئے فرماتے ہیں یہ آپ لوگوں کے لئے تبرک ہے بعد میں کھا لیجئے گا اور اب گاڑی کا سیٹ چھوڑ کر نیچے اتر جایئے اور گاڑی کو آگے کی طرف بڑھنے دیجئے۔ ہم لوگوں نے آخری زیارت کی۔ گاڑی سے نیچے اترنے کے بعد ہی گارڈ نے سیٹی بجائی اور ہری جھنڈی دکھائی۔ اور دھیرے دھیرے گاڑی چھپرہ جنکشن سے آگے کی طرف چلنے لگی۔ ہم لوگوں کو وقت کا سہی احساس نہیں ہو سکا مگر تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ تقریباً پچاس منٹ گاڑی یہاں رکی تھی۔ کس لئے رکی تھی یہ ریلوے اسٹاپ کو بھی وقت کا اندازہ نہ ہو سکا۔ یہ تھی حضور قبلہ کی کرامت۔

حضور اشرف الاولیاء اور ہاتھیوں کا طواف

حضور سید مجتبیٰ اشرف الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ سلی گوری سے بذریعہ کار گوہاٹی جارہے تھے۔ راستے میں ایک وسیع جنگل جس کا نام ہاسی مارا جنگل ہے۔ اس جنگل میں قریب ہر طرح کے خونخوار جانور شیر، چیتا، ہرن اور ہاتھی رہتے ہیں۔ شام ہوتے ہی گاڑیوں کی آمدرفت کا سلسلہ جنگلی راستے سے بند ہو جاتا ہے، کیونکہ آئے دن کچھ نہ کچھ دن کے اجالے میں بھی حادثات ہوتے رہتے ہیں۔ اس طرح سرکار کی جانب سے ہی شام ہوتے ہی گاڑیوں کو روک دیا جاتا ہے، اور پولس والے اپنی ڈیوٹی میں لگے رہتے ہیں۔ شام ہو چکی ہے دھیرے دھیرے رات کا اندھیرا اپنے شباب پہ دستک دے رہا ہے، حضور قبلہ کی گاڑی جب ہاسی مارا جنگل کے قریب پہنچی ڈرائیور نے گاڑی کو روک دی، چونکہ ڈرائیور حالات جنگل سے واقف تھا۔ حضور قبلہ ڈرائیور سے کہتے ہیں گاڑی یہاں سے بڑھایئے، ڈرائیور حضور یہاں سے جنگل شروع ہو جاتا ہے۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں تو کیا ہوا آپ گاڑی چلایئے۔ ڈرائیور حضور یہاں اس جنگل میں رات میں گاڑیاں نہیں چلتی ہے، اس لئے کہ اس جنگل میں جنگلی جانور بہت زیادہ رہتے ہیں اور ہمیشہ کچھ نہ کچھ خطرہ ہوتا رہتا ہے، یہیں رات میں آرام کریں اور صبح میں یہاں سے چلیں گے، حضور قبلہ تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہے اور فرماتے ہیں ڈرائیور صاحب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر گاڑی چلایئے۔ ڈرائیور بھی حضور قبلہ کا معتقد تھا، حکم کی تعمیل کرتے ہوئے گاڑی کو اسٹارٹ کیا اور سفر رات ہی میں شروع ہوا۔ ایک طرف رات اندھیری دوسری طرف جنگل کا راستہ اور گاڑیوں کی آمدرفت بالکل بند سناٹے کا منظر گاڑی شائیں شائیں کرتی ہوئی آگے کی طرف بڑھتی رہی۔ اچانک یکایک ڈرائیور نے ایک زوردار بریک لگائی، ایک ٹھنڈی آہ کھینچی اور حضور قبلہ سے کہنے لگا حضور سامنے سڑک پہ ہاتھیوں کا ایک جھنڈ کھڑا ہے یہ کہہ کر

ڈرائیور نے گاڑی بند کر دی اور لائٹ کو بھی بند کر دیا۔ اب چاروں سمت اندھیرا ہی اندھیرا ہے، ڈرائیور گھبرا کر سیٹ کے نیچے بیٹھ جاتا ہے اور حضور قبلہ سے کہتا ہے حضور ہاتھیوں کا قافلہ اسی سمت کو آتا دکھائی دیا ہے۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں کم سے کم ڈرائیور صاحب گاڑی کے اندر کا لائٹ تو جلا دو موت برحق ہے، مرضیٔ مولا پہ یقین رکھو کیوں پریشان ہو رہے ہو روشنی تو جلاؤ۔ ڈرائیور کانپتے ہوئے حضور ہاتھیوں کا رخ اسی جانب ہے روشنی دیکھ کر اسی طرف آ جائیں گے۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں پہلے گاڑی کے اندر کی بلب جلاؤ۔ ڈرائیور گھبرا کر گاڑی کے اندر کے بلب کو جلاتا ہے اس روشنی میں ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگتے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھیوں کا جھنڈ گاڑی کے قریب آ جاتا ہے ہاتھیوں کا سردار جو سب سے آگے تھا سب سے پہلے اپنے سورڑھ کو اٹھا کر گاڑی کے برنٹ پر رکھا اور کچھ دیر تک رکھا اور کچھ دیر کے بعد اپنے سوڑھ کو اٹھا کر اپنے سر کے اوپر رکھا اور اسی حالت میں تین دفعہ گاڑی کا طواف کیا، یکے بعد دیگرے تمام ہاتھیوں کا عظیم قافلہ اپنے سردار کے نقش قدم پر چل کر طواف کیا۔ اس کے بعد سردار ہاتھی نے ایک زوردار آواز بلند کی اس کے بعد ہی تمام ہاتھیوں نے یکے بعد دیگرے پوری طاقت سے فلک شگاف آواز لگائی اور جنگل کی جانب چل پڑے۔ اس وقت کے حالات بقول ڈرائیور بتاتے ہیں کاٹو تو جسم پر خون نہیں، صرف موت ہی موت کا بھیانک منظر دیکھ رہا تھا۔ ہاتھیوں کے جانے کے بعد جان میں جان آئی۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں ڈرائیور سو گئے ہو کیا، نہیں حضور سو و یا نہیں ہوں موت کے منہ میں اپنے آپ کو دیکھ رہا تھا۔ مگر آپ کا حضور کرم ہے کہ موت کو بھی دیکھا اور آپ کو بھی دیکھ رہا ہوں اور ہاتھیوں کے آداب کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ حضور قبلہ ڈرائیور صاحب گاڑی اسٹارٹ کیجئے اور اپنے رب کا شکریہ ادا کیجئے کہ سر کی نگاہوں سے موت کو بھی دیکھا اور زندگی کو بھی دیکھتے رہے سوچتے رہئے اور سفر طے کرتے رہئے۔

ڈرائیور ہاں حضور آج مجھ کو نئی زندگی ملی ہے، گاڑی جب وہاں سے چلی تو راستہ جنگل کا بالکل صاف تھا کہ ایک جانور کو بھی اِدھر سے اُدھر بھاگتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ بقول ڈرائیور ہاتھیوں نے جس وقت آواز لگائی تھی تو اس وقت ہاتھیوں کی آواز سن کر جانور ایسے بھاگتے تھے جیسے کہ جنگل میں زلزلہ یا طوفان آ گیا ہو۔ دھیرے دھیرے راستہ طے ہوتا گیا، اور ہم لوگ اپنے منزل مقصود تک پہنچے، راقم الحروف کو جب یہ واقعہ ڈرائیور صاحب نے بتایا تو اس وقت مجھے حضرت مخدوم اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کا وہ واقعہ یاد آ رہا تھا جو ہم نے ڈرائیور کو سنایا۔ حضور مخدوم اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ دوران سفر میں مقام سیلان میں ایک جگہ تین روز تک قیام پزیر رہے مگر کوئی آنے جانے والا نظر نہیں آیا۔ جس سے راستہ کا پتہ دریافت کیا جاتا۔ جب ہمراہیان بھوک و پیاس سے بے حد پریشان ہوئے تو وہاں سے رخصت ہو کر ایک درخت کش کے سائے میں اپنا قیام فرمایا۔ ایک ساعت بیٹھے تھے کہ ایک چیونٹی مینڈک کے مانند رینگتی ہوئی آئی اور آپ کے قریب آ کر آپ کے قدم ناز پر اپنا سر رکھ دیا۔ اور کچھ دیر تک اسی حالت میں بیٹھی رہی۔ حضور اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ اور چیونٹی کے درمیان کچھ باہمی اشارے ہوئے۔ آپ کے ہمراہیوں کو گمان ہوا کہ اشاروں میں کچھ باتیں ہو رہی ہے، تھوڑی دیر کے بعد چیونٹی وہاں سے چلی گئی۔ حضرت محبوب یزدانی معمولی طور سے جلوس فرماتے تھے۔ ایک پہر کے بعد پھر چیونٹی آپ کی بارگاہ آئی۔ اور حضرت کو اشارے ہی اشارے سے کچھ کہا، آپ مع ہمراہیان اس چیونٹی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور چل کر جس درخت کے نیچے چیونٹی کا مسکن تھا۔ چالیس ڈھیر مٹھائی کے چنے ہوئے تھے۔ ایک ڈھیر بڑا تھا جن پر حضور مخدوم اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ کے بیٹھایا۔ باقی سب ڈھیر آپس میں برابر تھے ہر ہمراہی کو ایک ایک ڈھیر پر بیٹھایا۔ اور حضرت نے بسم اللہ پڑھکر سب کو کھانے کی اجازت دی، سب لوگ شوق سے

کھانے لگے، جب سب لوگ کھانا کھا چکے تو چیونٹی نے التماس فاتحہ کیا۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے، حضور مخدوم اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کی ضیافت اور زیارت کی منتظر تمام چیونٹیاں تھیں بے عین ہی حضور اشرف لاولیاء کی زیارت اور استقبال کے لئے تمام ہاتھیوں کا ہجوم حاضر خدمت ہوا۔ اور شرف زیات سے مالا مال ہوا۔ اور نعرہ بلند کر کے جنگل کے تمام جانوروں کو آہگا کر دیا کہ راستہ اب صاف کر دو ہمارے درمیان سے حضور مخدوم اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد کی سواری گزرنے والی ہے۔

غائب اگربتی لوٹ کر واپس آئی

سید و مرشدی آقائی و مولائی حضور اشرف الاولیاء سید شاہ محمد مجتبیٰ اشرف اشرف الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری راقم الحروف کے غریب خانہ شمبھوپٹی میں ہوئی۔ برادر طریقت محمد نظام الدین اشرفی شمبھوپٹی نے اپنی زبان سے حضور اشرف الاولیاء کی کرامت کا اظہار فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں میں نے حضور قبلہ کی مقدس بارگاہ میں بطور فیض کے لئے ایک اگربتی کی پوکیٹ دم کرنے کے لئے پیش کیا۔ حضور قبلہ نے فوراً ہی دم کر کے مجھے اگربتی کی پوکیٹ واپس کر دی، اگربتی کو لے کر ہم نے طاق پہ رکھ دی، اور دلی ارادہ یہ تھا کہ حضور قبلہ کی رات میں خدمت کرنے کے بعد جب یہاں سے اپنے گھر جانے لگوں گا تو اگربتی کی پوکٹ لیتا جاؤں گا۔ حضور قبلہ کی خدمت میں تقریباً ایک گھنٹہ سے زائد وقت گذرے ہوں گے کہ وہاں سے اپنی اگربتی لینے طاق کے قریب آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اگربتی کی پوکٹ نہیں ہے، وہاں پہ موجود حضرات سے مزید تحقیق و کوشش کے باوجود بھی کامیابی نہ مل سکی۔ میں مایوس ہو کر اپنے گھر آیا اور اسی کش مکش میں رات میں نیند بھی نہیں آئی۔ خدا خدا کر کے رات ختم ہوئی، فجر کی اذان ہوئی، نماز سے فارغ ہو کر حضور قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

سلام کے بعد دست بوسی کر کے جیوں ہی سر اٹھایا، حضور قبلہ فرماتے ہیں نظام الدین وہ طاق پر آپ کی اگربتی کی پوکیٹ رکھی ہے، اگربتی کی پوکیٹ دیکھ، مجھے از حد خوشی ہوئی۔اودل ہی دل میں سوچنے لگا کہ کل رات تو یہ اگربتی کی پوکیٹ غائب ہوگئی تھی، مگر آج صبح پھر یہ اگربتی کی پوکیٹ کیسے آئی۔اسی دوران میں ایک شخص آکر مجھے سلام کہا اور معافی کا طلبگار رہوا۔میں نے حیرت سے پوچھا معافی کیسی ،میرے اور آپ کہ درمیان تو آج تک میرے خیال میں کبھی کوئی خراب یا برے الفاظ کا استعمال بھی نہیں ہوا ہے، وہ شخص کہنے لگا پہلے مجھے معاف کر دیجئے پھر میں آپ کو بتاؤں گا کہ معافی کیوں مانگ رہا ہوں۔اچھا بھائی ہم نے آپ کے ہر چھوٹے بڑے خطا کو دل سے معاف کر دیا، اب بتایئے۔وہ شخص کہنے لگا کل رات میں نے آپ کی اگربتی کی پوکیٹ طاق پر سے اٹھا کر لے گیا تھا۔جب رات میں میری آنکھ لگی تو میں نے حضور اشرف الاولیاء کو خواب میں دیکھا، حضور مجھ سے فرماتے ہیں کہ طاق پر سے جو اگربتی کی پوکیٹ اٹھا کر لے گئے ہو یہ اگربتی کی پوکیٹ نظام الدین کی ہے ان کو صبح جا کر دے دینا۔میں جب خواب سے بیدار ہوا تو اپنی غلطی پہ نادم ہوا۔اور آپ کی اگربتی کی پوکیٹ طاق پر لاکر رکھ دیا ہوں، برائے کرم اسے آپ قبول فرمالیں، اب آئندہ مجھ سے ایسی غلطی نہ ہوگی۔اس طرح حضور اشرف الاولیاء بھٹکے ہوئے لوگوں کی رہنمائی فرماتے ہیں اسی کا نام روشن ضمیری ہے، فقیری ہے، جہانگیری ہے۔

حضرت سراج آئینۂ ہند اور شیر

حضور اشرف الاولیاء سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ بقول خادم جناب محمد اکمل حسین اشرفی رحمتہ اللہ علیہ سہرسہ نے راقم الحروف سے فرماتے ہیں کہ ہم اور حضور اشرف الاولیاء بغرض زیارت حضور اخی سراج آئینہ ہند رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ عالیہ میں شام کے وقت حاضری دی، اس

لئے کہ ایک شب وہیں قیام کا ارادہ تھا۔ اس وقت کے حالات کی منظر نگاری کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شام ہونے سے پہلے ہی آستانہ مقدس سے زائرین گھر لوٹ جاتے تھے۔ اس لئے کہ ہر طرف جنگلات ہی جنگلات تھے، دن کے اجالے میں بھی ڈر کا احساس پیدا ہوتا تھا مگر فیض روحانی حاصل کرنے کے لئے صبح و شام عشاقوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ ایک شب حضور اشرف الاولیاء اور میرا قیام آستانے میں ہی ہوا۔ پوری شب بیداری کے بعد صبح صادق کے وقت ضروریات سے فارغ ہونے کے لئے حضور اشرف الاولیاء مزار مقدس کی طرف رخ کر کے بائیں قدم کو چوکٹ سے باہر کرتے ہیں تو آپ کا قدم مبارک باہر بیٹھے شیر کے سر پہ پڑ جاتا ہے، شیر اچھل کر کھڑا ہو جاتا ہے اور چند قدم پیچھے ہٹ کر بڑے زور سے آواز لگاتا ہے، جناب محمد اکمل حسین اشرفی شیر کی آواز سن کر چونک جاتے ہیں اور دوڑ کر حضور اشرف الاولیاء کے قریب پہنچتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں حضور قبلہ یہ تو شیر کی آواز تھی۔ حضور قبلہ ہاں اکمل شیر کی آواز تھی، وہ سامنے دیکھو شیر کھڑا ہے اور اپنا دم ہلا رہا ہے۔ محمد اکمل حسین اشرفی، حضور آپ کو شیر دیکھ کر ڈر کا احساس نہیں ہو رہا ہے۔ حضور قبلہ! اکمل حسین یہ شیر حضرت (سراج آئینہ ہند) کی بارگاہ کی خدمت میں رہتا ہے اور حضرت جب تک اپنی حیات ظاہری میں رہے شیر کی ہی سواری کرتے تھے اور آج ہم لوگوں کی حفاظت میں سرگرداں ہے، صبح کی سفیدی نمودار ہونے لگی تھی۔ شیر اپنی جگہ سے دم ہلاتا ہوا مغرب کی طرف چلا گیا۔ راقم الحروف کا خیال ہے کہ شیر حضور اشرف الاولیاء کی زیارت کے لئے پوری شب منتظر تھا۔ حضور قبلہ کا قدم مبارک شیر کے سر پر پڑا۔ اس طرح حضور قبلہ کی زیارت بھی ہوئی اور قدم مبارک سے برکتیں بھی حاصل کی۔

روشن چراغ

سیدی مرشدی حضور اشرف الاولیاء سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ و خادم جناب محمد اکمل حسین اشرفی بارگاہِ آئینہ ہند رضی اللہ عنہ میں زیارت کی برکتیں اور روحی فیضان سے فیض یاب ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ ایک شب کے لئے دونوں حضرات کا قیام بارگاہ مقدس میں ہی ہوا۔ حضور اشرف الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ عالم خواب میں دیکھتے ہیں کہ حضور اخی سراج آئینہ ہند رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور مجھے مخاطب کر کے فرماتے ہیں مجتبیٰ اشرف میرے ساتھ آؤ۔ میں ان کے ہمراہ ہو گیا، آستانہ عالیہ سے مغرب کی جانب قدم مبارک بڑھاتے ہوئے ایک مٹی کے ٹیلہ کے قریب تشریف لے گئے اور اپنے عصا مبارک کے اشارے سے فرماتے ہیں مجتبیٰ اشرف دیکھو یہ بوسیدہ مٹی کا ٹیلہ ہے جہاں کبھی میرا چلہ خانہ تھا اور ابھی تک اسی چلہ خانہ میں ایک طاق کے اوپر میں نے جس چراغ کو روشن کیا تھا بحکم الٰہی ابھی تک وہ چراغ روشن ہے آپ اس ٹیلہ کی کھدائی کر کے روشن چراغ کو حاصل کر لیں۔ یہ نعمت میں آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ اتنا فرما کر وہ نورانی بزرگ وہاں سے رخصت ہو جاتے ہیں اور میں خواب سے بیدار ہو جاتا ہوں اور صبح کا انتظار کرتا ہوں۔ صبح فجر کی نماز سے فارغ ہو کر ابھی مصلح پر ہی ورد و وظائف میں مشغول تھے محمد اکمل حسین اشرفی حضور قبلہ کی بابرکت خدمت می حاضر ہوتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد سلام و دست بوسی سے فارغ ہو کر روئے زیبا کی زیارت میں مصروف ہو جاتے ہیں اور دل ہی دل میں تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ آج جو میں نے خواب دیکھا ہے اس کا تذکرہ حضور قبلہ سے کروں ابھی اسی فکر میں مبتلا تھے کہ حضور قبلہ فرماتے ہیں کہ اکمل حسین رات کے خواب کا ذکر کرو، میں بھی تمہارے بابرکت خواب سے واقف ہوں اور مجھے حضرت نے پوری تفصیل سے بوشیدہ مٹی کے ٹیلہ کے اندر طاق پہ روشن چراغ ہے، اس

کی کھدائی کر کے اپنے پاس رکھنے کی ہدایت کی ہے اس لئے اکمل حسین سب سے پہلے ہم لوگ چل کر اسی مٹی کے ٹیلہ کو دیکھتے ہیں اس کے بعد ہی اس کی کھدائی کی جائیگی ، دیکھتے ہی دیکھتے چند لمحوں میں بہت سے عقیدت مندوں کی تشریف آوری ہوگئی ۔ حضور قبلہ کے ساتھ چلنے کے لئے بہت سے اشخاص آمادہ ہوگئے ۔ کچھ دور چلنے کے بعد وہی جنگل کے اندر مٹی کا ٹیلہ نظر آیا ۔ مٹی کا ٹیلہ دیکھتے ہی سب لوگوں کا عزم جوان ہوگیا ۔ اسی وقت نعرۂ تکبیر کی صدا بلند ہوئی اور جنگل کو صاف کرنے پر آمادہ ہوگئے ۔ یہ خبر عقیدمندوں میں آگ کی طرح پھیل گئی ۔ ہر شخص اپنے ہاتھ میں کدال اور داب لے کر پہنچ گئے حضور قبلہ نے کھدائی کی ابتداء اپنے دست مبارک سے شروع کی ۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ حسین منظر بھی سر کی آنکھوں کے سامنے رونما ہونے لگا ۔ ایک مٹی کی دیوار ہے اور اسی مٹی کی دیوار میں ایک طاق کے اوپر خوبصورت چراغ فیض اپنی پوری توانائی کے ساتھ روشن ہے ، روشن چراغ کو دیکھتے ہی نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت کی صدا بلند ہوتی ہے ۔ حضور قبلہ سبھوں کو درود شریف پڑھنے کی ہدایت دیتے ہیں ، فاتحہ خوانی ہوتی ہے دعاء کی جاتی ہے حضور قبلہ روشن چراغ کو لے کر اپنے سر پہ رکھتے ہیں اور ایک بعد دیگرے حاضرین کے سر پہ رکھتے ہیں دور شریف پڑھتے ہوئے حضور اخی سراج آئینہ ہند رضی اللہ عنہ کی مقدس بارگاہ میں آتے ہیں اور آپ کے سرہانے (اخی سراج آئینہ ہند) طاق ہے اسی طاق پر کچھ دیر کے لئے روشن چراغ کو رکھ دیا جاتا ہے پھر فاتحہ پڑھی جاتی ہے اور دعا کی جاتی ہے دعاء کلمات کے ساتھ ہی بابرکت صحبتوں کا اختتام ہوجاتا ہے یہ واقعہ راقم الحروف کو خادم خاص محمد اکمل حسین اشرفی صاحب کی زبان مبارک سے سننے کا شرف ملا ۔

اجناؤں کا محل۔ دہلی

پرانی دہلی میں کسی رئیس دہلی کا بہت پرانا محل تھا۔ محل بننے کے بعد ہی اجناؤں کا قبضہ اس محل پہ ہو گیا تھا۔ رئیس محل کا کہنا تھا کہ جو عامل اس محل کو اجناؤں سے خالی کرا دیگا۔ اس عامل کو منہ مانگا انعام دوں گا۔ اخبارات واشتہارات وغیرہ کے ذریعہ یہ بات دہلی شہر میں پھیل گئی تھی۔ جو بھی اس وقت کے نامور عامل تھے قریب قریب سبھوں نے اپنی عملی طاقت کا استعمال کر چکے تھے۔ اس میں سے زیادہ تر ایسے بھی عامل تھے جو موت کی آغوش میں پناہ لے چکے تھے اور کچھ ایسے بھی باقی بچے وہ جسمی توانائی سے محروم ہو گئے مجبور ہو گئے۔ گویا زندگی بے کار ہو گئی۔ جب حضور اشرف الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ شہر دہلی میں کسی پروگرام میں شرکت ہوئی۔ عقیدت مند حضرات کو جب حضور قبلہ کی آمد خیر کی خبر ملی تو سیلاب کی طرح زیارت کے لئے عقیدت مند حضرات حاضر بارگاہ ہوئے۔ اپنے روحانی پیشوا سے فیضیاب ہو کر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرنے لگے، حضور قبلہ بڑی خاموشی کے ساتھ سب کے دکھ درد کو سنتے رہے اور اس کی دفع کے لئے ترکیب بھی کرتے رہے، بتاتے بھی رہے۔ دوران گفتگو میں ایک مرید نے اجناؤں کے محل کے بارے میں اپنا خیال ظاہر کیا۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا کہ بہت سے عامل حضرات کی اس کے محل میں ہی دم توڑ دیا اور کچھ باہر بھی آئے تو گھر پہنچتے پہنچتے دم توڑ دیا کچھ باقی بھی ہیں مگر ان کی حالت غیر ہے حضور قبلہ بڑی خاموشی کے ساتھ واقعات اجناؤں کا محل سماعت فرماتے رہے تھے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد حضور قبلہ فرماتے ہیں فقیر بھی اس محل کو دیکھنا چاہتا ہے، مگر عقیدت مندوں نے حضور قبلہ سے التجا کی کہ آپ اس کام میں ہاتھ نہ ڈالیں تو بہتر ہے مگر دھیرے دھیرے شہر دہلی میں یہ بات پھیل گئی یہاں تک کہ رائیس محل کو بھی معلوم ہو گیا کہ ایک بزرگ کچھوچھہ مقدسہ سے دہلی شہر میں آئے ہیں اور ان کا قیام فلاں جگہ ہے، وہ

رئیس محل حضور قبلہ سے اپنے اغراض ومقاصد لے کر حاضر خدمت ہوا، اور اپنی مدعا کو بڑی عاجزی کے ساتھ التجا کرتا رہا۔ حضور میں بہت دنوں سے پریشان ہوں میرا ایک محل پرانی دہلی میں ہے مگر وہ مکان اجناؤں کے قبضہ میں ہے شام ہوتے ہی اس مکان سے خوف ناک آواز آتی ہے کبھی رونے کی کبھی ہنسنے کی اور کبھی کبھی چیخنے کی آواز آتی ہے، میں نے اس محل کو ٹھیک کرانے کے لئے بہت سے عامل لوگوں کو لائے۔ پیسہ بھی بہت خرچ ہوا مگر ابھی تک کوئی فائدہ نظر نہیں آیا، بلکہ پہلے سے اور بھی حالات خراب ہو گئے ہیں، یہاں تک کہ بہت سے عاملوں کو زندگی سے ہاتھ بھی دھونا پڑا ہے، میں آپ کو پہلے ہی پوری بات بتا دوں کیونکہ بعد میں آپ کے عقیدت مند مجھے کسی طرح کی پریشانی میں مبتلا نہ کریں اور مجھے امید ہے کہ حضور آپ کی نوازش کرم ہو جائے تو ضرور میرا محل اجناؤں کی گرفت سے آزاد ہو جائے حضور آپ اچھی طرح سوچ لیں پھر اس کام میں قدم ڈالیں۔ حضور قبلہ کا پھر وہی جواب تھا فقیر اپنے قول پہ آمادہ ہے اور ایک رات کے لئے اس محل میں فقیر کا قیام رہیگا۔ آخر میں وہی ہوگا جو منظور خدا ہوگا۔ رئیس محل آپ فکر نہ کریں موت برحق ہے نہ ایک پل آگے نہ ایک پل کم۔ اپنے محل کی کنجی آج ہمارے حوالے کر دیں۔ رئیس دہلی بہت دیر تک سوچتا رہا کہ حضور نے محل کی کنجی مانگی ہے مگر کوئی رقم کی فرمائش نہیں ہوئی۔ یہ رئیس دہلی کی زندگی میں پہلا موقع تھا۔ اس لئے بہت دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اس نے وعدہ کیا کہ ہم شام ہونے سے پہلے آپ کی بارگاہ میں آؤنگا اور اپنے ساتھ لے کر محل تک چلوں گا، اور اپنے ہاتھ سے محل کا تالا کھولوں گا۔ حضور مگر مجھ پہ کسی طرح کا کوئی الزام نہ ہو آپ اپنے عقیدت مندوں کو یہ بات بتا دیں گے۔ حضور قبلہ! آپ الزام سے مت ڈرو، کوئی الزام نہ ہوگا۔ حضور قبلہ اپنے عقیدت مندوں سے فرماتے ہیں آج مغرب کی نماز اس محل میں پڑھنی ہے، شام ہونے سے پہلے حضور قبلہ تازہ وضوع فرماتے ہیں، لباس تبدیل

کرتے ہیں اور خاندانی تاج سر پہ رکھتے ہیں۔عصاء مبارک کو لیتے ہیں اور محل کی جانب عقیدت مندوں کے ساتھ روانہ ہوتے ہیں ساتھ میں خادم خاص جناب اکمل حسین اشرفی بھی ہمراہ ہوتے ہیں۔حضور قبلہ جناب اکمل حسین اشرفی کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں مولوی اکمل حسین وہ چراغ جو حضور اخی سراج آئینہ ہند پیرانِ پیر کی بارگاہ سے بطور نعمت مجھے ملی تھی وہ چراغ ایک کوزہ پانی اور مصلیٰ ساتھ میں لے لو۔اور محل تک ساتھ چلو، یہ تمامی حضرات محل تک ساتھ گئے۔حضور قبلہ جب محل میں داخل ہونے لگے جناب اکمل حسین اشرفی بھی ساتھ ہوگئے۔حضور قبلہ نے فرمایا مولوی اکمل حسین آپ اپنی قیام گاہ پہ چلے جائیں۔حضور قبلہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کا خادم آپ سے جدا رہے یہ ہرگز ہم سے گوارہ نہیں۔حضور آپ کے خاندان والوں کا احسان تا قیامت تک نہیں بھول سکتا ہوں اور حضور قبلہ میں آپ سے ایک پل کے لئے بھی جدا نہ ہوسکتا ہوں چاہے آپ مجھے جو سزا دیجئے۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں مولوی اکمل آپ میرے خاندان والوں کے حالات سے تھوڑا بہت ضرور واقف ہیں آپ مت گھبراؤ مجھے آج کی شب تنہا محل میں چھوڑ دو۔اور پھر حضرت مخدوم اشرف جہانگیر رضی اللہ عنہ کا فیضان کرم دیکھو صبر کرو اور محل سے واپس چلے جاؤ۔حکم کی تعمیل کرتے ہیں جناب اکمل حسین اشرفی محل سے واپس تو ضرور ہوئے مگر پوری رات محل کے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر اپنے محسن آقا کو یاد کرتے رہے ادھر حضور قبلہ نے محل کے اندر جا کر اندر سے دونوں کمار کی گیٹ کو بند کردیا۔ساتھ ہی رات کی تاریکی میں دیوار کے سائے میں عقیدت مندوں کا ہجوم بھی اپنی جگہ پر چٹان کی طرح قیام پذیر رہا۔دھیرے دھیرے جیسے جیسے رات کی تاریکی اپنے شباب پہ پھیلتی گئی۔ محل کے اندر سے ایک زوردار آواز باہر آنے لگی اور محل کے چاروں طرف پھیل گئی، پھر محل کے اندر سے قہقہا کی آواز گونجنے لگی پھر دھیرے دھیرے چیخنے کی ہنسنے کی آواز آنے لگی اور رفتہ رفتہ وہ آواز

ماتم میں تبدیل ہوگئی۔ جو حضرات محل کے باہر دیوار کے سامنے میں بیٹھ کر آرام فرمارہے تھے ان پہ ڈر کا احساس غالب ہونے لگا۔ اور شیطانی سایہ بھی نظر آنے لگا۔ دھیرے دھیرے سب لوگ خوف زدہ ہوکر وہاں سے رخصت ہونے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ جگہ سناٹے میں تبدیل ہوگئی۔ مگر خادم اکمل حسین اشرفی پوری شب دیوار کے سائے میں بیٹھ کر ورد وظائف میں لگے رہے صبح کی اذان ہوتی ہے، اذان کے وقت سے ہی لوگوں کی آمد و رفت شروع ہو جاتی ہے بعد نماز فجر دیکھتے ہی دیکھتے محل کے قریب سیکڑوں لوگ پہنچ جاتے ہیں جس میں کچھ عقیدت منداور کچھ غیر عقیدت مند حضرات تشریف فرماں ہیں۔ مگر ہر چہرہ اداس ہر آدمی خاموش، اب آنے والے محل سے بزرگ کا انتظار بڑی شدت کے ساتھ ہو رہا ہے ہر آدمی کی زبان پر صرف ایک ہی رٹ ہے نہ جانے رات کیا ہوا۔ جیسے جیسے سورج کی روشنی پھیلتی گئی اور تاخیر ہوتی گئی ہر شخص پریشان تھا، نہ جانے رات کیا ہوا۔ محل کا دروازہ اندر سے بند ہے اور کوئی آواز اندر سے نہیں آرہی ہے جب لوگوں پہ اندیشہ غالب ہوا۔ تو شدت میں آکر محل کا دروازہ توڑنے پہ آمادہ ہو گئے، جیوں ہی دروازہ توڑنا شروع کیا اندر آواز آئی بھائی دروازہ کیوں توڑتے ہو، تھوڑی دیر اور صبر کرو۔ میں بہت جلد ہی دروازہ کھول دوں گا حضور قبلہ کی آواز سنتے ہی عقیدت مندوں کے چہرے پہ خوشی دوڑ گئی۔ ہر طرف سے نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت کی آواز گونجنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی محل کا دروازہ کھلا، جناب اکمل حسین اشرفی اپنے آقا کے قدم ناز پہ سر کو رکھ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کیا۔ ادھر عقیدت مندوں کا ہجوم اس قدر بڑھا کہ گھنٹوں حضور قبلہ کی زیارت کرتے رہے بعد فیض نورانی سے مالا مال ہوتے رہے۔ رئیس محل بھی گھنٹوں سے ملنے کے لئے پریشان رہا۔ خدا خدا کر کے زیارت کا شرف ملا۔ حضور قبلہ کے قدم مبارک پہ اپنا سر کو رکھ دیا۔ حضور قبلہ نے اپنا دست شفقت رئیس محل کہ سر پہ رکھ دیا

اور تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں بھائی اپنے محل کی کنجی لو دیکھ لو اپنا محل۔ اللہ تعالیٰ نے حضور مخدوم اشرف جہانگیر رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے کرم فرمایا اور قیامت تک کے لئے آپ کا محل اجناؤں کے شر سے محفوظ ہو گیا ہے، اب آپ اپنے محل میں آج سے ہی اطمنان وسکون سے رہو، اگر کبھی ضرورت سمجھو گے تو فقیر کو یاد کر لینا۔ فقیر تا دم تمہاری اور تمہارے اہل جاندان کی نگہداشت کریگا۔ یہ چند نصیحت کے بعد حضور قبلہ وہاں سے روانہ ہوئے۔ رئیس محل حضور آج کی رات میرے یہاں تشریف رکھئے اور کل صبح انعام کے ساتھ رخصت کروں گا اور آپ جو مانگیں منہ مانگا انعام دوں گا حضور قبلہ فقیر کو انعام کی ضرورت نہیں۔ فقیر کو صرف محبت کی ضرورت ہے۔ فقیر کو اللہ تعالیٰ نے دوسروں کی مدد کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ ٹھیک ہے چلتے ہیں۔

ضلع مالداہ اور ماڑواری

شہر مالدہ بنگال میں ایک ماڑواری کی عورت کی طبیعت بہت دنوں سے خراب رہتی تھی۔ وہ ماڑواری سب سے پہلے اپنے قریبی ڈکٹروں سے اپنی اہلیہ کا علاج شروع کیا۔ مگر اس کو کوئی فائدہ نظر نہیں آیا۔ پھر ڈاکٹر کے ریفر کرنے پر بڑے شہروں میں علاج چلتا رہا۔ مگر اس سے بھی کوئی افاقہ کی امید نظر نہیں آئی۔ آخر میں ہندوستانی ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ ان کو امریکہ میں فلاں ڈاکٹر کے یہاں علاج کے لئے لے جائیں، امید ہے کہ وہاں ان کو شفا ملے گی، ڈاکٹروں کے مشورہ پر مریضہ کو امریکہ لے جایا گیا، امریکہ میں بھی تقریباً تین ماہ تک علاج چلتا رہا، وہاں شفا کیا ملے گی بلکہ دن بدن حالت اور بھی غیر ہوتی گئی۔ حالات نازک دیکھ کر امریکہ کے ڈاکٹروں نے ماڑواری کو مشورہ دیا کہ مریضہ کو اپنے ملک ہندوستان لے جائیں۔ اس لئے اب آخری وقت ہے، ڈاکٹروں کے کہنے پر مریضہ کو امریکہ سے ہندوستان شہر مالدہ اپنے مکان پہ لایا گیا۔ ماڑواری بھی تھک ہار کر

خاموش بیٹھ گیا۔ حضور اشرف الاولیاء کا قیام شہر مالدہ میں ہوا۔ ماڑواری کے پڑوس میں رہنے والا ایک شخص جو حضور اشرف الاولیاء کے مرید تھے۔ وہ ماڑواری کی اہلیہ کے حالات سے واقف تھے۔ اس لئے ماڑواری کو پہلے مشورہ دیا کہ پیر بابا آئے ہوئے ہیں ان کو ایک بار آپ اپنی اہلیہ کو دکھلا دیں، مجھے امید ہے کہ آپ کی بیوی پیر بابا کی دعا سے ٹھیک ہو جائیگی، ماڑواری نے جواب دیا اب تو بستر سے اُٹھ کر بیٹھ نہیں سکتی ہے، چل نہیں سکتی ہے، بس صرف آخری سانس باقی ہے ہم پیر بابا کے یہاں کیسے لے جا سکتے ہیں، آپ اپنے پیر بابا کو کہئے وہ اگر یہاں آکر دیکھ لیں تو ان کی بہت مہربانی ہوگی۔ مرید اچھا میں اپنے پیر بابا کو جا کر آپ کی بیوی کے بارے میں کہتا ہوں، اگر وہ آنے کے لئے تیار ہو گئے تو ان کو فورن لے کر آپ کے گھر آتا ہوں۔ حضور قبلہ کا مرید خاص اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض مدعا ہوتا ہے۔ حضور قبلہ میرے پڑوس میں ایک ماڑواری ہے، جس کی بیوی کی طبیعت بہت دنوں سے خراب ہے۔ امریکہ کے ڈاکٹروں نے لاعلاج کہہ کر وہاں سے واپس کر دیا ہے۔ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ مریضہ بستر سے اُٹھ نہیں سکتی ہے، اب آخری وقت ہے گھر والے ناامید ہو کر بیٹھ گئے ہیں، حضور قبلہ مجھے امید ہے کہ آپ مریضہ کو ایک نظر دیکھ لیں گے تو وہ ٹھیک ہو جائیگی۔ حضور قبلہ خاموشی سے آنکھیں بند کر کے مرید کی التجا کو سنتے رہے، کچھ لمحہ کے بعد آنکھیں کھلی اور فرماتے ہیں چلو میں ضرور چلوں گا، عقیدت مندوں کے ساتھ حضور قبلہ ماڑواری کے گھر پہنچے اور مریضہ کو دیکھتے ہی فرماتے ہیں ایک گلاس پانی لاؤ۔ پانی لایا گیا۔ حضور قبلہ نے ایک نگاہ ڈالی اور فرماتے ہیں مریضہ کو چائے کے چمچہ سے تھوڑا تھوڑا پانی منہ میں ڈالئے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہوگا مریضہ جلد اچھی ہو جائیگی، حضور قبلہ وہاں سے واپس اپنے قیام گاہ پر آجاتے ہیں۔ ادھر مریضہ کے منہ میں ایک چمچہ پانی ڈالا گیا۔ حلق سے جیوں ہی پانی نیچے گیا کہ مریضہ کو ہچکی

آئی اور اسی ہچکی کے ساتھ منہ سے دہی اور چیوڑا باہر نکل آیا۔ ماڑواری اور اس کے گھر والے تعجب میں پڑ گئے کہ آج تقریباً دو سال سے زیر علاج ہے اور اس درمیان میں اس کو کبھی چیوڑا دہی نہیں کھلایا گیا ہے، بلکہ ہمیشہ پرہیزی رکھا گیا ہے، دہی اور چیوڑا نکلنے کے بعد مریضہ کے سینہ میں جو جلن رہتا تھا اور سر بھاری رہتا تھا۔ دھیرے دھیرے دفع ہوتا گیا، دیکھتے ہی دیکھتے مکمل شفا مل گئی۔ ماڑواری اور اس کے گھر والے حضور قبلہ کے بیحد شکر گزار ہوئے ساتھ ہی ہمیشہ عرس اخی سراج آئینہ ہند رحمۃ اللہ علیہ اور عرس حضور علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہو کر پھول اور چادر پیش کرتے رہے۔ یہ ہے حضور اشرف الاولیاء کی نگاہ الطفات کی کرامت مریضہ شفا پا گئی۔

مدینہ منورہ کی بلی

سیدی و مرشدی حضور سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ ابھی حج کے سفر سے اپنے دولت کدہ کچھوچھہ مقدسہ تشریف لائے۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ عالم خواب میں دیکھتے ہیں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرماتے ہیں سید مجتبیٰ اشرف آپ اس کو انجام دیجئے۔ بہرائچ محلہ کے فلاں محلہ کا فلاں بن فلاں حاجی صاحب ان سال حج کے لئے خانہ کعبہ و مدینہ منورہ گئے ہوئے تھے۔ وہ حاجی صاحب مدینہ منورہ سے ایک بلی کے بچہ کو بہرائچ ہندوستان لے آئے ہیں، وہ بلی کا بچہ یہاں بہت زیادہ روتا ہے، لہٰذا اس بلی کے بچہ کو آپ اپنے یہاں کچھوچھہ شریف جا کر لے آئیے۔ اگر کچھوچھہ شریف میں بلی کے بچے کو سکون ملتا ہے تو ٹھیک ہے نہیں تو کوئی عمرہ کے لئے یا آئندہ سال حج کرنے کو آئے تو اس کے معرفت مدینہ منورہ بھیج دیجئے۔ یہ ہدایت خواب میں فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم رخصت ہو جاتے ہیں۔ حضور قبلہ خواب سے بیدار ہو کر شب کے اندھیرے ہی میں شہر بہرائچ کے لئے روانہ ہوتے ہیں، دل میں مسرتوں کا طوفان حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی زیارت سے مشرف ہوکر اپنے جذبات میں قدم بڑھاتے ہوئے نہ رات کی تاریکی کا خیال نہ رہزنوں کا ڈر، نہ ناہموار راستے کا پیچ وخم کی پرواہ، یہ تمام جذبہ ذوق کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبا ہوا ذہن فکر آنکھیں روشن قلب معطر روح میں تازگی اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کام کے لئے حکم فرمایا ہے، صد مرحبہ، صد مرحبہ، صد مرحبہ دیکھتے ہی دیکھتے قوت باطنی سے پرواز کرتے ہوئے شہر بہرائچ میں داخل ہوتے ہیں۔ وہاں کے مقامی لوگوں سے حاجی صاحب کا پتہ پوچھتے ہیں پھران کے دولت کدہ پر پہنچتے ہیں۔ صحنِ دروازہ سے آواز دیتے ہیں۔ ایک شخص گھر سے باہر آتا ہے ۔سلام کرتا ہے۔ حضور قبلہ دریافت کرتے ہیں فلاں حاجی صاحب کا مکان یہی ہے جواب ملا ہاں۔ حضور قبلہ کا نورانی چہرہ دیکھ کر دم بخود ہوگیا اور دریافت کرتا ہے کہ حضور آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں میں کچھوچھہ شریف سے آیا ہوں اور مجھے معلوم ہوا کہ ان سال فلاں حاجی صاحب حج کرکے آئے ہیں اور مدینہ منورہ سے ایک بلی کا بچہ لائے ہیں۔ یہ بات سنتے ہی وہ آدمی بیساختہ بول اٹھا ہاں وہ حج کے لئے ان سال گئے تھے اور وہاں سے ایک خوبصورت بلی کا بچہ لے کر آئے ہیں۔ مگر وہ بلی کا بچہ نہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے بلکہ برابر روتا ہی رہتا ہے، اس کے رونے پر گھر والوں پہ بھی صدمہ ہے اس کی خاطر سب پریشان رہتے ہیں۔ نماز فجر کے بعد حاجی صاحب بلی کے بچے کو لے کر کہیں گئے ہیں۔ حضور قبلہ نے دریافت کیا کہاں گئے ہیں اس آدمی نے کہا اچھا ابھی ہم گھر میں پوچھنے کے بعد بتاتا ہوں کہ کہاں گئے ہیں اتنا کہہ کر وہ آدمی گھر کے اندر داخل ہوتا ہے اور فوراً ہی لوٹ کر واپس آتا ہے اور حضور قبلہ سے کہتا ہے کہ وہ کچھوچھہ شریف گئے ہیں، وہاں کوئی بزرگ سید مجتبیٰ اشرف ہیں ان کو ہی بلی کا بچہ دینے کو گئے ہیں۔ حضور قبلہ اس بات کو سنتے ہی بیقرار ہوجاتے ہیں اور فوراً ہی وہاں سے کچھوچھہ شریف کے لئے روانہ ہوجاتے ہیں۔ شام ہونے

سے پہلے ہی اپنے در دولت پہ حاضر ہو جاتے ہیں اور ایک اجنبی شخص سے ملاقات ہوتی ہے سلام کے بعد دوران مصافحہ میں حضور قبلہ دریافت فرماتے ہیں آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اس شخص نے جواب دیا میں شہر بہرائچ سے آیا ہوں اور سید مجتبیٰ اشرف صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ حضور قبلہ ہاں کہئے کیا بات ہے میں اس سال حج کو گیا تھا اور مدینہ منورہ سے واپسی پر ایک بلی کا بچہ لایا ہوں۔ مگر وہ بلی کا بچہ ہر وقت روتا رہتا ہے، آج کی شب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خواب میں بشارت دی کہ اس بلی کے بچے کو کچھوچھہ شریف میں ایک بزرگ سید مجتبیٰ اشرف ہیں ان کو آپ جا کر دے دیجئے۔ میں اس بلی کے بچہ کو لے کر آیا ہوں۔ مگر یہاں آنے پر پتا چلا کہ آج صبح اچانک کہیں گئے ہیں۔ میں ان کے انتظار میں بہت دیر سے بیٹھا ہوں حضور قبلہ مسکراتے ہوئے فرماتے ہیں یہ فقیر آپ کے روبرو ہے مگر وہ بلی کہاں ہے، تھوڑی دیر کے بعد ہی بلی کا بچہ آپ کے قریب آ گیا آپ نے اسے اپنے گود میں لیا اور کچھ دیر تک حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے رہے بلی کا بچہ بھی بغور دیکھتا رہا حضور قبلہ اپنا دست مقدس بلی کے بچے کے سر پر رکھ کر شفقت فرماتے رہے اس وقت سے بلی کے بچے کو سکون قلب میسر ہوا اور اپنی پوری زندگی حضور قبلہ کی دہلیز پر گذار دی۔ ایک شب کے لئے بہرائچ سے آئے ہوئے حاجی صاحب کا قیام کچھوچھہ مقدسہ میں ہوا۔

اجمیر شریف میں حجرہ شریف

حضور اشرف الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ عرس پاک غریب نواز عطاء رسول سلطان الہند خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ ناز میں تشریف لے گئے۔ بارگاہ خواجہ کی زیارت تو ہوئی۔ مگر جہاں حضور قبلہ کا قیام بیت النور میں ہوتا تھا وہاں قیام کے لئے جگہ نہ ملی۔ وہ جگہ پہلے سے ہی پر ہو چکی تھی۔ قیام کے لئے جب کوئی معقول جگہ نہ ملی تو حضور قبلہ کو دلی تکلیف ہوئی

اور بارگاہ خواجہ غریب نواز میں تھوڑی دیر قیام فرماں کہ عرض مدعا ہوئے۔ حضور مجھ فقیر کو اجمیر شریف نو بلا لیا مگر یہاں قیام کے لئے کوئی جگہ نہ ملی، اگر اپنے دیار میں بلوانا مقصود ہو تو اس فقیر کا بھی کوئی مسکن اجمیر شریف میں ہو ورنہ آئندہ سال آپ کی بارگاہ کی حاضری نہ ہوگی۔ آپ اگر ایک سال کے اندر کرم فرماں دیں تو عین نوازش ہوگی۔ یہ فقیر اشرفی آئندہ سال زیارت کی حاضری آپ کی بارگاہ میں ضرور دیگا اور تادم آپ کی چوکٹ سے لپٹ کر زندگی گذاروں گا۔ ورنہ اب زندگی کو خانہ بدوش کی طرح کیسے گذاروں، حضور اگر آپ کی نوازش نہ ہوئی تو میں یہی سمجھوں گا کہ میں اس لائق نہیں ہوں۔ بارگاہ خواجہ غریب نواز میں رو رو کر آخری التماس پیش کر کے حضور قبلہ چتورگڑھ کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب آپ کی آمد خیر چتوگڑھ میں ہوئی۔ اہل عقیدت مندوں کا ایک سیلاب آپ کی زیارت کے لئے جوق در جوق دور دراز سے قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہونے لگے، جب اہل عقیدت مندوں کو آپ کے حالات کی خبر ملی تو عشاقوں نے فوری طور پر چالیس ہزار روپئے کا انتظام کر کے حضور قبلہ کے قدم ناز میں لاکر رکھ دیا۔ حضور قبلہ نے عقیدت مندوں سے دریافت کیا کہ یہ رقم کیسا ہے، آپ کے عقیدت مندوں نے کہا حضور آپ کے خادم خاص جناب اکمل حسین اشرفی صاحب کی زبانی یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ حضور ان سال اجمیر شریف میں قیام نہ فرما سکے بلکہ تھوڑی دیر آستانہ عالیہ پر حاضر رہے اور بیت النور میں جگہ پُر ہونے کی وجہ کر چتور گھڑھ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور یہاں تک آپ کی تشریف آوری ہوئی۔ حضور ہم لوگوں کی دلی تمنا ہے کہ اجمیر شریف میں ایک حجرہ آپ کے لئے بن جائے۔ اس لئے ہم تمام عقیدت مندوں نے مل کر پیسے کا انتظام کیا ہے، حضور قبلہ اس نذر کو قبول فرمالیں۔ حضور قبلہ مسکراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شاید غریب نواز نے حال کو آپ کے سامنے ظاہر کر دیا ہے۔ نذر کو قبول فرمالیتے ہیں اور ایک روز قیام فرما

کر پھر اجمیر شریف کے لئے واپسی ہوتی ہے، بیت النور میں جناب ہادی میاں چشتی اور جناب مہدی میاں چشتی صاحب سے ملاقات کر کے حجرہ شریف کے لئے مکمل گفتگو فرما کر رقم ان کو دیکر حضور قبلہ فرماتے ہیں اور جو بھی رقم خرچ ہوگا حجرہ بنوانے میں بذریعہ ڈاک بھیج دوں گا۔ مگر آئندہ سال عرس مبارک کے موقع سے حجرہ بالکل تیار ہونا چاہئے۔ جناب ہادی میاں چشتی صاحب نے حضور قبلہ سے کہا حضور میں آپ کا حجرہ شریف عرس مبارک سے پہلے مکمل کروادوں گا، اور آپ سب سے پہلے قیام فرمالیں۔ بارگاہ خواجہ میں آپ کی التجا پوری ہوئی اور آج بھی آپ کا حجرہ شریف بیت النور اجمیر شریف میں موجود ہے۔

چتوڑ گڑھ

سیدومرشدی آقائی ومولائی حضور اشرف الاولیاء سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی سمنانی ونورانی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال رجب المرجب کی ۴، تاریخ سے لے کر ۷، تاریخ تک عرس خواجہ خواجگان حضور معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی بلا ناغہ حاضری دیتے، گاہے گاہے اجمیر شریف عرس کی تقریب کے بعد عقیدت مندوں کی دعوت پر چتوڑ گڑھ تشریف لے جائے۔ بذریعہ ٹرین چتوڑ گڑھ ریلوے اسٹیشن آنے کے بعد اپنے مریدوں سے ملاقات ہوئی اور حضور قبلہ کو ریلوے اسٹیشن سے رکشا کر کے اپنے غریب خانہ پر لے جا رہے تھے۔ آپ کے ایک مرید خاص نے رکشے والے کو رکنے کو کہا اور رکشے والے نے رکشا کو روک دیا۔ روڈ کے دوسری جانب ایک چھوٹی سی دکان جوتے چپل کی تھی ایک مرید اس دکان سے چند جوتیاں لا کر حضور قبلہ کے سامنے رکھ دیا۔ اور پسند کرنے کو کہا۔ نئی جوتی پہنا کر پرانی جوتی تبرک کے طور پر اپنے دامن محبت میں رکھ لیا۔ جوتے والے کا دکان اور مکان ایک ساتھ ہی تھا وہ دکاندار اپنی فیملی کے ساتھ اپنے مکان میں رہتا تھا۔

دکان سے مکان میں جانے کا ایک راستہ ہے اس راستہ میں دروازہ پر ایک پردہ لگا ہے پردے کے پیچھے سے دکاندار کی اہلیہ حضور قبلہ کے نورانی چہرے کی زیارت کرتی ہے اور آواز دیکر اپنے شوہر کو بلاتی ہے اور کہتی ہے کہ دیکھئے رکشا پر جو بزرگ تشریف فرماں ہیں اور ان کے عقیدت مند جو جوتیوں کو پسند کرانے کے لئے لے گئے ہیں۔ آپ ان لوگوں سے پیسہ نہ لیں گے بلکہ پیسہ کی جگہ ان کی پرانی جوتیوں کو مانگ لیں گے اور وہاں جاکر حضرت سے دعا کرالیں گے۔ وہ عورت اپنے شوہر کو ہدایت دے کر گھر کے اندر چلی گئی۔ حضور قبلہ کو جوتی پہنا کر ان کے مریدین پیسہ دینے کے لئے جب دکاندار کے یہاں آئے تو دکاندار پیسہ لینے سے صاف انکار کردیا اور کہا کہ قیمت کی جگہ حضرت کی جو پرانی جوتی ہے وہ مجھے تبرک میں دے دیں تو عین نوازش ہوگی۔ یہ سوال سن کر مریدین سکتے میں پڑ گئے۔ اور دکاندار پرانی جوتی لے کر ہی خوش ہوا اور حضور قبلہ سے دعائیں لی اور اس روز سے دکاندار حضور قبلہ کے مریدوں سے بے پناہ عقیدت ومحبت رکھنے لگا۔ حضور قبلہ کو جہاں کی دعوت میں جانا تھا وہاں تشریف لے گئے۔ جب آئندہ سال عرس اجمیر شریف کے موقع سے حضور قبلہ کو بارگاہ حضور سلطان الہند غریب نواز کی زیارت وقیام کے بعد چتوڑ گڑھ کا سفر ہوا، وہ پرانی جوتی لینے والا دکاندار بڑی شدت سے حضور قبلہ کی آمد خیر کا انتظار کرتا رہا اور آپ کے مریدین سے آنے کی خبر لیتا رہا جب حضور قبلہ کا قیام چتوڑ گڑھ میں ہوا تو آپ کی دعوت ایک روز کے لئے اپنے یہاں لے جانے کے لئے عرض مدعا ہوا۔ دکاندار حضور قبلہ کو اپنے غریب خانہ پر لے آنے اور حضور قبلہ کے دست حق پر بیعت ہوگیا اور ان کے تمام اہل خانہ سلسلہ میں داخل ہوگئے۔ بیعت کی برکتیں ایسی ہوئی کہ دیکھتے ہی دیکھتے شیر خان اشرفی سیٹھ شیر خان اشرفی بن گئے اور ہر جگہ پر عروج نصیب ہوا

جب سے سرکار کی بندگی کرلیا　　ظلمت کفر نے خدکشی کرلیا
ایک نگاہ کرم ڈال کر پیر نے　　آن کی آن میں اشرفی کرلیا۔معید مظہر۔

ضعیفہ کو مرید کرتے وقت

سیدی ومرشدی آقائی ومولائی حضور اشرف الاولیاء سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو راقم الحروف نے ایک دعوت عبدالشکور اشرفی ،موضع ڈربوا، ضلع ویشالی کے یہاں لے گئے۔ دن کے قریب ایک بج رہے تھے۔نماز ظہر سے فارغ ہوکر وہاں کچھ لوگوں کو سلسلہ میں داخل کرنا تھا۔ سب سے پہلے مردوں کو داخل سلسلہ کیا پھر عورتوں کو مرید کرتے وقت حضور قبلہ کی آنکھیں بند تھیں اور زبان مبارک سے کلمہ طیب اور توبہ کی تلقین فرمارہے تھے اور پڑھارہے تھے۔سب عورتیں تو پڑھ رہی تھیں مگر ایک عورت تھر تھر کانپ رہی تھی اور اپنی تھراتی ہوئی زبان میں پڑھ رہی تھی۔تھوڑی دیر کے بعد حضور اشرف الالیاء خاموش ہوگئے اور آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرات نکل پڑے، جولوگ وہاں موجود تھے سب لوگوں پہ عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ادھر آنسوؤں کے قطرات مسلسل بہہ رہے تھے۔چند منٹوں کے بعد حضور قبلہ پھر نصیحت فرمانے لگے، بیعت کرنے کے بعد چند ضروری مسائل فرماتے رہے اس وقت حضور قبلہ کے چہرۂ انور سے جمال کی ایسی روشنی نکل رہی تھی کہ ہر شخص موجود فیضیاب ہورہا تھا۔راقم الحروف کو عبدالشکور اشرفی نے واضح کہا کہ جب حضور قبلہ عورتوں کو مرید کررہے تھے ان تمام عورتوں میں ایک عورت مشہور ڈائن تھی۔جس سے علاقہ میں بہت نقصان ہوا ہے مجھے ایسا احساس ہوتا ہے کہ حضور قبلہ اس کی غیر شرعی کردار کو دیکھ کر غمگین ہوئے اور اشک بار ہوئے ہیں،اور تعجب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ عورت ساحرہ کیسے مرید ہوگئی۔راقم الحروف نے بھی عبدالشکور اشرفی سے کہا کہ حضور قبلہ کے ساتھ بہت جگہ بیعت کرتے وقت ساتھ رہا ہوں مگر آج

پہلی دفعہ ایسا منظر دیکھنے کو ملا ہے اور بیعت کرتے وقت اشکبار نہیں دیکھا ہوں۔ یہ تھی حضور قبلہ کی روشن ضمیری مرید یا غیر مرید کے قلب پر آپ کی نگاہ رہتی اور اس کے حال کے مطابق اس کی اصلاح فرماتے۔ یہاں تک کہ ایک نگاہ ڈال کر منزل مقصود تک پہنچا دیئے۔ نہ جانے آپ کی بارگاہ عظمت میں ہزاروں لاکھوں کو جینے کا ڈھنگ ملا۔ ادب اور جینے کا سلیقہ ملا۔

بارگاہِ عشق میں جس نے جگہ اپنا لیا | دیکھتے ہی دیکھتے اپنا پتہ و پا لیا

عالمِ لاحوت میں اس کی رسائی ہوگئی | ذات مرشد میں فنا ہوکر بقا کو پا لیا

ایسے مستوں کی حقیقت پوچھتے ہو مجھ سے کیا | کہے ازنی کہکے جب مردہ کو زندہ کر دیا

وزبان سیف ہیں جن کو حقیقت مل گئی | جو ہوگیا سو کہہ دیا جو کہہ دیا وہ ہوگیا

جو گدا بنکر کے پہنچا بارگاہ عشق میں | قطرۂ بے جان تھا لیکن وہ دریا ہوگیا

ان کے در سے لو لگا کر ہر گھڑی مسکی سعید | کیا بتاؤں کیا تھا میں کیا سے کیا اب ہوگیا۔

اشرفی میاں اور حجرۂ شریف

شیخ طریقت عامل شریعت دانائے معرفت حضور اشرف الاولیاء سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی السمنانی رحمتہ اللہ علیہ کی عمر شریف تقریباً پانچ سال کی تھی۔ حضور اعلیٰ حضرت سید شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہ کے حجرہ شریف میں عام لوگوں اور بچوں کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ حجرہ شریف ہمیشہ اندر سے بند رہتا۔ کسی حاجت کے تحت یا کوئی خاص مہمانوں کی آمد پر حجرہ شریف کھولا جاتا، ایک روز حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہ کسی ضرورت کے تحت حجرہ شریف سے باہر تشریف لائے اور حجرہ شریف کو کھلا ہی چھوڑ دیا۔ موقع غنیمت دیکھ کر حضور اشرف الالیاء رحمتہ اللہ علیہ حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہ کے حجرہ شریف میں تخت کے نیچے جا چھپے یہ

سوچ کر کے دادا حضورا کیلیے اس حجرہ میں کیا کرتے ہیں۔ آج ہم بھی ان کے عمل کو دیکھیں اور ان کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔ ضروریات سے فارغ ہوکر حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہ اپنے حجرہ شریف میں تشریف لاتے ہیں اور اندر سے حجرہ شریف بند کر لیتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک نورانی چہرے والے بزرگ کی تشریف آوری حجرہ شریف میں ہوتی ہے جس سے حجرہ شریف روشن ہوگیا۔ دونوں بزرگوں کے درمیان راز و نیاز کی گفتگو شروع ہوگئی۔ یہ سلسلہ کچھ دیر تک چلتا رہا۔ آنے والے نورانی صورت والے بزرگ نے گفتگو بند کر کے فرماتے ہیں اشرفی میاں آپ کے تخت کے نیچے کون بچہ ہے، حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہ تخت کے نیچے جھانک کر دیکھتے ہیں تو اپنے چہیتے پوتے مجتبیٰ اشرف کو پاتے ہیں۔ دیکھتے ہی تعجب میں پڑ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں بابو مجتبیٰ اشرف تخت سے نکل کر باہر آیئے۔ حضور قبلہ جیوں ہی باہر تشریف لاتے ہیں، نورانی شکل والے بزرگ نے اپنا دست اقدس شفقت سے حضور قبلہ کے سر پہ رکھ کر کچھ دیر تک دعاؤں سے نوازتے رہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ بزرگ غائب ہوگئے اور حجرہ شریف کی پھیلی ہوئی روشنی کم ہوگئی۔ حضور قبلہ اپنے دادا حضور کے حجرہ شریف میں ایک نورانی بزرگ دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور اپنے دادا حضور سے نورانی بزرگ کا اسم مبارک پوچھنے لگے۔ حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہ نے پہلے اپنے پوتے مجتبیٰ اشرف کو سمجھانے کی کوشش کی مگر حضور قبلہ اسی ضد پہ قائم رہے کہ وہ نورانی بزرگ کون تھے۔ حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں بابو مجتبیٰ اشرف ہم آپ کو بتا دیں گے مگر جب تک حیات سے ہوں اس وقت تک یہ راز کسی سے ظاہر نہ کرنا ہوگا۔ میرے وصال کے بعد اس راز کو عیاں کرنا، پھر مسکراتے ہوئے فرماتے ہیں یہ بزرگ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضور قبلہ کے دل کو اطمنان و سکون ملا اور اپنے دادا حضور کے تنہا

حجرے میں رہنے کا راز معلوم ہوا۔حضور قبلہ کے سر اقدس پہ سرکار غوث پاک اکا دست کرم پڑا، یہی وجہ تھی کہ آپ کے سر اقدس کا ایک ایک بال کالا تھا دمِ آخر تک۔

حضور قبلہ اور سرکار سرکا نہی

سید و مرشدی آقائی و مولائی حضور سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ اوران کے خادم خاص جناب محمد اکمل حسین اشرفی بھی ساتھ تھے۔ایک شب راقم الحروف کے غریب خانہ شمبھوپٹی میں قیام فرما کر مظفر پور سے بذریعہ ٹرین کلکتہ جانا تھا۔مظفر پور ریلوے اسٹیشن پہنچنے کے بعد پتہ لگا کہ آج ٹرین لیٹ سے جائیگی۔تاخیر ہونے کی وجہ کر حضور قبلہ سے التجا کی کہ مسلم ہوٹل قریب ہے اور صاف ستھرا ہے وہاں چل کر کھانا کھالیں یا حکم ہو تو یہیں کھانا لے آؤں، پیہم اسرار کرنے پر کسی طرح راضی ہوئے اور حکم ہوا کہ چلو ہوٹل ہی میں چلتا ہوں، اور وہاں تشریف لے گئے۔ہوٹل والے نے بھی آپ کی نورانی صورت دیکھ کر دسترخوان ایک چوکی پہ لگانے سے پہلے ایک چادر بچھادی اور پانی لاکر ہاتھ دھلایا۔دسترخوان بچھا کر کھانا لے آیا۔حضور قبلہ تناول فرمانے لگے۔اسی درمیان آپ کی نگاہ سامنے دیوار پر چسپہ اشتہار پر پڑی اور آپ اس کو بغور پڑھنے لگے، کھانے کی طرف سے توجہ بھی ختم ہوگئی اور ایک سرد آہ کھینچی، اور فرماتے ہیں سعید مظہر لو یہ کھانا کھالو اور میرا ہاتھ دھلاؤ۔راقم الحروف اسرار کیا حضور قبلہ اور کھانا کھالیں، بھرائی آواز میں فرماتے ہیں نہیں تم کھالو۔آپ کے رخ منور سے صدمہ کے آثار ظاہر تھے۔آپ کا غمگین چہرہ دیکھ کر اور سرد بھری آواز سن کر میرا دل بھی بھر آیا اور دبی آواز میں دریافت کیا حضور قبلہ اچانک کیا ہوگیا ہے۔راقم الحروف کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں تیغ علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ اس دور جدید کے ایک کامل عظیم بزرگ ہیں اور ان کی خانقاہ کے دو فریقین آپس میں سجادگی کے لئے خون اور خرابہ کر رہے ہیں۔یہ نفس پرستی ہے کہ سجادگی ہے

ایسی مقدس بارگاہ میں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ راقم الحروف نے حضور قبلہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ سرکار سرکا نہی تیغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو جانتے ہیں۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں میں سلی گوری سے بذریعہ ٹرین کچھوچھہ شریف آرہا تھا، راستہ میں ایک کٹیہار اسٹیشن ہے، ٹرین اسٹیشن پر رکنے والی تھی کہ کھڑکی کے راستے سے دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کا جمگھٹ پلیٹ فورم پہ ہے اور سب کے سب ٹوپی پہنے ہوئے ہیں، ٹرین رکنے کے ساتھ ہی کھڑکی کے راستے سے ایک بزرگ کو مخاطب کر کے دریافت کرتے ہیں کہ آپ لوگوں کی تشریف کہاں جارہی ہے، وہ بزرگ جواب دیتے ہیں ہم لوگوں کو کہیں نہیں جانا ہے، ہم لوگوں کے پیر صاحب آئے ہیں اور ان کو جانا ہے اس لئے ہم لوگ ان کے ساتھ آئے ہیں۔ حضور قبلہ نے دریافت فرمایا کہ آپ کے پیر صاحب کا کیا نام ہے۔ ہمارے پیر صاحب کا نام تیغ علی شاہ ہے، حضور قبلہ فرماتے ہیں حضرت تیغ علی شاہ کا نام سنتے ہی میں اپنی سیٹ سے اٹھا اور شوق زیارت کے لئے تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے ٹرین کی بوگی کے پادان پر قدم رکھ کر نیچے ابھی اتر ہی رہا تھا کہ میری نگاہ نے حضرت تیغ علی شاہ کو دیکھا کہ وہ بڑی تیزی سے لوگوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے ہٹاتے ہوئے میرے قریب آئے اور مجھے اپنے سینے سے لگالیا۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں میں اس وقت تعجب میں پڑ گیا اور دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ بہت پہلے حضرت تیغ علی شاہ کو ہم نے دادا حضور (اشرفی میاں) کی بارگاہ ناز میں دیکھا تھا اور ان سے میری ملاقات ہوئی تھی اور ابھی اپنے عقیدت مندوں کو ہٹاتے ہوئے آئے اور اپنے سینے مبارکہ سے مجھے لگالیا۔ اس وقت میں حضرت تیغ علی شاہ صاحب سے پوچھا کہ حضرت کیا مجھے پہچانتے ہیں ابھی میرا جملہ ختم بھی نہ ہوا تھا کہ شاہ صاحب فرماتے ہیں سید مجتبیٰ اشرف آپ کے دادا حضور نے مجھے سلسلہ اشرفیہ کی خلافت دی ہے اور میں ان کے پوتے کو نہ پہچانوں، میں اچھی طرح آپ کو پہچانتا ہوں۔ خدا حافظ کہتے

ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہوئے ،ٹرین کٹیہار اسٹیشن سے چلی ،راستے میں حضرت تیغ علی شاہ صاحب کی عظمت اور بلند مرتبہ کا خیال آتا رہا۔ بقول حضور قبلہ سرکار سرکا نہی رحمتہ اللہ علیہ حضور اعلیٰ حضرت محمد علی حسین اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ راقم الحروف و جناب محمد اکمل حسین اشرفی کی موجودگی میں مظفر پور ریلوے اسٹیشن پر دوران گفتگو حضور قبلہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ کچھوچھہ شریف نے فرمایا۔ یہ تھی سرکار سرکا نہی شریف کی روشن ضمیری۔

جلال اور جمال

محرم الحرام کی ۲۷، تاریخ ہے کچھوچھہ مقدسہ کی پر فیض زمین نور و نکہت میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اپنی روایتی شان و شوکت کے ساتھ جشن عرس مبارک حضور مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی سامانی رضی اللہ عنہ منایا جا رہا ہے۔ مختلف خانقاہوں و دیگر ممالک سے آئے ہوئے زائرین حضرات کی حاضری مزار مقدس پہ اور زیارت ہو رہی ہے۔ ٹھنڈک کا موسم ہے، حضور قبلہ کے دولت کدہ کے دوسری منزل چھت پہ پورب جانب سے قالین بچھائی گئی اور پچھم جانب دری اور چادریں بچھائی گئی۔ محفل پاک کا آغاز قران مقدس سے شروع ہوتا ہے۔ حضور قبلہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ محفل پاک میں تشریف لاتے ہیں اور تھوڑی دیر کے بعد حضور اشرف العلماء سید شاہ حامد اشرف اشرفی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لاتے ہیں اور پچھم جانب رخ کر کے حضور اشرف الاولیاء کے بائیں جانب بیٹھ جاتے ہیں ،نعت پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و منقبت کے اشعار پڑھے جا رہے ہیں۔ محفل میں ہر جانب رونق ہی رونق ہے ہر فرد مستی و سرور میں گرم ہے، محفل پاک کی کاروائی بڑی تیزی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ دیکھتے دیکھتے حضور قبلہ کے اشارے کے ساتھ ہی محفل پاک کا اختتام ہوتا ہے تمام اہل عقیدت دست بوسی و قدم بوسی کے لئے آگے بڑھتے

ہیں۔کلیر شریف سے آئے ہوئے لعل شاہ بابا بھی صف میں آراستہ ہیں۔جن کے جسم پر سرخ کرتا ہے،سرخ تہبند اور سر پر سرخ رومال ہے،نورانی داڑھی اور بڑی بڑی مونچھیں ہیں۔لعل شاہ بابا حضور قبلہ سے دست بوسی وقدم بوسی سے فیضیاب ہوکر حضور اشرف العلماء سید شاہ حامد اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہیں۔حضور اشرف العلماء اپنے دست مبارک کو بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں آپ جتنا جلد ہو سکے سب سے پہلے اپنی بڑی بڑی مونچھوں کو کٹوالیں یہی حکم شریعت ہے اس میں تاخیر نہ کریں۔ادھر لعل شاہ بابا جو کلیر شریف سے آئے تھے خاموشی سے سنتے رہے۔محفل پاک کا اختتام پذیر ہوجاتا ہے دیکھتے ہی دیکھتے ایک سال کا زمانہ گذر جاتا ہے۔پھر وہی تاریخ ۲۷،محرم الحرام کا مبارک دن ہے۔جشن عرس مخدوم سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کے موقع سے حضور قبلہ کے دولت خانہ کے دوسری منزل پر فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔سال گذشتہ کی طرح وہی جگہ وہی قالین اور وہی رخ ہے،حضور اشرف الاولیاء وحضور اشرف العلماء تشریف فرماں ہیں۔محفل پاک کا آغاز تلاوت کلام الٰہی سے شروع ہوتا ہے،نعت پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ومنقبت کے اشعار پڑھے جاتے ہیں۔حضور اشرف العلماء کی تقریر ہوتی ہے اس کے بعد حضور قبلہ کی تقریر ہوتی ہے۔حضور قبلہ کی دعائیہ کلمات کے ساتھ ہی محفل مقدسہ کا اختتام ہوتا ہے۔اہل عقیدت دست بوسی کے لئے صف میں کھڑے ہوجاتے ہیں۔لعل شاہ بابا اپنی پرانی سرخ گدری میں ملبوس ہیں اور وہ بھی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔حضور اشرف الاولیاء کے قریب آتے ہیں سلام عرض کرتے ہیں دست بوسی وقدم بوسی سے دل کی دنیا کو سجاتے ہیں اور پھر اشرف العلماء کی جانب دست بوسی کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہیں۔حضور اشرف العلماء کی نگاہ جب لعل شاہ بابا کی بڑی بڑی مونچھ پر پڑتی ہے،دیکھتے ہی عالم جلال میں آجاتے

ہیں اور فرماتے ہیں ابھی تک آپ نے اپنی بڑی بڑی مونچھوں کو نہیں کٹوایا۔ جب اپنے صبر وضبط پر قابو نہ رہا تو حضور قبلہ کی طرف مخاطب ہو کے فرماتے ہیں یہ آپ کا مرید ہے اور آپ اس کو کیوں نہیں سمجھاتے ہیں۔اس کا مونچھ کیوں نہیں کٹواتے ہیں ابھی کٹوایئے۔حضور اشرف الاولیاء سکون قلب کے ساتھ سر جھکائے ہوئے ہاں ہاں کرتے رہے اور ان کی باتوں میں ہاں کرتے رہے۔راقم الحروف کو زندگی میں پہلی بار ایک عالم کا جلال اور ایک فقیر کا جمال دیکھنے کو ملا۔پھر دوبارہ لعل شاہ بابا کو کچھوچھہ شریف کی مقدس زمین پر نہ دیکھا گیا۔پتہ لگا کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے۔انا اللہ وانا علیہ راجعون۔

حضور اشرف الاولیاء اور صدر پاکستان

سید و مرشدی آقائی و مولائی حضور سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ راقم الحروف عرس مقدس اجمیر شریف کے حسین موقع سے زائرین خواجہ غریب کے ساتھ بس سے جب اجودھیا نگری میں پہنچے۔وہاں حضرت شیث علیہ السلام کے مزار مقدس کی زیارت ہوئی اور دیگر اولیاء کرام کے مزار مقدس کی زیارت ہوئی۔شیث علیہ السلام کے مغرب اور جنوب کے حصہ میں خاردار جنگل ہے اس جنگل میں ایک عالی شان مسجد ہے،مسجد کا گنبد جب ہم لوگوں کو نظر آیا تو کسی طرح جنگل کے اندر داخل ہو کر مسجد میں داخل ہوئے۔جنگلوں کو توڑ کر جھاڑ و بنایا گیا اور مسجد کی صفائی کی گئی۔عصر کا وقت ہو رہا تھا مسجد میں اذان دیکر عصر کی نماز پڑھی گئی وہاں اور چھوٹے چھوٹے گوفہ کی شکل میں بنی ہوئی قبریں تھیں۔میرے ہمراہ محمد نسیم اشرفی تھے جو حضور قبلہ سے مرید ہونا چاہتے تھے،اجودھیا سے ایک ٹیمپو ریزرو کیا گیا کچھی ساگر لعل باغ فیض آباد کے لئے۔ان دنوں حضور قبلہ کی طبیعت ناساز تھی۔اس لئے اپنے دولت کدہ فیض آباد میں ہی قیام پذیر تھے۔حضور قبلہ کی زیارت ہوئی دست بوسی قدم بوسی کی برکتیں نصیب ہوئی۔حضور قبلہ نے سبھوں کی خیریت دریافت کی،ناشتہ اور چائے کے بعد

بابونسیم اشرفی کو مرید کرنے کے بعد اپنے دورۂ سفر پاکستان کا حسین منظر کا روداد سفر سنانے لگے، چند عقیدت مند حضرات وہاں پہلے سے موجود تھے۔ ملک پاکستان میں اعلیٰ حضرت حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے مریدین تھے۔ اس میں صدر پاکستان ایوب خان کا بھی نام آتا ہے، حضور قبلہ فرماتے ہیں کہ جس وقت میں شہر کراچی سے گذر رہا تھا، ایک جگہ پولس والے تمام گاڑیوں کو روڈ کے ایک سائڈ کھڑی کروار ہے تھے۔ میری گاڑی کو بھی ایک سائیڈ کروادی، پولس والوں سے جب وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ صدر پاکستان جناب ایوب خان کی سواری ابھی اسی راستے سے گذرنے والی ہے، حضور قبلہ فرماتے ہیں صدر ایوب خان کا نام سن کر میں بھی اپنی گاڑی سے نیچے اتر کر راستے کے ایک طرف کھڑا ہو کر صدر ایوب خان کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی صدر ایوب خان کی گاڑی بڑی تیزی سے وہاں سے گذرنے لگی، اچانک کچھ آگے جا کر صدر ایوب خان کی گاڑی یکا یک فوراً رک گئی اور وہ گاڑی سے نیچے اترے اور بڑی تیزی سے میرے قریب آگئے۔ سلام کے بعد دست بوسی کی اور تعجب سے پوچھنے لگے آپ یہاں کس لئے کھڑے ہیں آپ اپنے آنے کی اطلاع مجھے کر دیتے بندہ وہاں حاضر خدمت ہو جاتا، بہر کیف آیئے اور میرے ساتھ چلئے۔ آج کی دعوت میرے یہاں کی ہے حضور قبلہ فرماتے ہیں، میں نے صدر ایوب خان سے کہا کہ فقیر کو آج کی دعوت فلاں جگہ کی ہے موقعہ ملنے پر آپ کی دعوت پر آؤنگا۔ اس وقت صدر ایوب خان میرے ہاتھ کو پکڑ کر حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کا تذکرہ کرنے لگے کہ ان کے فیضان کرم کا دل سے شکر گذار ہوں کہ آج مجھے یہ منصب نصیب ہوا ہے۔ اس وقت کی منظر نگاری کرتے ہوئے حضور قبلہ فرماتے ہیں کہ صدر ایوب خان کو نہ دیکھ کر سب لوگ میری طرف مخاطب تھے۔ خدا حافظ کہتے ہوئے صدر ایوب خان وہاں سے رخصت ہوئے، جس پولس والے

نے میری گاڑی کو سائیڈ کروایا تھا اس کا چہرہ بالکل فق ہو گیا تھا۔ باقی پولس والے بڑی تعجب سے دیکھ رہے تھے۔۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں صدر ایوب خان کا سلسلہ اشرفیہ سے بے پناہ محبت ہونا اور خاندان اشرفی کی اس طرح تعظیم کرنا اس بات کی مکمل ثبوت ہے کہ نظر پڑتے ہی گاڑی کو روک کر تعظیم کے لئے آنا، صدر ایوب خان کو سلسلہ اشرفیہ سے دلی محبت تھی۔ رات زیادہ ہونے کی وجہ کر اور کرایہ کا ٹیمپو والا زیادہ وقت ہونے کی وجہ کر زیادہ پریشان تھا۔ اس لئے حضور قبلہ کی تفصیلی گفتگو نہ سماعت کر سکا، دوران گفتگو میں ہی حضور قبلہ سے معذرت کی ۔ حضور قبلہ نے اجازت دے دی۔ حضور قبلہ کی یہ ظاہری زیارت اور آخری زیارت تھی۔ ہم لوگ حضور قبلہ سے اجازت لے کر اجودھیا آ گئے ۔ بس والے ادھر انتظار میں کھڑے تھے، بس وہاں سے اجمیر شریف کے لئے روانہ ہوئی مگر دل اسی بارگاہ عشق میں سرگرداں رہا۔

﴿ تیری صورت سے کسی کی نہیں ملتی صورت ﴾
﴿ ہم جہاں میں تیری تصویر لئے پھرتے ہیں ﴾

حج کا حکم

سید و مرشدی آقائی و مولائی حضور سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے دولت کدہ کو بنانے والے معمار جناب الحاج محمد نظام الدین اشرفی مجلس پور ویشالی بہار فرماتے ہیں کہ فیض آباد شہر میں شدت کی گرمی پڑ رہی تھی اور میں چھت کے اُوپری حصہ میں کام کر رہا تھا۔ اچانک دیکھتا ہوں کہ حضور قبلہ ہاتھ میں پنکھا لئے ہوئے مکان کے چھت پر تشریف لائے اور مجھے مخاطب کر کے فرماتے ہیں نظام الدین اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں حج لکھا ہے اور تو ہے کہ اتنی کڑی دھوپ میں اپنے جسم کو دنیا کے کام میں جلا رہا ہے، چلو نیچے آؤ اور آرام کرو۔ اتنا فرماتے ہوئے حضور قبلہ چھت

سے نیچے آتے ہیں ہم بھی ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ساتھ میں نیچے آگئے مگر دل ہی دل میں یہ بات گھر کر گئی کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں حج لکھا ہے اسی سوچ وفکر میں رات ودن گزرنے لگی۔ بظاہر میرے پاس بہت کم آمدنی ہے اور کثیر الاولاد ہوں، مفلسی میں دن گزرتے ہیں آمدنی کی کوئی دوسری صورت نہیں ہے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں بہت محنت کر کے ان لوگوں کی کسی طرح سے پرورش کرتا ہوں آج کے بعد کل کے بارے میں سوچنا پڑتا ہے اور حضور قبلہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے قسمت میں حج لکھا ہے میرے پاس نو اولادیں ہیں غریبی کی وجہ کر ان لوگوں سے نہ دین کی پڑھائی نہ دنیا کی پڑھائی ہو سکی ہے اسی سوچ میں رات دن سرگراں رہنے لگے۔ حضور قبلہ کا ایک خط راقم الحروف کے نام آیا دعا کے بعد تحریر فرماتے ہیں میں فلاں تاریخ کو بذریعہ اودھ آسام ٹرین سے سلی گوری جا رہا ہوں ساتھ میں نظام الدین بھی رہیں گے کسی صورت سے فرصت نکال کر چھپرہ اسٹیشن پر ملاقات کریں۔ راقم الحروف وقت کا انتظار بڑی بے صبری سے کرتا رہا خدا خدا کر کے وہ گھڑی آئی اور ہم لوگ چھپرہ جنکشن پہنچ گئے۔ ٹرین آ کر دو نمبر پلیٹ فورم پہ لگی نظام الدین اشرفی پہلے سے ہی بوگی کے گیٹ پر کھڑے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی اور ہم لوگ ٹرین کی بوگی میں سوار ہوئے ساتھ میں نظام الدین اشرفی بھی اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے۔ حضور قبلہ کی زیارت ہوئی دست بوسی قدم بوسی کے بعد حضور قبلہ نے سبھوں سے خیریت پوچھی، نظام الدین اشرفی جو حضور قبلہ کے سامنے سیٹ پہ بیٹھے ہوئے تھے ان کو مخاطب کر کے حضور قبلہ پوچھتے ہیں نظام الدین یہ کون سا اسٹیشن ہے، نظام الدین کہتے ہیں حضور یہ چھپرہ اسٹیشن ہے پھر فرماتے ہیں نظام الدین پلیٹ فورم پہ جا کر چھپرہ اسٹیشن دیکھو کیسا ہے۔ حضور قبلہ کے فرمان کو سن کر ہم لوگوں کو بھی تعجب ہوا۔ مگر جب نظام الدین اشرفی وہاں سے باہر گئے تو حضور قبلہ راقم الحروف کو اپنے قریب بیٹھا کر پوچھتے ہیں سعید

مظہر نظام الدین نے ہمارے یہاں اتنا دن کام کیا اب تم بتاؤ کہ ان کی مزدوری کیا ہوگی اس لئے کہ تم نے ہی میرے یہاں بھیجا ہے اس لئے تم سے مشورہ ضروری ہے، حضور قبلہ کی بات سن کر مجھے رونا آ گیا اور ہچکی بھری آواز میں کہا حضور ہم لوگ تو آپ کے غلام ہیں ہم لوگوں کو صرف آپ کی محبت ہی کافی ہے حضور قبلہ فرماتے ہیں سعید مظہر میرے خاندان کا یہ طریقہ رہا ہے کہ مزدور کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دیا جائے۔ اس لئے ہم نے نظام الدین کو اتنا روپیہ دے دیا ہے اب تم بتاؤ اور کیا دیا جائے پیسہ۔ راقم الحروف نے حضور قبلہ سے کہا حضور میرے خیال سے دوگونی رقم آپ نے دے دیا ہے اب اس سے زاید کیا ہوگا۔ حضور قبلہ تمام لوگوں کو دعا سے نوازتے رہے، ٹرین بہت دیر تک کھڑی رہی ادھر گارڈ نے بھی سیٹی بجائی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک پر کیف نورانی گھڑی ہم لوگوں کے درمیان سے رخصت ہوئی۔ نظام الدین اشرفی ہم لوگوں کے ساتھ ہی چھپڑہ جنکشن اوتر گئے۔ نظام الدین اشرفی اپنے گھر سے فرصت پاکر ایک شب کے لئے راقم الحروف کے غریب خانہ تشریف لائے اور فیض آباد میں حضور قبلہ کے دولت کدہ کی چھت پہ جو حضور قبلہ نے فرمایا تھا کہ نظام الدین اللہ تعالیٰ نے ترے مقدر میں حج لکھا ہے اور تو ہے کہ اتنی کڑی دھوپ میں جسم کو جلا رہے ہو۔ راقم الحروف کو اپنی زندگی اور غریبی کا حال سناتے رہے، راقم الحروف بھی داستان زندگی سنتا رہا۔ آخر میں یہی جواب راقم الحروف نے دیا کہ جب حضور قبلہ نے کہہ دیا ہے تو یقین رکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مقدر میں حج لکھا ہے صبر سے وقت کا انتظار رکھئے ضرور ضرور ارکان حج سے مالا مال ہونگے۔ دھیرے دھیرے وقت گذرتا گیا۔ تقریباً دو سال کے بعد وہ مبارک گھڑی آئی جب نظام الدین صاحب کے بڑے صاحبزادے نے ناگپور میں ٹائر کی دکان اور اس کی آمدنی سے اپنے والد گرامی جناب محمد نظام الدین اشرفی کو حج کے لئے روانہ کیا اور آج وہ اپنے علاقہ مجلس پور میں الحاج

محمد نظام الدین اشرفی کے نام سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ یہ سب حضور اشرف الاولیاء کی نگاہ کرم ہے اور چند روز آپ کی صحبت میں رہنے کا اثر ہے کہ آخری وقت میں آپ کی ذات سے ایسی کرامت کا ظہور ہوا کہ اہل علاقہ رہتی دنیا تک یاد کرتے رہیں گے۔ واقعہ یوں ہے کہ حج کر کے آنے کے دو سال کے بعد صبح میں حج میں جو کفن یہاں سے لے کر گئے تھے دھوپ میں سکھانے کے لئے اپنے دروازے پر چارپائی پر رکھتے ہیں اور ڈاکٹر کے یہاں جاتے ہیں جو آپ کا علاج کرتا تھا۔ ڈاکٹر سے کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب آپ کے یہاں میرا پانچ روپیہ نکلتا ہے، آپ اس سے پانچ روپیہ مانگ لیتے ہیں اور حجام کے یہاں جا کر حجامت بنواتے ہیں وہاں سے آ کر گھر پر غسل کرتے ہیں۔ مسجد کے امام صاحب کو بلوا کر حضور قبلہ کا دیا ہوا شجرہ پڑھواتے ہیں فاتحہ کرواتے ہیں اور امام صاحب کو لے کر قبرستان جاتے ہیں اور ایک لکڑی لے کر نشان زمین پر لگاتے ہیں اور فرماتے ہیں، امام صاحب میرا قبر یہیں بنوایئے گا۔ راقم الحروف سے آٹھ بجے رات میں فون سے بات ہوتی ہے اور حضور قادری میاں کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ وہ ابھی کہاں ہیں۔ راقم الحروف نے جواب دیا کہ مجھے ان کا علم نہیں ہے، تقریباً ۹ بجے رات میں اپنی اہلیہ سے کہتے ہیں کہ گھر میں جو مرغی کا بچہ ہے ایک بچہ دروا سے نکل گیا ہے جا کر دیکھو وہ جب دیکھتی ہیں کہ کوئی بچہ دروا سے باہر نہیں ہے تو واپس آ کر کہتی ہیں کہاں کوئی بچہ نکلا ہے جواب نہ ملنے پر بار بار تکرار کرتی ہیں پھر بھی جواب نہ ملا تو بدن پر ہاتھ رکھ کر دیکھتی ہیں کہ روح نکل چکی ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اس طرح ان کی روح نکل گئی۔ ۹ بجے رات میں راقم الحروف کے پاس فون آیا کہ نظام الدین اشرفی کا انتقال ہو گیا ہے جنازہ کی نماز راقم الحروف کو پڑھانے کا شرف ملا۔

حضور اشرف الاولیاء کی کرامت

آقائی ومولائی سید ومرشدی حضور اشرف الاولیاء سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی رحمتہ اللہ علیہ راقم الحروف کا گذر سید مجاہد اشرف ابن سید منظر عالم صاحب اشرف چک سمری بختیار پور، ضلع سہرسہ کے یہاں ایک شب قیام کا موقع ملا۔ اس وقت سید صاحب کے یہاں دیبوا نام کا ایک نوکر رہتا تھا۔ اس کی عمر اس وقت ساٹھ سال کی رہی ہوگی وہ اپنی مادری زبان میں راقم الحروف سے گفتگو کرنے لگے۔ انداز گفتگو نہایت دلکش اور پیاری تھی اس لئے ان سے بار بار راقم الحروف کچھ نہ کچھ پوچھتا رہا۔ ماضی میں خاندان اشرفیہ کے بہت سے عظیم بزرگوں کی تشریف آوری اشرف چک میں ہوتی رہی ہے جیسے حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہ حضور مصطفےٰ میاں رحمتہ اللہ علیہ اور میرے پیر ومرشد حضور سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا گھر آگن کی طرح رہنا ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضور قبلہ نے اس علاقہ میں دو مدرسوں کا قیام فرمایا ایک مدرسہ قادریہ سربیلا ضلع سہرسہ، دوسرا مدرسہ غوثیہ سربیلا ضلع سہرسہ بہار۔ دوران گفتگو میں راقم الحروف نے دیبوا خادم سے دریافت کیا کہ اشرف چک میں کچھوچھہ شریف کے بزرگ ہمیشہ آتے رہے ہیں ان بزرگوں کے بارے میں آپ کچھ بتائیے۔ دیبوا خادم نے حضور اشرف الاولیاء کی زندگی کا ایک چمتکار تذکرہ کیا۔ برسات کا زمانہ تھا کچھوچھہ شریف سے میاں جی میرے مالک کے یہاں آئے۔ اس روز سے خوب پانی برسنے لگا، آندھی طوفان اور اسی میں موسلا دھار پانی اور بجلی کی کڑک کہ رہ رہ کر دل دھڑکتا تھا۔ کوسی ندی کا پانی چاروں طرف بہنے لگا آنے جانے کا راستہ بند ہوگیا، پانی میں راستہ کا ہی پتہ نہ ملتا تھا کہ کہاں پر کتنا گہرا ہے اور کتنا پانی ہے سیلاب کا پانی گھروں میں گھس آیا۔ اسی موقع سے میاں جی جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ مجھ کو بلا کر کہا گیا کہ حضرت جانا چاہتے ہیں بیل گاڑی کے اوپر سے

پردہ ڈالدو اور حضرت کو اسٹیشن پہنچادو۔ اتنا سننے کے بعد میرے سر پر ہزاروں من کا پتھر پڑ گیا اور مالک سے کہا کہ سرکار اتنا پانی ہے کہ راستہ نظر نہیں آتا ہے، ہم کیسے بیل گاڑی کو لے جائیں گے۔ ہم پانی میں ڈوب جائیں گے تو کوئی بات نہیں ہے مگر میاں جی ڈوب جائیں گے تو غضب ہو جائے گا۔ دیبا نوکر اپنے دیہاتی لب و لہجہ میں سمجھانے کی بہت کوشش کرتا ہے مگر میاں جی کی بات تھی۔ اسٹیشن گاڑی لے کر چلنا ہی تھا۔ گھر اور بستی کے بہت سے لوگوں نے نہ جانے کی اصلاح دی۔ آخر دیبا مجبور ہو کر بیل گاڑی پر پردہ ڈالا۔ توشک تکیہ لگایا اور دل ہی دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ پانی اتنا ہے کہ نہ بیل کا پتہ لگے گا نہ گاڑی کا پتہ لگے گا۔ نہ ہم لوگوں کا پتہ لگے گا۔ اور یہ توشک اور تکیہ کا بچھونا بچھایا جاتا ہے اس کا تو کسی کو پتہ ہی نہ چلے گا۔ بھگوان بھروسے منہ بند کر کے سب تماشہ دیکھ رہے تھے۔ میاں جی اپنے ہاتھ عصا لئے ہوئے دھیرے دھیرے بیل گاڑی کے قریب آئے اور گاڑی پر بیٹھ گئے۔ ہم اپنے ہاتھ میں دونوں بیل کا رسی پکڑ کر میاں جی کا نورانی چہرہ دیکھ رہے تھے۔ میاں جی نے سب سے پہلے مجھے تسلی دی اور کہا کہ گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اور وہ سب کی مدد کرتا ہے تم مت گھبراؤ اور گاڑی کو آگے بڑھاؤ۔ بقول دیبا نوکر اپنی زبان میں کہتا ہے کہ بیل کا دم پکڑ کر دھیرے سے گاڑی کو آگے بڑھایا۔ مارے ڈر کے ہماری آنکھیں بند ہو گئی۔ جب ہماری آنکھیں کھلی تو سامنے ریلے اسٹیشن تھا۔ بغور میاں جی کے چہرے کو دیکھنے لگا کبھی بیل کو کبھی گاڑی اور کبھی تو شک تکیہ کو غور سے دیکھنے لگا کہ بیل بھی ہے گاڑی بھی توشک بھی ہے، تکیہ بھی ہاتھ رکھ کر دیکھنے لگا کہ بھینگا تو نہیں ہے سب اپنی جگہ پر سلامت ہے یہ تھا میاں جی کا چمتکار آج تک میری سمجھ نہ آسکا یہ سب کیسے دیکھتے دیکھتے ہو گیا۔ جب پانی کم ہوا تو ہم کئی روز کے بعد گھر لوٹ کر آئے۔

حج کا فورم

بقول برادر طریقت جناب جان محمد اشرفی صاحب رحمتہ اللہ علیہ راقم الحروف کے غریب خانہ پر تشریف فرماں تھے۔ آپ فرماتے ہیں سیدی و مرشدی حضور اشرف الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ جناب الحاج محمد ہاشم اشرفی صاحب ٹکیہ پاڑہ کلکتہ کے یہاں قیام فرماں تھے۔ چند حضرات حضور قبلہ کی بارگاہ میں آئے اور اپنے عرض مدعا کو پیش کرنے لگے حضور ہم لوگ حج کا فورم بھر رہے ہیں آپ دعا فرما دیجئے کہ ان سال ہم لوگ حج کرلیں۔ حضور قبلہ نے سبھوں کے حق میں دعا فرمائی اور کہا کہ انشاء اللہ آپ لوگ ان سال ضرور حج کے لئے جائنگے۔ ابھی چند حضرات دعا لے کر حضرت کی بارگاہ سے گئے ہی تھے کہ چند حضرات اپنے ہاتھ میں حج کا فورم لے کر حضور قبلہ کے قریب آ گئے اور دعا کی درخواست پیش کی۔ حضور قبلہ ان لوگوں کی گفتگو سرنگوں ہو کر سنتے رہے اور خاموش رہے۔ جیسے کہ لب حضور قبلہ پر مہر لگ گئی ہو، وہ چند حضرات اپنی اپنی روداد سنا کر واپس لوٹ گئے۔ چند ہی روز کے بعد معلوم ہوا کہ حضور قبلہ نے جن حضرات کے لئے دعا فرمائی تھی ان لوگوں کے کاغذات کی مقبولیت سرکار سے مل گئی ہے اور جن حضرات کی گفتگو کو سن کر حضور قبلہ خاموش رہے ان کے کاغذات کی مقبولیت حج کے لئے نہیں ہوئی۔

معطر جسم

راقم الحروف نے سیدی و مرشدی حضور اشرف الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت سے فیض یاب ہو کر آپ کے دست اقدس پہ عطر کی خوشبو لگائی۔ حضور قبلہ کی نگاہ ناز میری جانب اٹھی اور فرماتے ہیں سعید مظہر عطر کی خوشبو مت لگانا۔ حضور قبلہ کی یہ بات سن کر میرے دل کی دنیا میں بہت

طرح کی بات پیدا ہونے لگی۔ شاید میرے ہاتھ ابھی اس لائق نہیں ہیں یا حضور قبلہ کو یہ عطر کی خوشبو پسند نہ ہو۔ یا جس عطر کو میں نے حضور قبلہ کے دست اقدس پہ لگایا ہے وہ پہلے بھی کسی کو لگا یا گیا ہو۔ یا بذات خود استعمال کیا ہوں۔ اس لئے حضور قبلہ نے منع فرمایا ہے اسی کش مکش میں ذہن الجھا رہا اور کئی دنوں تک اسی فکر میں مبتلا رہا، آخر ایک روز دل کا فیصلہ ملا، سوچ اور فکر میں رہنے کی کیا ضرورت ہے بلکہ ایک نئی شیشی عطر کی خرید کر رکھو اور جب حضور قبلہ کی زیارت ہوگی تو ان کی خدمت میں پیش کر دینا۔ بڑے ذوق شوق سے ایک عطر فروش کے یہاں گیا اور عطر فروش سے کہا کہ آپ اپنی پسند کا بہترین ایک شیشی عطر مجھے دیجئے۔ عطر فردوس کی خواہش اور کہنے پر ایک عطر کی شیشی خریدی اور دل ہی دل میں خوش تھا کہ اب حضور قبلہ کی زیارت کے لئے جاؤں گا تو یہ عطر کی شیشی آپ کو نذر پیش کروں گا۔ دیکھتے ہی دیکھتے انتظار کی گھڑی ختم ہوئی اور حضور قبلہ کی زیارت پیران پیر سعد اللہ پور مالدہ بنگال میں ہوئی۔ سلام دست بوسی قدم بوسی کے بعد راقم الحروف حضور قبلہ سے اتنا ضرور دریافت کرتا کہ حضور قبلہ آپ کی طبیعت کیسی ہے، پھر جیسا ہوتا ویسا حضور قبلہ کچھ نہ کچھ ضرور فرماتے، یا روداد سفر فرماتے یا مجھ سے ہی پوچھتے سعید مظہر کیسے ہو۔ راقم الحروف یہی کہتا حضور قبلہ آپ کے پیش نظر ہوں۔ اس وقت حضور قبلہ کے لب مبارک پہ ایک مسکراہٹ کی تصویر ابھر کر سامنے آئی جس سے دل میں ایسی مسرت ملتی کہ سوجانیں قربان ہو جائیں۔ غم کا پہاڑ ہو یا سفر کا تھکان یا نکاہت زیست سب کا سب کافور ہو جاتا۔ حضور قبلہ کبھی کبھی میرے گھر اور بستی والوں کی خیریت نام لے کر پوچھتے رہتے اسی حسین موقع کو دیکھتے ہوئے حضور قبلہ کی بارگاہ ناز میں عطر کی شیشی نذر کی۔ حضور قبلہ اپنے دست اقدس میں عطر کی شیشی لے کر کچھ دیر کے بعد فرماتے ہیں سعید مظہر تم اس عطر کو لگانا۔ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے عطر کی شیشی لی اور دست بوسی بھی کی، مگر ذہن وفکر موج دریا کی طرح لہریں

مارنے لگی۔ بہت سمجھانے کے بعد دل اس بات پر مطمعن ہوا کہ حضور قبلہ سخی ابن سخی گھرانے کے پروردہ ہیں اور اتنے فیاض ہیں کہ ایک مفلس مرید کو دیکھ کر فیض روحانی کے لئے عطا کئے ہیں۔ اس طرح متعدد بار عطر فروش کے یہاں سے بہتر عطر کی شیشی خریدی اور حضور قبلہ کو نذر کی، حضور قبلہ عطر کی شیشی کو قبول فرمالیتے اور سامنے بیٹھے عقیدت مند کو عطر کی شیشی عنایت کر دیتے۔ اس سخاوت کو دیکھ کر مجھے کبھی کبھی حیرت ہوتی اور افسوس بھی ہوتا کہ ہم نے عطر کی شیشی آپ کے استعمال کے لئے خریدی ہے مگر آپ دوسروں کو دے دیتے ہیں اور دوبارہ پھر آپ کے دست اقدس پہ لگا بھی نہیں سکتا تھا کہ آپ نے پہلے ہی مجھے منع کر دیا تھا۔ راقم الحروف رفتہ رفتہ فکر کی دنیا میں مبتلا ہوا۔ اور ایک مدت تک سرگرداں رہا۔ آخر دل کی دنیا میں ایک بات من جانب خدا آئی کہ حضور قبلہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے جو پسینہ نکلتا تھا اس سے ایسی خوشبو نکلتی تھی کہ اہل صحابہ خوشبو سے پتہ لگا لیتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس صحابی کے یہاں تشریف فرماں ہیں۔ حضور قبلہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے خوشبو کا استعمال نہیں کرتے ہیں کہ میرے جسم انور سے خود ہی خوشبو نکلتی ہے مجھے عطر کی کیا ضرورت ہے میرا جسم تو بذات خود معطر ہے۔ حضور قبلہ کی زیارت کا ذوق پھر ایک بار دل میں انگڑائی لینے لگی گھر سے کچھوچھہ مقدس کے لئے روانگی ہوئی۔ حضور قبلہ کے دولت کدہ پر حاضر خدمت ہوا، حضور قبلہ کی زیارت کا شرف ملا۔ سلام کے بعد جب دست بوسی کرنے لگا دست بوسی کے دوران آپ کے دست مقدس کو سونگھنے لگا۔ خدا کی قسم ایسی خوشبو مجھے ملی کہ زندگی بھر میں ایسی خوشبو کبھی نہیں ملی تھی اور آج تک اُسی خوشبو کا متلاشی ہوں۔۔ بے قرار دل کو قرار مل گیا اور دل ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مطمعن ہو گیا کہ حضور قبلہ کی ذات اقدس خوشبو ہی خوشبو ہے۔

روح نکل گئی

سیدی ومرشدی حضور اشرف الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ بھیرواستھان کے جلسہ میں خطاب فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ جلسہ گاہ کے متصل ہی مدرسہ اور ایک وسیع قبرستان ہے جس وقت میری تقریر شروع ہوئی جلسہ گاہ میں ایک دبلا پتلا شخص آکر ایک کیلے کے تھم سے اپنے آپ کو ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ بوسیدہ جسم پر لنگوٹی نما بوسیدہ کپڑے تھے اور سر پہ ایک گچھا ڈال رکھا تھا۔ بڑے سکون قلب کے ساتھ میری طرف متوجہ تھا اور میری تقریر کو اطمنان سے سماعت کر رہا تھا۔ قبرستان متصل ہونے کی وجہ کر میری تقریر موت پہ ہو رہی تھی۔ ٹھاٹھے مارتا ہوا جلسہ گاہ کا ہر فرد کیف وسرور کی مستی میں جھوم رہا تھا کبھی نعرۂ تکبیر کی صدائیں بلند ہوتی تو کبھی نعرۂ رسالت کی صدائیں بلند ہوتی رہی۔ فلک سگاف نعروں سے محفل میں نور ونکہت کی بارش ہو رہی تھی۔ اس کیف سرور کو دیکھ کر حضور قبلہ فرماتے ہیں صرف نعرہ لگانے سے کیا ہوگا دل میں اگر عشق مصطفےٰ ہو تو پھر ہے کوئی بات۔ کیلے کے تھم سے ٹیک لگا کر بیٹھنے والے شخص پہ آپ کی تقریر کا اثر ایسا غالب ہوا کہ بلند آواز سے ایک چیخ سبحان اللہ کی نکلی اور خاموش ہو گیا۔ جلسہ کے اختتام پر صلاۃ السلام پڑھنے کے لئے حاضرین جلسہ کھڑے ہوئے تو وہ دبلا پتلا شخص جس نے زور سے سبحان اللہ کہا تھا کیلے کے تھم سے ٹیک لگا کر بیٹھا رہا حضور قبلہ فرماتے ہیں وہاں کے لوگ عقیدہ میں اتنے پختہ ہوتے ہیں کہ اپنی مجلس میں غیر عقیدہ والوں کو دیکھ نہیں سکتے ہیں۔ اس لئے حاضرین جلسہ نے اس شخص کی بے ادبی دیکھ کر برداشت نہ کر سکے اور ایک نوجوان غصہ میں آکر بڑے زور سے ایک لات مارا، اور کہا ارے کم بخت تجھ کو اگر صلاۃ السلام نہ پڑھنا تو اس جلسہ میں کیوں آیا۔ یہاں سے باہر نکل جا مگر وہ دبلا پتلا آدمی اسی جگہ بیٹھا رہا۔ جب صلاۃ السلام ختم ہوئی تو حاضرین جلسہ اس آدمی کی طرف مخاطب ہوئے اور وہاں سے اس آدمی کو اٹھانے

کی کوشش کی مگر اس کا جسم ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ جس وقت اس آدمی نے بلند آواز سے سبحان اللہ سبحان اللہ کی چیخ نکلی تھی اسی وقت اس کی روح چیخ کے ساتھ نکل گئی تھی۔ ہر ایک آدمی ایک دوسرے سے پوچھتا وہ کون آدمی ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے کچھ لوگوں نے کہا کہ وہ آدمی آج ہی دھان کاٹنے کے لئے کٹیہار کے علاقہ سے آیا تھا اور اس کے ساتھ کسی دوسرے آدمی کو نہیں دیکھا ہوں صرف اس کو تنہا ہی آتے ہوئے دیکھا ہوں، گویا اس وقت اس کا کوئی وارث نہیں ہے۔ لاوارث ہونے کی وجہ کر اس مردے آدمی کو اسی جگہ لوگوں نے چھوڑ دیا یہ کہہ کر کے کل صبح ہوگی تو پھر دیکھا جائے گا۔ شاید کل کوئی بندہ اس کے جان پہچان کا آجائے۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں جلسہ گاہ میں جو روشنی کا اہتمام کیا گیا تھا میں پہلی دفع وہاں دیکھا کہ بانس کے بوڑے میں سوراخ کر کے اس میں سن کی بتی بنا کر ڈال دیتے ہیں اور پھر بانس کے بوڑے میں مٹی کا تیل ڈال کر اس کو روشن کرتے ہیں اس سے خوب روشنی ہوتی ہے اس مردے آدمی کے قریب ایک بانس کا بوڑا الاکر رکھ دیا جو رات بھر بھبھا کر کے جلتا رہا۔ سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے اور میرا قیام متصل مدرسہ میں ہی ہوا۔ مجھے جب بھوڑ میں استنجا کی حاجت معلوم ہوئی تو مدرسہ سے نکل کر باہر آیا۔ واللہ کیا دیکھتا ہوں کہ مردے آدمی کے قریب چاروں طرف سے بڑی بڑی سفید پگڑی باندھے ہوئے دست بستہ لوگ کھڑے ہیں اس منظر کو دیکھتے ہی میں مولوی اکمل حسین اشرفی (خلیفہ حضور اشرف الاولیاء) کو آواز دی۔ وہ فوراً ہی مدرسہ سے باہر نکل کر میرے قریب آئے جب وہ بھی اپنی سر کی نگاہوں سے یہ منظر دیکھا تو کچھ دیر کے لئے تعجب میں پڑ گئے۔ کبھی مجھے دیکھتے کبھی اس نورانی بزرگ کو دیکھتے اور دبی زبان سے سبحان اللہ کی ورد کرتے۔ بھوڑ کا وقت ہونے کی وجہ کر کچھ عورتیں بھی اپنی ضروریات کے لئے اپنے گھر سے باہر آگئیں تھیں ان لوگوں نے بھی جب اس نورانی بزرگوں کو دیکھا تو دیکھتے ہی رہ گئیں۔ دیکھتے ہی

دیکھتے صبح کی اذان چہار جانب سے گونجنے لگی اور وہ نورانی صورت والے بزرگ بھی آہستہ آہستہ ہم لوگوں کی نظروں سے بوجھل ہونے لگے۔ بعد نماز فجر اس بیچارے مزدور کے تجہیز تدفین کا انتظام شروع ہوا۔ مزدور ہونے کی وجہ کر قبرستان کے ایک کونے میں اس کو دفن کیا گیا۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں اس بیچارے مزدور کے قبر کے قریب سے آج تک کوئی ناپاک جانور نہیں گزرتا ہے آج بھی قبر کو دیکھنے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ یہ قبر اہل محبت کی قبر ہے دل میں عشق مصطفیٰ ہو تو پھر ہے کوئی بات۔

میرا غریب خانہ

﴾جمال یار نظر میں نگار ہو جائے　　فنا کے بعد بقا خوش گوار ہو جائے﴿

﴾تیری نگاہ اگر حق شناش ہو جائے　　خزاں کی فصل بھی فصل بہار ہو جائے﴿ مظہر۔

سیدی و مرشدی حضور اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی آمد خیر ربیع الاول کی آخری تاریخ میں راقم الحروف کے غریب خانہ شمبھو پٹی میں ہوئی۔ گرمی کا موسم ہے اور شام کا وقت ہے صحن مکان میں حضور قبلہ تشریف فرماں ہیں اور چہار جانب سے عقیدت مند حضرات نوارنی صورت کی زیارت سے فیض یاب ہو رہے ہیں ایک عرفانی نورانی محفل سجی ہے رموز حقیقت کا انکشاف فرمارہے ہیں۔ دوران گفتگو فرماتے ہیں اعظم گڑھ کے قریب ایک بزرگ لکر شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو حضرت مخدوم اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی ہیں ۔ حضور قبلہ نے ان کا اسم گرامی بھی بتایا تھا۔ مگر راقم الحروف کے ذہن سے ان کا نام نکل چکا ہے۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں وہ صاحب تصرف بزرگ ہیں۔ لکر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں کوئی پریشان حال جا کر منت مانگتا ہے اور وہاں سے چل کر حضرت مخدوم اشرف جہانگیر کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے اس کی منت پوری ہو جاتی ہے، یعنی دعا لکر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں مانگی جائے اور اس دعا کی تکمیل حضور مخدوم اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کی

بارگاہ میں ہو جاتی ہے اور ان کے بہت سے اوصاف وکمالات کا بھی ذکر فرمایا۔ رجب المرجب کے
چاند سے تین ماہ قبل حضور قبلہ نے اپنے عقیدت مندوں کے درمیان لکر شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر فرمایا
تھا۔ رجب المرجب کا چاند دیکھتے ہی عشاق خواجہ خواجگان سلطان الہند عطاء رسول غریب نواز کی
بارگاہ اجمیر شریف میں سیلاب کی طرح فیضان ظاہری و باطن سے فیض یاب ہونے کے لئے حاضر
بارگاہ ہوتے ہیں۔ ۱۹۸۸ء میں راقم الحروف کا سفر مہوا سے اجمیر شریف کے لئے بذریعہ بس ہوا۔
مہوا سے بس چلی اور پہلی زیارت سرکار سرہی رحمتہ اللہ علیہ کی ہوئی۔ وہاں سے فاتحہ پڑھ کر دس بجے
رات میں گاڑی چلی، کل ہو کر جمعہ کا دن تھا۔ عقیدت مندوں کا خیال تھا کہ نماز جمعہ کچھوچھہ شریف
میں پڑھی جائے گی لیکن رات ہونے کے وجہ کر بس غلط راستے پر چل پڑی اس لئے جمعہ کی نماز کے
لئے ایک عالی شان مسجد دیکھ کر ڈرائیور نے گاڑی روک دی اور کہا کہ یہیں جمعہ کی نماز پڑھ لی
جائے۔ مسجد دیکھ کر راقم الحروف کے دل میں کچھ خطرات نمودار ہونے لگے۔ قریب ہی میں ایک
ضعیف العمر بزرگ اپنی گمٹی کو بند کر رہے تھے، زائرین خواجہ کو دیکھ کر فرماتے ہیں اپنی مسجد یہ نہیں ہے
آپ لوگ ہمارے ساتھ چلئے بغل میں کچھ دوری پر سنیوں کی مسجد ہے اور یہ مسجد دیوبندیوں کی ہے
ہم وہیں نماز پڑھنے کے لئے جا رہے ہیں۔ ہم لوگ بھی ان کے ساتھ چل کر مسجد میں پہنچے۔ راقم
الحروف کو مسجد کی اول صف میں جگہ مل گئی۔ نماز سنت سے فارغ ہو کر جب مسجد کی دیوار پر نظر ایک
اشتہار پر پڑی۔ عرس حضرت لکر شاہ رحمتہ اللہ علیہ فوراً ہی میرے ذہن میں حضور قبلہ کی باتیں یاد آنے
لگی کہ شاید یہی بزرگ ہیں حضرت لکر شاہ رحمتہ اللہ علیہ جن کے بارے میں حضور قبلہ نے میرے
غریب خانہ پر فرمائے تھے۔ مگر ذہن وفکر میں بہت سی باتیں گردش کرنے لگی کہ اشتہار ایک جگہ سے
دوسری جگہ تیسری ایک شہر سے دوسرے شہر ایک ضلع سے دوسرے ضلع تیسرے ضلع یہاں تک کہ ایک

صوبہ سے دوسرے اور تیسرے صوبہ تک عقیدت مند اشتہار کو تبرک سمجھ کر لے جاتے ہیں۔ آخر دل نے یہ فیصلہ کیا کہ بعد نماز جمعہ امام صاحب سے دریافت کرینگے۔ صلاۃ السلام پڑھنے کے بعد سب لوگ امام صاحب سے مصافحہ کررہے تھے تو راقم الحروف نے بھی سلام کے بعد مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اوران کے دست کو اپنے دست کی گرفت میں لے کر دریافت کیا امام صاحب مجھے یہ بتائیے کہ حضرت لکر شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار شریف کہاں ہے امام صاحب فرماتے ہیں آپ اس راستے سے چلے جائیے بہت ہی قریب میں ان کا مزار شریف ہے۔ ہم لوگ پوچھتے پوچھتے مزار مقدس تک پہنچے۔ جس طرح حضرت مخدوم اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ میں چھوٹا دروازہ ہے اُس سے بھی چھوٹا دروازہ لکر شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ پر ہے ہم لوگ دل اور سر جھکا کر آستانے کے اندر زیارت کے لئے داخل ہوئے۔ فاتحہ پڑھی گئی۔ قدم بوسی ہوئی اور دل ہی دل میں حضور اشرف الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی روشن ضمیری دستگیری کا خیال ہمہ وقت دل کو گرم رکھتی رہی اور ذہن کو معطر رکھتی ہے کہ آتے وقت کی نشاندہی تین ماہ قبل ہی فرمادی تھی حضور قبلہ نے۔

حضور قبلہ کا بیعت کرنا

برادر طریقت جناب وحیدالدین اشرفی منصور پور چک سکندر، ویشالی بہار کے رہنے والے ہیں اور حضور سرکار کلاں سید شاہ مختار اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ حضور قبلہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو برادر طریقت جناب وحیدالدین اشرفی صاحب نے اپنے دولت کدہ پر دعوت دیکر چند لوگوں کو مرید کرانے کے لئے لے گئے۔ صبح کا وقت ہے موسم بالکل سرد ہے اس کے باوجود بھی حضور قبلہ وہاں تشریف لے گئے۔ عورتوں کو مرید کرنے کے لئے بھائی وحیدالدین اشرفی صاحب نے حضور قبلہ کو گھر کے اندر لے گئے اور گھر کے آنگن میں تمام عورتوں کو ایک

جگہ زانو بہ زانو ہوکر بیٹھایا۔ اس موقعہ سے بھائی وحیدالدین صاحب اشرفی نے اپنے گھر میں رکھی ہوئی نئی چادر لا کر سبھوں کے ہاتھوں میں پکڑانا چاہتے تھے کی حضور قبلہ نے بھائی وحیدالدین اشرفی سے فرمایا کہ سعید مظہر کو بلا کر لائیں۔ بھائی وحیدالدین دوڑے ہوئے گھر سے دروازہ پر آئے اور راقم الحروف سے کہتے ہیں کہ حضور قبلہ آپ کو اندر بلا رہے ہیں میں فوراً گھر کے آنگن میں داخل ہوا اور حضور قبلہ کے قریب جا کھڑا ہوا۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں سعید مظہر اپنی چادر اور اپنا رومال ان عورتوں کے ہاتھ میں پکڑا دو۔ میں نے فوراً حکم کی تعمیل کی پھر حضور قبلہ نے سبھوں کو سلسلہ میں داخل فرمایا۔ اس وقت راقم الحروف کو خلافت بھی نہ ملی تھی۔ حضور قبلہ راقم الحروف کے غریب خانہ تشریف لائے اور ایک روز قیام فرماں کر پٹنہ سے ٹرین پکڑ کر ہزاری باغ ضلع جھارکھنڈ میں غالباً برادر طریقت محترم جناب جان محمد اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تشریف لے جانے والے تھے، راقم الحروف حضور قبلہ کے ہمراہ پٹنہ جنکشن تک گیا۔ پٹنہ جنکشن سے پسینجر ٹرین جو گیا جاتی تھی تقریباً دس بجے دن میں حضور قبلہ کو ٹرین کی بوگی میں ایک طرف سنگل سیٹ میں جگہ لے کر بیٹھایا۔ حضور قبلہ اطمنان سے بیٹھ گئے۔ ٹرین کھلنے میں تاخیر تھی اس وقت میرے ذہن میں ایک بات آئی اور اس کا اظہار حضور قبلہ کو اپنی دبی زبان میں کر دیا۔ حضور قبلہ عرس مخدومی کے موقع سے بہت سے میرے پیر بھائی شجرہ شریف مانگتے ہیں مگر خانقاہ میں نہ ہونے کی وجہ کر وہ لوگ مایوس ہوکر خاموش ہو جاتے ہیں اگر آپ کا حکم مل جاتا تو کچھ شجرہ شریف چھپوا کر کچھوچھہ مقدسہ پہنچا دیتا۔ حضور قبلہ میری بات کو سن کر کچھ دیر خاموش رہے اور مسکراتے ہوئے فرماتے ہیں اچھا ٹھیک ہے، تھوڑی دیر کے بعد ٹرین پٹنہ جنکشن سے کھلی۔ اشکبار آنکھوں سے اپنے آقا کو رخصت کیا اور پریس والے کے یہاں آ کر ایک ہزار شجرہ شریف کا اوڈر دیا۔ پھر اس شجرہ شریف کو عرس حضور مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے موقع سے حضور قبلہ کی خانقاہ معلی میں لا کر رکھ دیا۔ اس وقت راقم الحروف کو خلافت بھی نہیں ملی تھی۔

شہر بلیا، یوپی

سیدی ومرشدی حضور اشرف الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی تشریف آوری راقم الحروف کے غریب خانہ شمبھو پٹی میں ہوئی۔ شمبھو پٹی سے حضور قبلہ کو کچھوچھہ شریف جانا تھا۔ پانچ بجے شام میں ایک پینجر ٹرین چھپرہ جنکشن سے شاہ گنج تک جاتی تھی۔ حضور قبلہ کی خدمت کے لئے راقم الحروف بھی آپ کے ہمراہ ہوگیا۔ چھپرہ جنکشن سے پینجر ٹرین جب بلیا ریلوے اسٹیشن پہنچی، کسی وجہ کر بلیا اسٹیشن پر ہی ٹرین بہت دیر تک رکی رہی۔ حضور قبلہ فرماتے ہیں سعید مظہر پلیٹ فورم سے دکھن جانب باہر نکلو۔ باہر نکلنے کے بعد ایک مین روڈ ہے جو پورب سے پچھّم کی طرف جاتی ہے کچھ دور پچھّم جانب جاکر روڈ سے دکھن جانب دیکھنا ایک اشرفی کلینک ہے اس میں فلاں نام کے ڈاکٹر بیٹھتے ہیں جاکر ذرا دیکھو وہ کلینک کھلی ہوئی ہے۔ راقم الحروف حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ریلوے اسٹیشن کے باہر آیا روڈ پر آکر پچھّم جانب بڑھا، رات اندھیری ہونے کی وجہ کر ڈر کا بھی احساس ہو رہا تھا۔ اندھیری رات میں راہ گیر چل رہے تھے مگر پوچھنے کی ہمت نہ ہو رہی تھی اندھیری رات میں راستہ بمشکل نظر آرہا تھا اور اشرفی کلینک یا کوئی دوسرے بورڈ کا اتا پتہ کہاں تک ملتا۔ کچھ دیر راستے پر ہی بھٹکتا رہا۔ تمام دکانیں بند تھیں اس لئے مایوس ہوکر حضرت کی بارگاہ میں آکر سب کچھ کہہ سنایا مگر حضور قبلہ خاموشی سے میری بات سنتے رہے اور کوئی جواب نہ ملا۔ راقم الحروف بھی خاموش ہوکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ اب کبھی کبھی بلیا کا سفر ہوتا ہے تو وہ گھڑی یاد آتی ہے کہ کبھی رات کے اندھیرے میں اشرفی کلینک ڈھنڈنے کو کہا جاتا تھا اور اب دن کے اجالے میں ہو یا رات کے اندھیرے میں اشرفی خادم کو ڈھونڈھا جاتا ہے۔ سب حضور قبلہ کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

ناگپور سے کچھوچھہ شریف

راقم الحروف شہر ناگپور مہاراسٹرا حضور تاج الالیاء حضرت تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ ناز میں بغرض زیارت حاضر ہوا گل پوشی اور فاتحہ کے بعد ذہن وفکر میں حضور اشرف الاولیاء کی یاد تازہ ہوئی۔اس طرح اضطرابی کیفیت ہوئی کہ ناگپور سے ٹرین پکڑ کر بنارس آیا اور بنارس سے اعظم گڑھ بس سے آیا اور اعظم گڑھ سے بسکھاڑی اور بسکھاڑی سے حضور قبلہ کے در دولت پر حاضر ہوا۔بہن غوثیہ دروازہ پر آئیں۔اس وقت ان کی عمر ۸ سے ۹ سال کی رہی ہوگی۔راقم الحروف نے حضور قبلہ کے متعلق دریافت کیا کہ حضور قبلہ گھر میں ہیں۔جواب ملا کہ ہاں ہیں اور فوراً گھر کے اندر داخل ہوگئیں اور ناشتہ لے کر باہر آئیں اور حکم ہوا کہ ناشتہ کر لیجئے۔ہم نے کہا کہ جب تک حضور قبلہ کی زیارت نہیں ہوگی اس وقت تک ناشتہ نہیں کروں گا۔ہماری بات ابھی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ حضور قبلہ تشریف لائے جب ان کی نورانی چہرہ نورانی ٹوپی اور نورانی جسم پر نظر پڑی تو سنجیدہ ہوگیا۔دست بوسی وقدم بوسی کر ہی رہا تھا کہ حکم ہوتا ہے سعید مظہر پہلے ناشتہ کرلو،اور حضور قبلہ گھر میں داخل ہوگئے ادھر حضور قبلہ کے ہر دل عزیز خادم پیر بھائی بھی آگئے۔حضور قبلہ کے حکم پر سامنے والی کوٹھری (روم) میں چار پائی بچھائی گئی بستر لگایا گیا۔راقم الحروف نے پیرو بھائی سے کہا میرے لئے صرف ایک چٹائی لا کر دے دیں وہ فوراً ایک چٹائی لا کر بچھادی،اور ناشتہ کے لئے راقم الحروف نے پیر بھائی سے کہا آئیے پیر بھائی ہم دونوں بھائی مل کر ناشتہ کریں مگر پیرو بھائی نے کہا ہم شکم سیر ہیں۔آپ کر لیجئے حضور قبلہ فوراً ہی تشریف لائے اور چار پائی پر بیٹھ گئے پھر پوچھتے ہیں سعید مظہر کہاں سے آرہے ہو۔حضور قبلہ ناگپور سے آرہا ہوں تاج الاولیاء کی بارگاہ سے۔پھر حضور قبلہ چار پائی پر لیٹ گئے راقم الحروف خدمت میں لگ گیا کچھ دیر تک ادھر اُدھر کی بات پوچھتے رہے فلاں کیسے ہیں

فلاں کیسے ہیں پھر اپنے سفر کا مختصر تذکرہ فرمایا۔ پھر راقم الحروف سے فرماتے ہیں سعید مظہر اب تک کتنا مرید کیا ہے اس وقت میری زبان گونگی ہوگئی اور آنکھوں میں اشک رواں ہوا۔ زبان سے بات ہی نہیں نکل رہی تھی پھر حضور قبلہ کا ارشاد گرامی ہوتا ہے سعید مظہر بتاؤ اب تک کتنا مرید کیا ہے بڑی مشکل سے ہچکیوں کے ساتھ منہ سے آواز نکلتی ہے حضور قبلہ میرے دل کا ارادہ یہ ہے کہ جب تک آپ ظاہری زندگی میں ہیں غلام کی ہمت نہیں کہ اس کے بارے میں کچھ سوچ بھی سکے، میری بات سنتے ہی حضور قبلہ چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور اونچی آواز میں فرماتے ہیں سعید مظہر بتاؤ خلافت کس لئے دی جاتی ہے خلافت کے کیا معنی ہیں خلیفہ کس لئے بنایا جاتا ہے اس کے بعد ہی حضور قبلہ کی آواز میں نرمی اور محبت تھی۔ سعید مظہر سلسلہ کو بڑھاؤ پھیلاؤ اور کچھ دیر تک حضور قبلہ اپنے روحی اولاد کو سمجھاتے رہے یہ حقیر خدمت میں لگا رہا اور خاموشی سے سرخم تسلیم ہاں ہوں جی جی کرتا رہا۔ یہ تھی حضور قبلہ کی شفقت مجھ جیسے ناکارہ مرید پر آج بھی حضور قبلہ کی یاد تازہ ہے۔

خلافت کی پگڑی

محرم الحرام کی ۲۷، تاریخ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۸۸ء کا مبارک دن ہے صبح سے ہی کچھوچھہ مقدس کی سرزمین پر ہر گلی ہر کوچے میں زائرین حضور مخدوم اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ عرس کی تقریب سعید میں بغرض زیارت سے فیض یاب ہونے کے لئے تشریف فرماں ہیں ہر چہار جانب دھوم دھام ہے سیدی و مرشدی حضور اشرف الاولیاء سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں صبح سے ہی ایک منزل کی چھت پہ قران مجید کی تلاوت ہو رہی ہے محفل پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا آغاز ہوتا ہے نعتیہ کلام و منقبت کے اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ حضور قبلہ کی خطاب نایاب ہوتی ہے محفل مقدس میں خانوادہ اشرفیہ کی عظیم شخصیتیں تشریف فرماں ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ حضرت

مجاہد دوراں علامہ سید شاہ مظفر حسین اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ و حضور اشرف العلماء سید شاہ حامد اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی موجودگی میں ایک طشت میں مختلف رنگ کی چار پگڑیاں لاکر رکھی جاتی ہے، راقم الحروف اس وقت پورب جانب دیوار کے ایک کونے میں بیٹھ کر حضور قبلہ کے رخ منور کی زیارت میں مصروف ہے۔ اچانک حضور قبلہ کی نگاہ اوپر کی جانب اٹھی اور مجھ حقیر پر پڑتی ہے۔ نگاہِ لطف کرم کے اشارے سے قریب بلاتے ہیں، راقم الحروف فوراً اپنی جگہ سے چل کر چبوترے کے قریب آکر مؤدب ہوکر کھڑا ہوگیا۔ حضور قبلہ نے فرمایا اوپر چلے آؤ۔ میں ایک طرف جاکر بیٹھ گیا۔ عید میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پروگرام پورے اپنے شباب پہ ہے ہر شخص اپنے آپ میں مست ہے نور و نکہت میں ڈوبی ہوئی بزم میں رونق ہی رونق ہے، اس مبارک گھڑی میں اعلان خلافت ہوتا ہے، راقم الحروف دل ہی دل میں اس سوچ میں گرفت ہے کہ ہری رنگ کی پگڑی کاش مجھے عطا ہوتی۔ حضور قبلہ اپنے دست اقدس میں ایک پگڑی لیتے ہیں اور نام کا اعلان کرتے ہیں وہ بندہ حق حاضر ہوتا ہے اس کا تعارف کراتے ہیں اور ایک پگڑی حضور مجاہد دوراں کے دست مبارک میں دیتے ہیں، اور حضور مجاہد دوراں یکے بعد سب کے سر پہ خلافت کی پگڑی باندھتے ہیں۔ راقم الحروف کے دلی خواہش کے مطابق حضور قبلہ نے بڑی پگڑی مجھے عطا فرمایا۔ اس مبارک گھڑی میں چار اشخاص کے سر پہ خلافت کی پگڑی حضور مجاہد دوداں کے دست اقدس سے باندھی گئی۔

حضور سید شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں رحمت اللہ علیہ کچھو چھہ مقدس آخری اور چوتھا حج ۱۳۵۴ھ میں کیا جب حج کے ارادے سے اپنے در دولت سے روانہ ہونے والے تھے۔ عین اسی وقت راقم الحروف کے پیرو مرشد حضور اشرف الاولیاء سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمت اللہ علیہ اپنے شفیق دادا حضور سید شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں رحمت اللہ علیہ کی جدائی دیکھ کر ان کے قدم ناز سے لپٹ کر زار و قطار رونے لگے۔ دادا حضور ہم بھی آپ کے ساتھ سفر حج کے لئے جائیں گے۔ اس وقت حضور اشرف الاولیاء رحمت اللہ علیہ کی عمر شریف تقریباً آٹھ سال کی تھی۔ حضور اشرفی میاں رحمت اللہ علیہ نے شفقت سے سر پہ ہاتھ رکھا تسلی دی اور بہت ساری دعاؤں سے نوازہ، مگر حضور اشرف الاولیاء اپنی ضد پہ آمادہ رہے ہم بھی آپ کے ساتھ جائیں گے۔ حضور اشرفی میاں رحمت اللہ علیہ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے اور فرماتے ہیں بابو مجتبیٰ اشرف میرا یہ آخری حج ہے اور تم چھ دفع مکہ مکرمہ سے مدینہ شریف اور مدینہ شریف مکہ مکرمہ جاؤ گے۔ صبر سے رہئے اور مجھے خوشی خوشی جانے دیجئے۔ اور آپ تسلسل کے ساتھ ذکر فاس انفاس کرتے رہئے۔ حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمت اللہ علیہ تسلی دیکر حج کے لئے روانہ ہوئے۔

جب حضور اشرف الاولیاء ۱۹۵۲ء میں اپنے والد گرامی حضور سید شاہ مولانا مصطفیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمت اللہ علیہ کے ہمراہ بمبئی کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ کے ایک مرید خاص جو گجرات کے رہنے والے تھے ان کے ساتھ حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ کو حج کے لئے بمبئی سے پانی والی جہاز سے روانہ ہونے والے تھے اس وقت رئیس گجرات نے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے حضور اشرف الاولیاء سے کہنے لگے کہ آپ بھی سفر حج کے لئے چلتے تو بہت ہی بہتر ہوتا۔ حضور اشرف الاولیاء خاموشی سے رئیس گجرات کی بات سنتے رہے اور کوئی جواب

نہ دیا۔ رئیس گجرات حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ کی طرف مخاطب ہوکر عاجزی کرنے لگے۔ رئیس گجرات کی انکساری دیکھ کر حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ نے حضور اشرف الاولیاء کو چلنے کی اجازت دی۔ والد محترم کے کہنے پر حضور اشرف الاولیاء بھی راضی ہو گئے۔ رئیس گجرات حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ اور حضور اشرف الاولیاء کو ساتھ لے کر پانی والا جہاز میں سوار ہوئے اور مناسب جگہ پر تشریف فرماں ہوئے۔ رئیس گجرات کا خادم اپنے سر پر سامان رکھ کر جب پانی والا جہاز پر سوار ہو رہا تھا کہ اچانک ایک ٹھیس پیر میں لگی اور سر کے اوپر رکھی اٹیچی فصل کر پانی میں جا گری اور ایک زوردار آواز ہوئی۔ اٹیچی گر گئی نکالو نکالو۔ انتھک کوشش کے بعد اٹیچی پانی سے نہیں نکل سکی اٹیچی کے ڈوبنے کی خبر جب رئیس گجرات کو ملی تو شدید روتا پیٹتا ہوا اپنے پیر و مرشد کی بارگاہ میں پہنچا اور فریاد کرنے لگا۔ حضور میں لٹ گیا۔ زادراہ کے لئے جو رقم رکھی تھی وہ رقم اٹیچی میں ہی تھی اور وہ اٹیچی سمندر میں غرق آب ہو گئی۔ ہائے اب کیا کروں۔ حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ نے صبر کی تلقین کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی تھی اس لئے بندہ کے لئے ضروری ہے کہ ہر حال میں اپنے رب کا شکر گذار بندہ بنے اور آپ صبر کریں۔ رو پیٹ کر رئیس گجرات خاموش ہو گئے اور اپنے سفر پہ آمادہ رہے۔ کئی ہفتوں کے بعد پانی والا جہاز جدہ بندرگاہ پہنچا تمام زائرین حرم جہاز سے اوتر کر جدہ کی مقدس زمین پر کھلی ہوا میں اپنا بستر لگا کر آرام فرمانے لگے۔ مسلسل جہاز میں رہنے کی وجہ کر نقاہت ہونے لگی تھی۔ کچھ حضرات جدہ کی مقدس فضا میں سمندر کی لہروں کا دلکش نظارہ دیکھ رہے تھے۔ رئیس گجرات کی خواہش پر حضور اشرف الاولیاء تفریح کے لئے سمندر کے کنارے ٹھنڈی فضا اور طلاطم کو دیکھتے ہوئے قدم مبارک کو آگے بڑھا رہے تھے۔ رئیس گجرات نے کہا حضرت آپ کچھ دیر یہاں قیام رکھیں مجھے بیت الخلا کی حاجت محسوس ہو رہی ہے، اتنا کہکر رئیس گجرات رفع حاجت کے

لئے سنسان جگہ کی تلاش میں آگے بڑھ گئے۔ جب بیت الخلا سے فارغ ہوکر سمندر کے پانی سے پاکی حاصل کررہے تھے تو اچانک ان کی نگاہ سمندر کے ہچکولے میں ان کو ایک اٹیچی اوب ڈوب کرتی نظر آئی۔ ذہن وفکر میں ایک حرارت پیدا ہوئی اور آگے پیچھے بغیر سوچے سمجھے سمندر میں چھلانگ لگادی۔ تیرتے ہوئے کسی طرح سے اپنی اٹیچی کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اب ان کی مسرتوں کا عالم یہ تھا کہ جھومتے ہوئے اپنی اٹیچی سر پر رکھے ہوئے حضرت اشرف الاولیاء کے قریب آئے اور قرت مسرت سے کہنے لگے حضور دیکھئے یہی اٹیچی ہے جو سرزمین بمبئی بندرگاہ میں سمندر میں گرگئی تھی اور سمندر کی لہروں میں ہچکولے کھارہی تھی۔ میں نے سمندر میں چھلانگ لگادی اور اپنی اٹیچی نکال لایا ہوں۔ حضور اشرف الاولیاء اور رئیس گجرات جب حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ کے قریب آئے اور اپنی کامیابی کی مسرتوں کا اظہار کررہے تھے تو حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ نے رئیس گجرات کو مخاطب کرکے فرمایا اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ آپ کی اٹیچی جو بمبئی بندرگاہ میں سمندر میں گرگئی تھی مل گئی۔ مگر آپ بھینگ کیسے گئے۔ رئیس گجرات نے کہا حضور سمندر کی لہر میں اٹیچی غوطہ کھارہی تھی میں نے سمندر میں چھلانگ لگادی اور اٹیچی کو پکڑ کر سمندر سے باہر آیا۔ حضرت مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں رئیس گجرات تو کتنا بے صبر ہوگیا ہے کہ جب تمہاری اٹیچی بمبئی سے جدہ آسکتی ہے تو کیا کنارے پہ نہیں آسکتی تھی۔ تھوڑا اور صبر کرلیا ہوتا تو تمہارا نام بھی صابروں میں ہوجاتا۔ اور پھر تمہاری اٹیچی سمندر کے کنارے آکر تمہارا انتظار کرتی۔ حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ حضور اشرف الاولیاء اور رئیس گجرات حج بیت اللہ کے ارکان سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کررہے تھے۔ اسی درمیان میں حضور اشرف الاولیاء رحمت اللہ علیہ مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے ایک غیبی آواز نے آپ

کے بڑھتے ہوئے قدم کو روک دیا۔ سید مجتبیٰ اشرف الھند آپ کی نگاہیں منتظر تھیں کہ کس نے مجھے آواز دی ہے جب آواز دینے والے کی شناخت نہ ہو سکی تو پھر آگے قدم بڑھانے کا ارادہ فرمایا، پھر وہی غیبی آواز ملی، سید مجتبیٰ اشرف الھند آپ نگاہیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگے مگر پہچان نہ ہو سکی۔ تھوڑی دیر خاموشی کے بعد پھر آواز ملتی ہے سید مجتبیٰ اشرف آپ کی نگاہیں دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے ایک مجذوب بزرگ پر پڑی اور انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے قریب بلایا۔ حضور اشرف الاولیاء رحمت اللہ علیہ جب قریب پہنچے اور ان کے روئے زیبا کی زیارت کی۔ مجذوب بزرگ عربی زبان میں فرماتے ہیں سید مجتبیٰ اشرف ہندوستان سے مکہ مدینہ اور مکہ مدینہ سے ہندوستان چھ دفعہ آؤ گے اور جاؤ گے۔ حضور اشرف الاولیاء رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں مجذوب بزرگ کی بات سنتے ہی مجھے اپنے عہد طفلی کی وہ بات یاد آئی۔ جب میرے دادا حضور سید شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں رحمت اللہ علیہ حج کے لئے روانہ ہونے والے تھے تو میری اضطرابی کیفیت کو دیکھ کر دادا حضور نے فرمایا تھا یہ میرا آخری حج ہے اور تم مجتبیٰ اشرف ہندوستان سے مکہ مدینہ اور مکہ مدینہ سے ہندوستان چھ بار جاؤ گے اور آؤ گے۔ یہ تھی حضور اعلیٰ حضرت سید شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں رحمت اللہ علیہ کی روشن ضمیری جس کی گواہی مجذوب بزرگ نے مدینہ منورہ میں دی۔ خاک پائے اشرف الاولیاء۔

صوفی سعید مظہر اشرفی، شمبھو پٹی، حاجی پور، ویشالی بہار، الھند۔

حضور اشرف الاولیاء کے خطوط
کتاب اشرف الاولیاء حیات و خدمات

حرف آغاز (از مؤلف)

15
INDIA
FAIZABAD
SARAN
MAIL
PIN

10

जवाबी
REPLY
15
भारत
INDIA
To,
Janab Sofi Mo. Saeed Sb.
MAZHAR
Ram Ashish More
Hajipur
Waishali Bihar
पिन PIN

برصغیر ہندوپاک میں سلاسل اربعہ، قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ کی سینکڑوں کی تعداد میں ایسی خانقاہ ہیں آج بھی موجود ہیں جو دینی، ملی، سماجی اور سماجی اور معاشرتی خدمات انجام دینے میں شب وروز مصروف ہیں جہاں شریعت وطریقت کے پیغامات، صوفیائے کرام کی تعلیمات اور اولیاء کرام کی ہدایات کو عام کیا جاتا ہے۔ تزکیہ نفس، تصفیہ قلب، ریاضت ومجاہدہ کا خصوصی اہتمام اور اسرار ومعارف کا دلنشیں بیان ہوتا ہے اور سسکتی انسانیت کی روح کو تازگی وتابندگی ملتی ہے انہیں ایمان افروز خانقاہوں میں سرزمین ہند کچھوچھہ مقدسہ کا نام بھی آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

جہاں سات سو سال قبل کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی جب سلطان التارکین غوب العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے قدم میمنت سے شرف لزوم بخشا تو کفر کی تاریکی دور ہوئی اور آپکے قدم مبارک کی برکت سے یہ زمین علم وادب اور رشد ہدایت کا مینارۂ نور بن گئی۔ جسکی ضیابار کرنوں سے بیشمار تریک دلوں کو روشنی ملی جس کے ہرزاویہ سے علم وحکمت کی شعائیں نکلیں جس نے ایسی مخدوم الآفاق ہستیوں کو جنم دیا جو عشق ومحبت کی نگاہوں کا مرکز تھیں۔ ملت اسلامیہ کو ایسے ایسے روحانی فرزند عطا کئے جنہوں نے فضل وعطا کے موتی بکھیرے روحانی عظمت کے پرچم لہرائے۔ علوم ظاہری وباطنی کے دریا بہائے اور کڑوروں گم گشتگان معرفت کو ایقان وعرفان کی دولت عطا کی۔

ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی، شیخ عبدالقدوس گنگوہی، مجددالف ثانی، علامہ ابن عابدین شامی، مولانا عبدالعلی فرنگی محلی، علامہ فضل حق خیرآبادی، علامہ فضل رسول بدایونی، جلالتہ العلم حافظ ملت علامہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی، صدرالافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی، مفتی احمد یارخان نعیمی، استاذ العلماء عبدالرشید ناگپوری، مفتی اعظم پاکستان سید ابوالبرکات، مفتی

عبدالعزیز خان فتحپوری، صدر العلماء علامہ غلام جیلانی میرٹھی، امین شریعت مفتی رفاقت حسین مظفر پوری، مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمان اڑیسوی، مفتی حبیب اللہ بھا گلپوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، یہ تمام حضرات اسی خرمن علم وعرفان کے خوشہ چیں، در مخدوم سے وابستہ و پیوستہ اور اسی دربار اشرف کے فیض یافتہ ہیں۔ (المناک واقعات، ص:۱۹۳)

اسی کچھوچھہ مقدسہ اور خانوادۂ اشرفیہ کی عظیم ہستیوں میں زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، متبع شریعت وطریقت، آفتاب رشد وہدایت، تاجدار اہلسنت، صاحب فیض وکرامت، بانی مدارس کثیرہ، عالم ربانی، نبیرۂ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں، اشرف الاولیاء، حضرت علامہ الحاج سید شاہ ابوالفتح محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ النورانی کی ذات والا صفات بھی ہے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات کا شماران نفوش قدسیہ اور ولی کامل میں ہوتا ہے جو کتابیں تحریر نہیں کرتیں بلکہ تادم آخران کی زندگی عوام کے لئے ایک کھلی کتاب ہوا کرتی ہے، جو اپنی یادگار میں قلمی کتابیں نہیں عملی کتابیں قوم مسلم کے حوالہ کر جاتی ہیں۔ جن کے نقوش پا آنے والی قوم نسل کے لئے مشعل راہ ثابت ہوتے ہیں، جو اپنے لیے نہیں بلکہ صرف اور صرف قوم وملت کی ہدایت کے لیے جیتے ہیں، جو ملت و قوم کا سہارا اور رشد ہدایت کا روشن مینارہ ہوتی ہیں، جو روحانی کمالات اور علمی وعملی خوبیوں سے سرشار ہوتی ہیں، جن کو نہ جاہ وحشمت کی تمنا ہوتی ہے نہ ہی زر وجواہر کی پرواہ، یہ ایسے لوگ ہیں جن کے بارے میں بزرگوں کا ارشاد ہے: ''یہ حضرات دیندار نہیں بلکہ چلتا پھرتا دین ہیں، جنہیں دیکھ کر اور جنکی اتباع کر کے لوگ دیندار بنتے ہیں اور بنتے رہینگے''۔

حضور اشرف الاولیاء راسخ الاعتقاد مرد مومن، اکابرین سلف کی سیرت وصورت کے پیکر جمیل، اور اولیاء کرام وصوفیاء عظام کی عنایتوں کے فیضان کا جلوۂ زیبا غوث اعظم کی نگاہ الطاف کا

سرچشمہ، خواجہ ہند کے اقتدار کے وارث، سید جلال الدین تبریزی کے خوابوں کی زندہ تعبیر، آئینہ ہند حضور اخی سراج کی امنگوں کا ماحصل، شیخ علاء الحق پنڈوی کے تصوفانہ صفات کی اعلی تفسیر، غوث العالم مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کی ولایت کا دلکش نمونہ اور ہم شبیہ غوث الثقلین مجدد سلسلہ اشرفیہ اعلی حضرت اشرفی میاں کی عملی تفسیر تھے۔

ختم شد

سلسلہ نسب حضور اشرف الاولیاء

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمتہ والرضوان کا سلسلہ نسب اڑتیس واسطوں سے رسول ﷺ تک پہونچتا ہے جس کا اجمالی خاکہ حسب ذیل ہے:

اشرف الاولیاء بدر الفتح سید محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی بن سید مصطفیٰ اشرف بن سید محمد علی حسین المعروف بہ اشرفی میاں بن سید سعادت علی بن سید قلندر علی بن سید تراب علی بن سید نواز اشرف بن سید محمد غوث بن سید جمال الدین بن سید عزیز الرحمان بن سید محمد عثمان بن سید ابوالفتح زندہ پیر بن سید محمد اشرف بن سید محمد حسن اشرف بن سید عبد الرزاق نور العین بن سید عبد الغفور حسن بن سید ابوالعباس احمد بن سید بدرالدین حسن بن سید علاء الدین بن سید شمس الدین بن سید سیف الدین بن سید ظہیر الدین بن سید ابونصر بن سید ابوصالح عماد الدین بن سید ابوبکر عبد الرزاق بن سید محی الدین عبد القادر جیلانی بن سید ابوصالح موسیٰ جنگی بن سید ابوعبد اللہ بن سید یحیٰ زاہد بن سید محمد بن سید ابوداؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبد اللہ ثانی بن سید موسیٰ بن سید عبد اللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سید حسن مجتبیٰ بن سیدہ فاطمۃ الزہرا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حلیہ مبارک

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان کا نقش سراپا یہ ہے:

وجیہ و شکیل دراز قد، سینکڑوں میں ممتاز و نمایاں، رنگ گورا، سر بڑا گول، بال سیاہ، چہرہ گول روشن و تابناک نور برستا ہوا، جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے، پیشانی روشن کشادہ جس پر سعادت کے آثار نمایاں، پلکیں گھنیں بالکل سفید ہالہ نما، آنکھیں بڑی بڑی خوبصورت، ہونٹ پتلے پتلے گلابی رنگ لیے ہوئے، دندان مبارک چھوٹے چھوٹے ہموار، صاف و شفاف، وقت تبسم موتیوں کی لڑی کی طرح، ناک متوسط قدرے اٹھی ہوئی، کان متناسب قدرے درازی لیے ہوئے، ریش مبارک مشروع گھنی اور گول، رخسار آفتابی، چہرے پر رعب وجلال، گردن معتدل، سینہ مبارک صاف اور فراخ، دستہائے مبارک نرم و نازک، لمبے لمبے سخاوت و فیاضی میں ضرب المثل، کلائیاں چوڑیں، ہتھیلیاں بھری ہوئیں نرم و گداز قدرے فربہ، گفتگو متوسط آواز، آواز شیریں، ہر بات میں بے ساختگی، رفتار صوفیانہ، لباس و وضع میں سادگی، سر پر دو پلے کی کڑھی ہوئی خاندانی کلاہ اور کبھی مخصوص تاج خاندانی۔

بیعت وخلافت

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ جب سن بلوغ کو پہنچے تو آپ کے باطنی کمالات اور اعلیٰ قائدانہ صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے آپ کو اسی وقت آپ کے جد امجد حضور اعلیٰ حضرت اشرفی علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ اشرفیہ میں آپ کو بیعت کیا اور اجازت وخلافت عطا فرمائی، پھر حسب روایات خاندانی و دستور خانقاہی اپنے والد ماجد مخدوم المشائخ تاج الاصفیاء حضرت علامہ سید شاہ پیر مصطفیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام سلاسل حقہ ماذونہ خصوصا سلاسل اربعہ مشہورہ کی اجازت وخلافت مع تاج وجبہ مرحمت فرمائی اور جملہ اوراد و وظائف اور

اعمال خاندانی خصوصا دعائے حیدری، دعائے سیفی، دعائے بشمخ، دعائے الف اور حزب البحر وغیرہ کی اجازت مرحمت فرمائی اور آپ کو اپنا جانشیں قائم مقام ولی عہد نامزد فرمایا۔

تبلیغ واشاعت

دار العلوم اشرفیہ مبارکپور میں مسند درس وتدریس پر رونق افروز تھے مگر ابھی سال بھی پورا نہ ہو پایا تھا کہ والد محترم، حضور تاج الاصفیاء علیہ الرحمہ کے مشاغل ومصروفیات اور کار ہائے تبلیغ کی وسعتوں کے مدنظر تدریسی خدمات سے آپ کو علاحدگی اختیار کرنی پڑی اور تبلیغی خدمات کی جانب زمام زندگی کو موڑنا پڑا۔ جماعت اہلسنت کی تبلیغ واشاعت اور اپنے والد گرامی کے مشن کے فروغ میں مصروف ہوگئے، دین مصطفوی ﷺ کی نشر واشاعت اور مسلک اہلسنت وجماعت کے فروغ وارتقا کے لیے ایشیا ویورپ کے مختلف ممالک اور ہندوستان کے مختلف صوبوں کا آپ نے دورہ کیا، یوں تو آپ کا فیضان پوری ملت اسلامیہ کے لیے عام تھا لیکن بنگال، بہار، اڑیسہ، آسام گجرات، یوپی، ایم پی، مہاراشٹر، راجستھان، پنجاب، کرناٹک، آندھرا پردیش، بھوٹان، سکم اور بیرون ہند بنگلہ دیش، پاکستان، سعودیہ، انگلینڈ وغیرہ کے مسلمان آپ سے زیادہ فیض یاب ہوئے۔

کہیں دین محمدی ﷺ کی حفاظت کے لیے مدرسے قائم کیے، کہیں اپنے معبود حقیقی کے آگے سر بسجود ہونے اور اظہار بندگی کے لیے مسجدوں کی تعمیر فرمائی، کہیں تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کے لیے خانقاہوں کی تعمیر کی، اور اگر کہیں دین اسلام اور مذہب اہلسنت وجماعت کو کسی نے اپنے اعتراضات کا نشانہ بنایا اور انگشت نمائی کی تو اپنی ساری توانائیوں کو بروئے کار لاکران سے مقابلہ کیا اور دشمنان دین کو خاموشی اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ذرہ برابر توانائی جس سے ہزار لوگ اپنے باطل عقائد اور غلط کو خاموش کر دیا نظریات سے تائب ہوکر اہل حق کے جھرمٹ میں آگئے۔

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کے تبلیغ دورے کا خاص مقصد مسلک اہلسنت و جماعت کی نشرو اشاعت اور مخدومی مشن کا فروغ وارتقا تھا، ماضی قریب میں جب ہندوستان میں گمراہ اور باطل فرقے کے پیروکار اپنی گمراہی کے پھندے اور اپنے مکروفریب کے جال میں بھولے بھالے مسلمانوں کو پھانس رہے تھے، صحیح العقیدہ مسلمانوں کے اندر بدعقیدگی پیدا کرنے کی پرزور کوششیں کررہے تھے، ملک کے مختلف علاقوں میں گمراہ فرقوں کے بدعقیدہ پیر اور گمراہ کن علماء گھوم گھوم کر اپنے باطل عقائد کا پرچار کررہے تھے۔ایسے ماحول میں حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نے اپنے تبلیغ دوروں اور تقریروں اور مناظروں کے ذریعہ ان گمراہ گر پیروں اور نام نہاد مولویوں کو بے نقاب کرکے ان کے اصلی چہروں کو مسلمانوں کے سامنے پیش کیا اوران کی گمراہی و بدعقیدگی سے عوام کو باخبر اور ہوشیار کیا۔ ہندوستان کے مختلف صوبے بالخصوص صوبہ بنگال و بہار، بھوٹان وسکم اور آسام میں آج جو سنیت کی چہل پہل نظر آرہی ہے اور مسلک اہلسنت و جماعت کے فلک شگاف نعرے بلند ہورہے ہیں اس میں حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی قربانیوں کا زیادہ حصہ شامل ہے۔ بیل گاڑی، رکشا، وین اور پیدل چل کر مسلسل دیہاتوں کا سفر کرکے گاؤں گاؤں، قریہ قریہ پہنچ کر دین وسنیت کی جو قربانی آپ نے پیش کی ہے وہ ہمارے لیے نمونہ عمل ہے۔آپ نے کٹیہار، پورنیہ، کشن گنج اور اتر دیناجپور ودکھن دیناجپور کے بعض علاقوں میں بیل گاڑی کا راستہ نہ ہونے کی وجہ سے پگڈنڈیوں کے راستے سے دس دس کیلومیٹر تک پیدل سفر طے کیا۔ مسلسل چلنے کی وجہ سے کبھی کبھی تھک کر بیٹھ جاتے، دھوپ کی تپش سے پیاس اور بھوک کی شدت بڑھ جاتی تھوڑی دیر کسی درخت کے چھاؤں تلے آرام کے بعد پھر اسی حوصلہ اور امنگ کے ساتھ دین متین کے خدمت کے لیے نکل پڑتے اور پوری ثبات قدمی کے ساتھ اپنے تبلیغی مشن کو جاری رکھتے، بار ہا سفر کی صعوبتوں سے آپ

کو جسمانی تکالیف بھی پہونچیں لیکن پائے ثبات کو لغزش نہ آئی اور آپ نے زبان سے اف تک نہ کہا۔
آپ نے اپنی تبلیغ کے ذریعہ بہت سے بدعقیدوں کو سنی صحیح العقیدہ بنایا دین سے بھٹکے ہوئے مسلمانوں میں دین اسلام کی شمع فروزاں کی اور بعض وہ مساجد و مدارس جو برسوں سے بد مذہبوں کے تسلط میں تھے، اپنی کوشش اور حکمت عملی سے سنیوں کے حوالے کیا۔

بڑوانی، ایم پی میں تقریر کا اثر

مدھیہ پردیش کے تعلقہ بڑوانی کے مسلمانوں نے حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کو ایک جلسے میں شرکت کی دعوت پیش کی، آپ نے دعوت قبول کیا اور فرمایا: ''مجھے لینے کے لیے اجمیر شریف آجائیں، بارگاہ خواجہ کا فیض لیکر بذریعہ کار آپ کے یہاں چلونگا'' جلسہ کا پروگرام مولانا شمشاد اشرفی مصباحی کی قیادت میں عمل میں آیا تھا، پروگرام کا انتظام مسجد کے اندر کیا گیا تھا اور مسجد کے قریب آپ کا قیام تھا، کچھ دیر کے بعد مولانا شمشاد اشرفی سے آپ نے پوچھا: ''مولانا جلسے کا اہتمام نہیں کیا ہے کیا؟ کیا جلسے کی کاروائی ابھی تک شروع نہیں ہوئی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: حضور یہ اہل ہنود کی بستی ہے لہٰذا ان کا خیال رکھتے ہوئے مسجد میں جلسے کا اہتمام کیا گیا ہے اور جلسے کی کاروائی ہو رہی ہے۔ اسی درمیان ایک شخص نے عرض کیا: حضور! یہاں کے اہل ہنود بڑے شری ہیں نقض امن کے اندیشے سے ہم لوگ اذان بھی مسجد کے اندر ہی کہتے ہیں۔ اتنا سننا تھا کہ حضور اشرف الاولیاء کے بدن میں ایک برق سی دوڑ گئی، سفر کی تکان اور ضعف پیری کی وجہ سے آپ آرام فرما رہے تھے، یہ سن کر اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''مولانا شمشاد! میں دار الحرب میں آگیا ہوں کیا؟ ت، تمہیں مسئلہ معلوم نہیں'' لا یؤذن فی المسجد '' سرکار نے فرمایا ہے۔ یہ خواجہ کا ہندوستان ہے کسی کے باپ کی جاگیر نہیں'' فقیر سے تقریر کرانی ہے تو جلسہ مسجد سے باہر رکھو اور

لاوڈ سپیکر کا انتظام کرو'۔........ اتنا سننا تھا کہ مولانا شمشاد اشرفی کے ہوش وحواس اڑ گئے، چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں، لیکن شیخ کے حکم کی بنیاد پر اپنے احباب کو جمع کر کے سمجھانے لگے، اتنے میں مولانا اویس عالم اشرفی جو بڑے جذباتی تھے، بول اٹھے، کہ جان جائے یار ہے پیر کی آواز ضرور پوری کرنی ہے، ان کی آواز پر جو اس وقت وہاں موجود تھے، سبھوں نے لبیک کہا اوران کی تائید کی، پھر سبھی انتظام وانصرام میں مصروف ہو گئے اور بڑی سرعت کے ساتھ مسجد سے باہر اسی وقت جلسے کا پنڈال اور اسٹیج تیار ہوا، لاوڈ سپیکر وغیرہ کا پورا بندوبست کیا گیا اور حضور اشرف الاولیاء کی بارگاہ میں اس انتظام کی خبر پیش کی گئی، مولانا شمشاد مولانا اویس صاحبان نے عرض کیا: حضور آپ جس کو حکم دیں اسی کے خطاب سے پروگرام کا آغاز ہوگا، آپ نے فرمایا: ''قادری میاں (جانشین اشرف الاولیاء) کو لے جاؤ، حضور قادری میاں مدظلہ العالی نے اسلام کی حقانیت کو اپنا موضوع سخن بنایا اور قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک جامع خطاب فرمایا، حضور قادری میاں مدظلہ العالی کا خطاب ابھی جاری ہی تھا کہ حضور اشرف الاولیاء اپنے عصائے مبارک کو اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے لباس خاندانی زیب تن فرما کر مریدین کی جھرمٹ اور پرجلال انداز میں جلسہ گاہ تشریف لائے۔ سامعین اور مریدین نے پرتپاک انداز میں آپ کے خیر مقدم اور استقبال کیا۔

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نے آیت کریمہ ''محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم ''الآیہ کو اپنے تقریر کا موضوع بنایا اور اپنے مدعا کو اتنے انوکھے اور نرالے انداز میں سامعین کے سامنے پیش کیا کہ اپنے اور بیگانے سبھی مسحور ہو گئے ،اہل ہنود کے دل قرآنی آیات کی کرنوں سے جگمگا اٹھے، اسلام کی حقانیت ان کے دل ودماغ میں گھر کر گئی، اوراختتام جلسہ پر سبھوں نے بیک زبان ہو کر دین اسلام میں داخل ہونے کی خواہش

ظاہر کی آپ نے جلسہ گاہ ہی میں انہیں کلمہ پڑھا کر مذہب اسلام میں داخل کیا اور سب آپ کے دست اقدس پر داخل بیعت بھی ہوئے۔ ایک شخص جو جلسے گاہ میں شریک نہیں تھا اپنے گھر ہی میں لاوڈ سپیکر کی آواز میں آپ کی تقریر سماعت کر رہا تھا، صبح کو حاضر خدمت ہوا اور ایک پیر پر کھڑے ہو کر عرض کیا: بابا آج ہم نے جانا کہ حق کیا ہے، ہم نے بھی اپنے گھر میں وہ پڑھ لیا ہے جو ہمارے بھائیوں کو آپ نے مجلس میں پڑھالیا ہے، اب آپ ہمیں اپنے چھتر چھایہ میں جگہ دیں، ہم آپ سے دیکھا چاہتے ہیں، آپ اس کی باتوں کو سن کر خوشی سی جھوم اٹھے، اسے قریب کیا، اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیکر کلمہ شریف، ایمان مجمل و مفصل پڑھا کر اسے مشرف با اسلام کیا اور اس سے فرمایا: ''تم اب مذہب اسلام حاصل کر چکے ہو، اسلام مذہب میں داخل ہونا اور اس پر عمل کرنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اب ضروری ہے کہ تم اپنے اسلام لانے کا اعلان یہاں مجمع عام میں کردو، آج سے تم بھی دین محمدی کے ماننے والے ہو'' اس نے اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا۔

جوں جوں آفتاب اوپر چڑھ نے لگا یہ خبر پورے علاقے کے کوچہ و بازار میں آگ کی طرح پھیلتی گئی، خبر پا کر چند متعصب اور شرپسند عناصر نے حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کو جان سے مارنے کی پلاننگ بنالی، جب رخصت سے کچھ ساعت قبل مولانا شمشاد اشرفی کو اس کی بھنک لگی تو حاضر خدمت ہو کر صورت حال بیان کیا اور عرض کیا: ''حضور اس وقت سفر کا ارادہ ملتوی کر دیا جائے، ہم ان متشدد افراد کو سمجھا بجھا کر کچھ نرم کر لیتے ہیں اس کے بعد سفر کریں تو اچھا ہوگا، حضور ہم لوگوں سے یہ ہرگز برداشت نہ ہو سکے گا کہ ہم لوگوں کی موجودگی میں آپ پر کسی طرح کی کوئی آنچ آئے، ہم لوگ اپنی جانیں گنوادیں گے لیکن آپ پر ذرہ برابر آنچ نہیں آنے دیں گے۔'' مولانا شمشاد اشرفی کے ان جملوں کو سن کر آپ نے جلال انداز میں فرمایا: ''مولوی شمشاد تو کیسا اشرفی ہے

، تیرے باپ دادا اشرفی ہیں، نسلوں سے تو اشرفی ہے تو نے ہمیں پہچانا نہیں ہے، ہم جب گھر سے نکلتے ہیں تو ہم موت سے نہیں ڈرتے ہم جان کو ہتھیلی پر لیکر چلتے ہیں، آج تک فقیر کے راستے کو کوئی روک نہیں سکا ہے۔

یہ فرماتے ہوئے ایمان کی حرارت کے اثر سے بغیر کسی کا سہارا لیے ہوئے آپ اٹھ کر کھڑے ہوگئے، تیز قدموں کے ساتھ باہر نکلے اور کار میں آکر بیٹھ گئے، اپنے ساتھیوں کو بٹھایا اور ضرب ''الا اللہ'' لگایا اس ضرب الا اللہ کا اثر تمام مسلمانوں کے دلوں پر ہوا اور ہر کوئی خوف وہراس کے اس ماحول میں اس ذکر کے تکرار میں لگ گیا، آپ کے حکم سے ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کی، نعرۂ تکبیر ونعرۂ رسالت کی صدائیں بلند کرتے ہوئے سبھوں نے اس گاڑی کو اپنی جھرمٹ میں لے لیا، گاڑی آگے بڑھتی رہی اور لوگ اسی حالت میں حلقہ بنائے لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے ہوئے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ گلیاں گزریں، چوراہے آئے، لیکن کسی کی مجال نہ تھی کہ حق کا مقابلہ کرنے کیلئے آگے بڑھے، یہاں تک کہ ایک مقام پر آپ نے سارے شیدائیوں کو اکٹھا کر کے ان کے حق میں دعا فرمائی اور ان سے رخصت ہو کر کھنڈوہ اسٹیشن پہنچے، ''پشپک'' ٹرین کا ٹکٹ تھا، ٹرین کسی وجہ سے تاخیر سے آنے والی تھی، مولانا شمشاد اشرفی نے اسٹیشن کے کنارے آپ کا بستر لگایا اور آپ کچھ دیر کے لئے بستر پر لیٹ گئے۔

اتنے میں مولانا شمشاد کی نظر Over Bridge پر پڑی اور وہ چیخ پڑے، حضور! غضب ہوگیا، حضور غضب ہوگیا، دشمن تعاقب میں یہاں تک آگئے ہیں، آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں، مجھے بیٹھا دو، مولانا شمشاد اشرفی نے سہارا دیا، آپ اٹھ کر چہار زانوں ہوکر بیٹھ گئے اور اپنے عصائے مبارک کو زانو پر رکھ کر مضبوطی سے اسے پکڑ لیا، آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا، آنکھیں سرخ

ہوگئیں، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آگ کے شعلے نکل پڑیں گے۔ آنے والے جب قریب آئے تو زمین پر لیٹ گئے اور اپنے اپنے ہاتھوں کو آپ کی طرف پھیلا دیا، کچھ دیر اسی حالت میں رہے، پھر کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے: مہاراج! ہمیں اور ہمارے بچوں کو چھما کردیں، آپ نے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے بڑے نرم لہجہ میں ارشاد فرمایا: ''تم لوگ کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور کیسی چھما چاہتے ہو؟ آنے والوں نے عرض کیا: ہم لوگ بڑوانی کے رہنے والے ہیں، ہمارے بچوں نے آپ کے خلاف جو سازش کی تھی اس کی سزا وہ پارہے ہیں، آپ کے آنے کے بعد سے اب تک وہ جس حال میں تھے اسی حال میں ہیں، نہ بولتے ہیں نہ چلتے ہیں، نہ اٹھتے ہیں نہ بیٹھتے ہیں، مورت کی طرح اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے ہیں اگر آپ چھما نہیں کریں گے تو ہمارے گھر برباد ہوجائیں گے، ہماری نسلیں ختم ہوجائیں گی۔ آنے والوں کا اتنا کہنا تھا کہ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ''گھبراؤ نہیں سب کچھ ٹھیک ہوجائیگا، پانی پلاؤ'' پانی کی چند بوتلیں حاضر کی گئیں، آپ نے سب میں دم کیا اور ارشاد فرمایا: ''ان بوتلوں کو لے جاؤ، ان کا پانی اُن پر چھڑک دینا اور پلا دینا، سب ٹھیک ہوجائیں گے''، تسلی کے ان چند جملوں سے لوگوں کو کچھ سکون ملا، واپس ہوئے ، دم کیا ہوا پانی ان پر چھڑکا تو سبھی ہوش میں آگئے اور پلایا تو دل کی دنیا بدل گئی، جس نے بھی پیا کلمہ طیبہ ''لا الـٰـه الا الـلّـٰـه محـمـد رسـول الـلّـٰـه'' کا ضرب لگانے لگا، بیقراری اور بے چینی اتنی بڑھ گئی کہ ابھی چند ایام بھی نہ گزرے تھے کہ خواجہ کے دربار ''بیت النور'' (جو خانوادۂ اشرفیہ کے قیام کی جگہ ہے) میں وہ دیوانے کثیر تعداد میں حاضر خدمت ہوئے اور آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہوکر مشرف اسلام ہوگئے۔

مولیٰ تعالیٰ کا احسان اور حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کا فیضان ہے کہ جس شہر میں مسلمان خوف سے اذانیں بھی بغیر لاوڈ سپیکر کے مساجد کے اندر دیا کرتے تھے، آج اس شہر بڑوانی میں دین

وسنیت کی تبلیغ اور نشر واشاعت بہتر طریقے سے علماء ومشائخ کرام کے ذریعہ ہو رہی ہے۔ مساجد میں اذانیں با آواز بلند لاؤڈ سپیکر سے دی جارہی ہیں، اعلانیہ جلسے جلوس کی محفلیں منعقد ہو رہی ہیں، اہل سنت وجماعت کے فلک شگاف نعرے بلند ہو رہے ہیں اور مذہب اسلام کی چہل پہل نظر آرہی ہے۔

محاسن اخلاق

اولیائے عظام اور صوفیائے کرام کے اخلاق وکردار مشکوۃ نبوت کے انوار سے فیض یاب اور درخشاں ہوتے ہیں اس لیے کہ ان حضرات کے اخلاق اسی ذات گرامی ﷺ کے پرتو ہوا کرتے ہیں، جس کے متعلق قرآن پاک شہادت دیتا ہے "وانک لعلی خلق عظیم" چنانچہ عبادات وفضائل اعمال کے علاوہ خداوند قدوس نے حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کو بھی عدل وانصاف، عفو وحلم، جود وسخاوت، مروت وشرافت، صبر واستقامت، قناعت وتوکل، حقوق العباد کی رعایت اور اطاعت والدین، شرم وحیا اور روحانی قوت کی پردہ داری، شجاعت وبہادری، مہمان نوازی وعلماء نوازی، خورد نوازی وغربا پروری، ایفائے عہد وحسن معاملہ، نرم گوئی وخوش روی، سادگی وبے تکلفی، تواضع وانکساری جیسے صفات جمیلہ واوصاف حمیدہ سے خوب خوب آراستہ فرمایا تھا۔ ذیل میں اس اجمال کی قدرے تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

صبر واستقامت

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی زندگی میں بہت سارے نشیب وفراز آئے، پر پیچ وادیوں سے گذرنا پڑا، دین کی تبلیغ اور سلسلہ اشرفیہ کی نشر واشاعت میں بہت ساری رکاوٹیں آئیں لیکن آپ نے ہمیشہ صبر وتحمل سے کام لیا ان آندھیوں اور طوفانوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنے استاذ گرامی حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے اس فرمان عالیشان کو سامنے رکھتے ہوئے ہر کام کا مخالفت کا

جواب کام ہے'' اپنے کاموں کو اور تیز کر دیا۔

کسی ناگوار بات پر غیظ و غضب کے اظہار کے بجائے ہمیشہ صبر و تحمل اختیار کیا، گالیاں دینے والوں کو بھی ہدایت کی دعائیں دیتے رہے اور جب وہ بھی ملاقات کے لئے آئے تو آپ نہایت خندہ پیشانی سے ملے، ان کے اکرام واعزاز میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور رخصت ہونے کے بعد ان کی ہدایت واصلاح کی دعا فرمائی، جس نے بھی آپ کو تکلیف پہونچائی آپ کے عفو و درگذر کو دیکھ کر آپ کا شیدائی ہو گیا اور ایسا شیدائی ہوا کہ پوری زندگی آپ کا ہو کر رہا، آپ کی محبت کے نغمے سناتا رہا اور عقیدت کے ترانے گاتا رہا، جس کی سینکڑوں نظیریں آج بھی موجود ہیں۔

آپ نے اپنے مخالفین کو کبھی بھی برا بھلا نہ کہا بلکہ بعض موقعوں سے آپ کی عقیدت و محبت میں سرشار ہو کر کچھ مریدین نے آپ کو گزند پہونچانے والوں سے انتقام بھی لینا چاہا لیکن آپ یہی فرماتے رہے ''چھوڑ و معاف کر دو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے'' عفو و درگذر اور حلم و بردباری میں آپ خلق نبوی ﷺ کا پیکر تھے۔

آپ کو جب بھی کسی نے تکلیف پہنچائی تو صبر و رضا کا پیکر بن کر یہی فرماتے رہے ''کربلائے معلیٰ میں دنیا ہمارے صبر کا امتحان لے چکی ہے ہمارے آباواجداد نے خندہ پیشانی سے کامیابی حاصل کی ہے یہ تو میرے گھر کی روایات ہیں جو آج بھی ہاشمی خاندان میں جاری ہیں میرے جدامجد نے مجھے دشمنوں کو بھی دعائیں دینے کی تعلیم اور بدلہ لینے کی بجائے عفو و درگذر کا سبق دیا ہے میرے لئے یہی کافی ہے۔''

☆☆☆☆☆☆

حقوق العباد کی رعایت

انسان زندگی سے جو حقوق متعلق ہوتے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں ۔ (۱) حقوق اللہ (۲) حقوق النفس (۳) حقوق العباد، اسلام میں حقوق العباد کی بھی بڑی اہمیت ہے، سرکار دو عالم ﷺ نے بڑی تاکید کے ساتھ اس کی ادائیگی کا حکم دیا ہے اور نہ ادا کرنے والوں کے لئے سخت سے سخت وعید اور عذاب بیان فرمایا ہے، حقوق العباد میں گرفتار ہونے والے بندوں کو اللہ تعالی بھی معاف نہیں فرماتا ہے جب تک کے صاحب حق اس کو معاف نہ کردے۔

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ ایک خداترس اور متبع شریعت وطریقت بزرگ تھے، آپ کے والد ماجد اور جد امجد نے آپ کو فرائض وواجبات کی پابندی اور دورغ گوئی وکذب بیانی سے احتراز کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی رعایت کی بھی تاکید فرمائی تھی آپ نے پوری زندگی میں ان کی ادائیگی کا پورا پورا اہتمام کیا اور ساتھ ہی اپنے مریدین ومتوسلین کو بھی اس کی وصیت فرمائی، آپ اپنی تقریروں میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حقوق اللہ تو اللہ تعالی اپنی شان رحیمی وکریمی سے معاف فرمادے گا لیکن حقوق العباد کی ادائیگی نہ ہونے پر اللہ تعالی اس وقت تک معاف نہ فرمائے گا جب تک بندہ اسے معاف نہ کردے، آپ کی پوری زندگی میں حقوق العباد کی رعایت کے مختلف نمونے ملتے ہیں فی الحال جامعہ علائیہ (مخدوم اشرف مشن سے قبل آپ نے پنڈوہ شریف میں قائم کیا تھا) کے قیام سے متعلق ایک واقعہ ہدیۂ قارئین ہے۔

پنڈوہ شریف میں جامعہ علائیہ کے نام سے حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نے اپنے مریدین سے ایک ادارہ قائم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ، شیخ کی خواہش اور مالی وسائل کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے آپ کے ایک چہیتے مرید جناب حافظ سراج الحق اشرفی بلیاوی مرحوم جو مالدوہ چوڑی

بئی میں سونے کا کاروبار کرتے تھے اس نے عرض کیا ''حضور میرے پاس کچھ رقم ہے اس سے کام شروع کردیں پھر جب آپ کے پاس ہو تو تھوڑا تھوڑا کر کے واپس کردیں اگر آپ نہ بھی دے سکیں تو میری طرف سے کوئی مطالبہ نہیں رہے گا'' آپ نے ان کی پیش کش قبول فرمائی اور دعاؤں سے نوازتے ہوئے اس زمانے میں ایک لاکھ کی خطیر رقم قرض حسن کے طور پر ان سے لی، اور آستانہ عالیہ سے مغربی جانب جامعہ علائیہ کی تعمیر فرمائی، ابھی چند ماہ بھی نہ گذرے تھے کہ کچھ نامساعد حالات واسباب کی بنیاد پر یہ ادارہ بند ہوگیا، ادارہ تو بند ہوگیا لیکن حافظ سراج الحق اشرفی کی رقم آپ اپنی جیب خاص سے قسطوں میں ادا فرماتے رہے، جسکی آخری قسط کا دس ہزار روپیہ ۱۹۹۵ء میں آپ نے حافظ سراج الحق اشرفی کے ہاتھ میں دیا تو انہوں نے لینے سے انکار کردیا اور قدموں میں گر کر عرض کیا ''حضور سب آپ کا ہے اب شرمندہ نہ کیجئے'' اس کے باوجود بھی آپ نے وہ دس ہزار کی رقم انہیں مخدوم اشرف مشن (جو جامعہ علائیہ کے بند ہونے کے بعد ۱۹۹۳ء میں قائم ہوا) کی تعمیر وترقی میں لگانے کا مشورہ دیا لیکن اس رقم کو اپنے پاس رکھنا پسند نہ فرمایا۔

اس وقت جامعہ علائیہ کے بند ہونے کا صدمہ اور زخم آپ کے دل میں ایک طرف تھا تو دوسری طرف حافظ سراج الحق اشرفی کی ایک لاکھ کی خطیر رقم کی ادائیگی کا بوجھ، ان حالات میں اگر آپ ادا نہ فرماتے تو اخلاقی اور شرعی اعتبار سے بھی آپ پر کوئی گرفت نہ ہوتی کیونکہ عدم ادائیگی کی صورت میں انہوں نے پہلے ہی سے مطالبہ ومواخذہ کی نفی کر رکھی تھی، مگر ایسے حالات میں بھی آلام و مصائب کا سامنا کر کے اس رقم کو ادا کر کے آپ نے جو حقوق العباد کی ادائیگی کی مثال پیش کی ہے وہ ہم سب کے لئے سبق آموز اور نمونہ عمل ہے۔

غرباء پروری

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ قدرت کی طرف سے ایک دردمند دل لیکر آئے تھے،
ناداروں، مسکینوں، غریبوں اور خستہ حالوں پر آپ کی توجہات بہت زیادہ تھیں، اپنی زندگی کا زیادہ
حصہ دیہی علاقوں میں تبلیغ و اشاعت کے لئے آپ نے وقف فرمایا اور تشنگان علم و معرفت کے لئے
خلوص و محبت کے کانسے سے رحمت کا پانی جاری فرمایا، بنگال و بہار کی سنگلاخ وادی میں گاؤں گاؤں
،قریا قریا گھوم کر محتاجوں اور غریبوں کو فیضان مخدومی اور فیضان شیخ علاء الحق پنڈوی سے مالا مال کیا،
اپنی بابرکت اور بافیض ذات کے ذریعہ رشد ہدایت کا جام پلاکر انہیں ایسا مالا مال کیا کہ ان کی
غربت دور ہوتی ہوئی نظر آنے لگی، چند سالوں میں انہیں لوگ اہل ثروت میں جاننے لگے اور سیٹھ
جی: و: رئیس اعظم: وغیرہ القاب سے مشہور ہوئے، آپ کے قدم مبارک ہی کی برکت تھی کہ غریبوں
کی غربت، مفلسوں کا افلاس، قرض داروں کا قرض محتاجوں کی احتیاج دور کرنے لگیں، آپ کی
تعویذات اور روحانی عملیات کے ذریعہ بے سہاروں کو سہارا ملا اور بے اولادوں کو اللہ تعالی نے
اولاد عطا کی، جن علاقوں میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے مسلسل قحط سالی چل رہی تھی اور غریب مزدور
وکسان کسمپرسی کی زندگی گذار رہے تھے آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے اللہ تعالی نے انہیں
سیراب کیا اور خوشحالی آئی، جن بستیوں میں آگ لگنے کے واقعات بار بار رونما ہو رہے تھے اور بے
چارے غریب مسلمان بے گھر و بے سروسامان اور نہتے ہو جاتے آپ کی دعاؤں کی برکت سے وہ
لوگ آج تک آگ سے محفوظ ہیں وہ غریب مسلمان مریض جن کے پاس اتنی رقم نہ ہوتی کہ وہ کسی
بڑے اور ماہر ڈاکٹر سے مکمل طبی علاج کرا سکے اپنی بیماری کو سینے میں دبائے سسکیاں لے رہے تھے
اور زندگی کے دن گن رہے تھے وہ بھی آپ کے روحانی عملیات کے ذریعے شفایاب ہوئے اور اللہ

تعالی نے انہیں زندگی بخشی، یہ سب حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کے ایسے اوصاف اور خوبیاں ہیں جن کی شہادت آج بھی آپ کے فیض یافتگان دے رہے ہیں اور ہر اس شخص نے محسوس کیا ہے جو آپ کی صحبت وقربت میں رہا ہے۔

آپ کی غربت پسندی اور غریب دوستی مشہور تھی، آپ کے مریدین کی تعداد تقریباً ساڑھے تیرہ لاکھ بتائی جاتی ہے، جن میں اکثریت غریبوں ہی کی ہے، غریبوں کی جھرمٹ میں رہنا اوران کے بیچ دین وسنیت کا کام کرنا آپ کو زیادہ محبوب تھا، غریبوں کی حلال کمائی کی آپ بہت تعریف کرتے تھے، جب کوئی غریب آپ کا قائم کردہ ادارہ: مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف: کے لئے کچھ تعاون کرتا تو آپ بہت خوش ہوتے اوران کو ڈھیر ساری دعائیں دیتے ہوئے فرماتے کہ ''مالداروں اور سرمایہ داروں کے تعاون سے زیادہ مجھے غریبوں کے تعاون سے خوشی ہوتی ہے کہ یہ خون اور پسینے کی کمائی ہے'' یہی وجہ ہے کہ مخدوم اشرف مشن کی تعمیر وتعلمی ترقی میں امیروں اور سرمایہ داروں سے کہیں زیادہ غریبوں کی قربانی شامل ہے اوران ہی غریبوں کی نئی نسل کی تعلیم وتربیت کے لئے آپ نے بنگال جیسے پس ماندہ صوبہ میں اس ادارہ کی بنیاد بھی رکھی ہے تا کہ وہ غریب مسلمان جو اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے خواہش مند تو ہیں لیکن یوپی اور دیگر صوبوں میں بھیجنے اوران کے تعلیم وتربیت کا مکمل انتظام کرنے کی ان مین سکت نہیں ہے وہ بھی مخدوم اشرف مشن کے سہارے اپنے بچوں کو زیور علم سے مزین کر سکیں، یہی وہ مقصد کارفرما تھا جس کی بنیاد پر آپ نے مخدوم اشرف مشن کے لئے بنگال مالدہ کا انتخاب فرمایا ورنہ اگر آپ چاہتے تو ہندوستان کے کسی بھی بڑے شہر میں اس ادارہ کی بنیاد رکھ سکتے تھے، حالانکہ بعض مریدین نے اس کی پیش کش اور خواہش کا اظہار بھی کیا تھا لیکن آپ کی دوررس نگاہ بنگال کی تعلیمی پس ماندگی اور نئی نسل کو دیکھ رہی تھی۔

۷۸۶

بیادگار حضور اشرف الاولیاء   ازقلم صوفی سعید مظہر اشرفی

منقبت

میری زندگی میں ہر پل بس تیری رہبری ہے
تیرے در کے خاک سے ہی تاج سکندری ہے

میرا دل ہو جو مائل تیری ہر ادا پہ گھائل
تیرے نقش پایہ مرنا یہی میری زندگی ہے

روز ازل سے پنہا میری روح میں بسا تو
یہی ہے نماز میری یہی میری بندگی ہے

زاہد تجھے بتاؤں اصل نماز کیا ہے
ہوئی جس کی نماز قائم ہر سانس بیخودی ہے

جسے لذتِ عبادت حاصل ہوئی نہ اب تک
وہ سمجھ لیں پھر یقیناً ابھی ان میں بہت کمی ہے

جو چرخ کو ہیلادے جو برق کو جلا دے
جو تقدیر کو بدل دے وہ نگاہ قلندری ہے

مظہرؔ تجھے بتاؤں یہ فنا بقا کے مسئلہ
جو مٹ گئے ہیں حق میں وہ ذات مرشدی ہے

حضور اشرف الاولیاء کچھوچھہ شریف

حضور اشرف الاولیاء کی شخصیت کا اظہار عقیدت و محبت کی روشنی میں مولانا مفتی عبدالقدوس اشرفی المصباحی شیخ الحدیث دارالعلوم شیخ احمد کھٹو سرخیز احمد آباد گجرات تحریر فرماتے ہیں حضور اشرف الاولیاء نمبر غرض کہ حضور اشرف الاولیاء کا ارشاد ہدایت کے لئے سفر ٹرینوں کا ہو یا جیپ گاڑی یا بیل گاڑی کا ہو یا بھینسا گاڑی کا دریا کا ہو یا خشکی کا آپ ہمت ہارتے ہوئے کبھی نظر نہیں آئے اور نہ کبھی حوصلہ شکن باتیں کیں جبکہ کتنے جوان ہمت ہار جاتے ہیں اوران کے حوصلے پست ہوجاتے ہیں۔مئی کا مہینہ دوپہر کا وقت چلچلاتی ہوئی تیز دھوپ بذریعہ پیسنجر ٹرین کٹیہار جنکشن سے تیگھڑا اسٹیشن کا سفر تھا۔حضور اشرف الاولیاء کی ہمراہی میں راقم الحروف اور حضرت کے بے لوث خادم خاص مولوی اکمل حسین اشرفی صاحب مرحوم ومغفور بھی تھے۔تیگھڑا اسٹیشن پر ٹرین سے ہم لوگ اترے۔اسٹیشن سے باہر مریدین ومعتقدین بھینسا گاڑی کے ساتھ استقبال کے لئے سراپا منتظر تھے۔نعرۂ تکبیر ورسالت کے بعد سلام وقدمبوسی سے حضرت کا خیر مقدم ہوا۔اور پھر بھینسا گاڑی پر بیٹھایا گیا ہم لوگ پیچھے بیٹھ گئے۔تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد بھینسا نے ایک تالاب کا رخ کیا۔گاڑی وان پریشان تھا بھینسا گاڑی وان کی مار پیٹ کھینچ تان کی کچھ پرواہ نہ کی اور گاڑی سمیت ہم لوگوں کولیکر تالاب میں گھسا اور جا کر بیٹھ گیا۔حضور اشرف الاولیاء نے میرے گھبراہٹ ملاحظہ فرمائی اور زیرلب تبسم فرما کر گویا ہوئے۔مولانا گھبراؤ نہیں ٹھنڈا ہوکر یہ خود ہی سوئے منزل روانہ ہوجائیگا۔۔بالآخر ایسا ہی ہوا۔

دشت تو دشت میں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

یہ فیضان نظر ہے یا کہ مکتب کی کرامت ہے۔ سکھایا کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی

حضرت مولانا محمد احمد شاہدی غازی پوری جاج مئو کانپورا پنے مختصر حالات میں حضور اشرف الاولیاء کے کردار عمل کو یوں تحریر فرماتے ہیں۔ بعد فراغت بہت مجاہدانہ کاوشوں سے اپنے حلقے ہموار کئے خصوصی نگاہ بنگال کی طرف تھی۔ والد بزرگوار اگر چہ کسی مخصوص حلقہ سے منسلک نہیں تھے۔ مگر بڑے کمال پیر تھے۔ دیگر پیروں سے جداگانہ جوہر رکھتے تھے۔ اکثر پیروں کی نگاہ مریدوں کی جیب کی طرف ہوتی ہے لیکن ان کی نگاہ مریدوں کی حال کی طرف تھی۔ عادتاً غریبوں کے یہاں قیام فرماتے تھے۔ امیروں یا رئیسوں کی دعوت اوران کے یہاں قیام سے اعتراز کرتے تھے۔ حضرت سید مجتبیٰ میاں صاحب قبلہ دنیاوہ نام ونمود اور دکھاوے سے بہت بیزاری ظاہر کرتے تھے۔ نہایت سادہ لباس اور سادہ زندگی گزارنے کی خاصیت رکھتے تھے۔ لیکن زبان میں ایسی تاثیر تھی جو کہہ دیتے تھے وہ اکثر ہوجا تا کرتا تھا۔ بھاگلپور میں ایک شخص کے یہاں قیام فرمایا ایک رئیس نے دعوت دی فرمایا کھانا قیام گاہ پر بھیج دینا۔ جب کھانا لیکر رئیس آیا فرمایا رکھ دوو بعد میں کھائیں گے۔ رئیس کے جانے کے بعد حضرت نے فرمایا کہ گڈھا کھود کر کھانا اس میں گاڑ دو! چنانچہ حکم کے مطابق عمل کیا گیا۔ لوگوں نے عرض کیا حضور اتنا بہترین کھانا کو آپ نے اسے دفن کروادیا۔ فرمایا جاؤ مٹی ہٹا کر دیکھو۔ جب لوگوں نے مٹی ہٹا کر دیکھا تو خالی کیڑے ہی کیڑے نظر آرہے تھے فرمایا کیا فقیری حرام کھانے کے لئے ہے؟

☆ زمانہ طالب علمی میں ایک بار کلکتہ تشریف لے گئے اور وہاں مشہور ہو گیا کہ حضرت خانوادہ مخدوم اشرف سے تشریف لائے ہیں۔ حاجت منداور ضرورت پروانوں کی طرح گردنواح سے پہنچنے لگے، آنے والے میں ایک شخص جن کی بچی پر جن مسلط تھا، پریشان تھا کہ جب کوئی جہاز

پھونک کرنے والوں کو گھر لے جاتا تو پہلی یا دوسری سیڑھی پر چڑھتے ہی جن اٹھا کر باہر پھینک دیتا۔ ازیں سبب کوئی عامل تیار نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ جب حضرت سے عرض کیا گیا۔ حضرت نے سونچا اگر نہ جاؤں تو خاندان کی رسوائی ہوگی اور جاؤں تو معاملہ سنگین ہے۔ پھر یہی طے ہوا کہ چلنا ہی بہتر ہے۔ چنانچہ حضرت تشریف لے گئے اور پہلی اور دوسری سیڑھی چڑھے اندر سے آواز آئی رک جایئے! میں برہنہ ہوں ستر پوشی کے لئے کپڑا بھیج دیجئے۔ کپڑا بھیجا گیا۔ بعد حضرت تشریف لے گئے اس کمرے کے دروازہ پر جہاں لڑکی موجود تھی۔ اس نے سلام پیش کیا اور کہا حضرت آپ میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ مگر آپ کے دائیں جانب حضور مخدوم سمنانی اور بائیں جانب حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ جلوہ گر ہیں۔ آپ کا مشکور ہوں کہ آپ کی وجہ سے ان بزرگوں کی زیارت ہوئی۔ میں درگاہ ہی میں رہتا تھا مگر کچھ لغزش کی بنیاد پر وہاں سے اخراج ہوگیا۔ آتے ہوئے راستے میں اس لڑکی کو دیکھا اس پر مسلط ہوگیا اور اب میں جا رہا ہوں اس کے بعد لڑکی ہمیشہ کے لئے اچھی ہوگئی

☆ حضرت مفتی محمد شبیر پرنوری قاضی ادارہ شرعیہ، ضلع کشن گنج و بانی و سربراہ اعلیٰ دارالعلوم چشتیہ گھگوہ خانقاہ کشن گنج بہار تحریر فرماتے ہیں پونا صوبہ مہاراشٹر میں ایک دیوبندی عالم اپنے کو بریلوی ظاہر کر کے حضور اشرف العلماء کے عقیدت مندوں کی مسجد میں امامت پر گامزن تھا۔ رسول دشمنی تو اس کے پیشواؤں کی سنت تھی ہی۔ ان کی اولاد اور بزرگان دین کے ساتھ ان کے متبعین کو بھی سنت ہوگئی۔ حضرت موصوف جب بھی ان علاقوں میں پہنچتے تو عقیدت مندوں کا میلہ بپا رہتا تھا۔ اس دیوبندی مولوی نے موقع پا کر حضرت کے کچھ لیٹر پیڈ کو ہاتھ کر کے ان پر عقیدت مندوں کے نام غلاظت آمیز جملے لکھ لکھ کر متعدد جگہوں سے رجسٹری کر کے لوگوں کے دلوں میں کافی نفرت پیدا کرتا رہا۔ اور آپ جب ان عقیدت مندوں کے یہاں پہنچے تو ان لوگوں کو قریب نہ آتے دیکھ کر

دریافت کیا کہ آخر کیا بات ہے؟ لوگ مائل نہیں ہورہے ہیں۔ کسی چاہنے والے نے بتایا کہ آپ کے چند ناشائستہ خطوط نے لوگوں کو دوری کا سبب بنادیا ہے۔ آپ محو حیرت ہوئے کہ وہ خطوط کیسے اور لکھنے و بھیجنے والا کون؟ طلب کرنے پر ان خطوط کو پیش کیا گیا۔ آپ نے کہا یہ ہم نے قطعاً نہیں لکھا ہے اور نہ ہی میرے علم میں ہے البتہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے امام کی گندی سازش ہے امام کو طلب کیا گیا۔ اور جلالانہ طور پر گرجتی ہوئی انداز میں دریافت کیا کہ سچ بتاؤ؟ یہ سازش کس کی ہے؟ تمہاری ہے یا نہیں۔ پہلے تو اس نے انکار کیا۔ پھر دوبارہ دریافت کرنے پر خاموش ہوگیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ بالآخر آپ نے فرمایا سچ بتاؤ ورنہ زمین میں دھنس جاؤ گے اتنا کہنا تھا کہ وہ دیوبندی مولوی گھٹنا تک دھنس گیا۔ پھر دوبارہ دریافت کیا اب بھی بولو ورنہ دھنس جاؤ گے۔ اب کی کمر تک دھنس گیا تب اس نے جرم اقرار کرتے ہوئے معافی مانگنی شروع کردی حضرت نے معاف فرمایا۔ سچ کہا ہے حضرت شیخ سعدی نے:

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

☆ مولانا محمد ممتاز عالم مصباحی پرنسپل و شیخ الجامعہ شمس العلوم گھوسی تحریر فرماتے ہیں کچھوچھہ مقدسہ کی زمین علم و فضل، تصور اور فیض و کرامت کے اعتبار سے بڑے مردم خیز واقع ہوئی ہے۔ یہ زمین ایک مستقبل روشن علمی وفکری تاریخ رکھتی ہے۔ اس نے بے شمار ایسے افراد کو جنم دیا۔ جن کا علمی فکری اور روحانی بادل چاردانگ عالم پر جھوم جھوم کر برسا اور ان روحانی و علمی، فکری افراد نے نت نئے حیرت انگیز کارنامے انجام دے کر ہر میدان میں اپنی صلاحیتوں اور لیاقتوں کا لوہا منوالیا ہے۔ اسی سلسلہ الذہب کی ایک سنہری، روشن اور تابناک کڑی گل گلزار اشرفیت نبیرہ حضور اشرفی میاں

عظیم المرتبت پیر طریقت اشرف الاولیاء حضرت مولانا الشاہ ابوالفتح سید محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھہ مقدسہ علیہ الرحمہ بھی ہیں۔آپ علم وفضل کے تاجدار وز بردست مناظر اور چرخ ولایت کے درخشندہ ستارے تھے۔صدق وصفا،صبر ورضا، زہد وورع،توکل واستغفار واستقامت وعزیمت، تقویٰ وطہارت مجد وشرف، خلوص وللہیت ، خوف وآخرت عمل بالسنہ،عفوودرگزر حکمت ودانش علم و معرفت ، سادگی وخاکساری تواضع وانکساری ، شیریں ونرم گفتاری مہمان نوازی جیسے ان تمام اوصاف واخلاق فاضلہ کے جامع تھے۔ جو کسی ایک مرشد برحق اور مذہبی وروحانی پیشوا کے لئے ضروری ہوتے ہیں آپ کی پوری زندگی دین حنیف اور شرع متین کی تبلیغ وترویج کے لئے زرخیز علاقوں کے بجائے غربت وجہالت زدہ اورکوددہ علاقوں کو پسند فرمایا۔جن میں مشرقی شمالی بہار بنگال اور مدھیہ پردیش کی سنگلاخ زمین سرفہرست ہے۔ان علاقوں میں حضرت علیہ الرحمہ جو بھی ٹمٹماتا ہوا چراغ ان علاقوں میں نظر آرہا ہے وہ آپ ہی کا روشن کردہ ہے۔

چمن میں پھول کھلنا کوئی کمال نہیں

زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحراء کو

☆ مولانا عبدالباری ندوی تابش اشرفی ڈائرکٹر الفرید ایجوکیشنل اکیڈمی پھربھیلی کٹیہار، بہار تحریر فرماتے ہیں۔حضور اشرف الاولیاء قدس سرہ العزیز نے ہر موڑ پہ اپنے چاہنے والوں کی دستگیری فرمائی، دینی غیریت کے ساتھ امت مرحومہ کی رہنمائی فرمائی ہے۔ پوری دردمندی ودل سوزی کے ساتھ قوم کی چارہ سازی فرمائی ہے۔متلاشیان حق کے لئے بیابان کی شب تاریک میں عبداللہ بیابانی کا کردار پیش کیا ہے ۔گمشدہ راہ کے لئے منارۂ شمع ہدایت تھے۔جن کی سیرت و شخصیت کے جلوۂ صدرنگ کے نقوش لازوال آج بھی نمایاں ہیں۔جن کی صدائیں حقانیت فضاوصحرا

میں ایک بانگ رحیل تھے۔ جن کی خاموشی میں افکار کا ہجوم تھا۔ جن کی گفتار گنجینہ معرفت کا خزینہ تھی۔ جن کی رفتار شریعت مصطفوی کا آئینہ دار تھی۔ جن کی شان وشوکت شاہی جاہ وجلال کو بھی ہیچ کرتی تھی۔ جن کی زندگی اصحاب کمال وجمال کا امین تھی جن کی حیات کا ہر لمحہ تاریخ دعوت وعزیمت کا زریں باب تھا۔ جن کی بارگاہ سے ایمان ویقین کے چشمے ابلتے تھے۔ جن کے در سے حقیقت و معرفت کے سوتے جاری رہتے تھے۔ جن کی ذات سے شریعت وطریقت حقیقت ومعرفت کے سوتے جاری رہتے تھے۔ جن کی ذات سے شریعت وطریقت کے سنگم بہتے تھے۔ یہی وہ اوصاف تھے جن کے سبب ملک کی بیشتر تنظیموں تحریکوں دانشکدوں و مدرسوں نے انہیں اپنا سرپرست تسلیم کرنے میں فخر محسوس کیا۔ اور انہیں ان کی شایان شان وقار بخشا۔ ویسے تو حضرت کا علمی ودینی ربط بے شمار تنظیموں وتحریکوں سے تھا۔ تاہم اپنی عمر مستعار کے آخری ایام میں اپنی رشد وہدایت کا مرکز سرزمین قطب شہر پنڈوہ شریف کو بنایا جہاں حضرت نے مخدوم اشرف مشن کی بنیاد رکھی۔ اور مشن مخدوم اشرف سرزمین ہند میں ملت اسلامیہ کی تعلیمی تربیتی روحانی اصلاحی وفکری تاریخ کا ایک روشن باب ہے ان سارے اوصاف کے ساتھ حضرت کی روشن ضمیری کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ جو راقم الحروف کے گاؤں سے ہی متعلق ہے ۱۹۹۶ء کی بات ہے کہ حضور اشرف الاولیاء قدس سرہٗ العزیز سے راقم الحروف کے گاؤں پر بھیلی کٹیہار میں آخری بار تشریف لائے۔ جہاں حضرت کو ایک عظیم الشان دوروزہ کانفرنس کی سرپرستی فرمانی تھی۔ کانفرنس کی صدارت فرمانے کے لئے حکیم الملت الحاج سیدی قطب الدین اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی تشریف لا چکے تھے۔ ان کے علاوہ ملک کے مشاہیر مشائخ عظام ونامور علمائے کرام نے شرکت فرمائی تھی۔ خصوصی طور پر (سیاح) ایشیا وافریقہ حضرت مولانا سید محمد اشرف کلیم اشرفی الجیلانی جائسی ولی عہد سجادہ نشیں خانقاہ جائس شریف، رائے

بریلی، سبحان الہند حضرت علامہ سید مکی راشد اشرف اشرفی الجیلانی بیڑہ حضور محدث اعظم ہند کچھوچھہ شریف ،گل گلزار اشرفیت علامہ سید نظام الدین اشرف اشرفی الجیلانی فرزند ارجمند حکم المت کچھوچھہ شریف۔ خطیب ہندوستان حضرت مولانا ہاشم اشرفی کانپوری صاحب کے اسماء گرامی قابل ذکر ہے۔ بہت ہی عجلت میں کانفرنس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ رقم کی حصولیابی بھی کوئی خاص نہیں ہوئی تھی۔ جلسہ کے اختتام کے بعد جب مہمانوں کو رخصت کرنے کا وقت آیا۔ کانفرنس کے روح رواں برادر گرامی حضرت علامہ عبدالحکیم اشرفی رحمتہ اللہ علیہ ان کے معاون غلام یٰسین سرپنچ و دیگر منتظمین پس وپیش میں پڑ گئے کہ کن کو کتنا نذرانہ دیا جائے۔ حضور اشرف الاولیاء حالات سے باخبر ہو گئے۔ برادر گرامی و سرپنچ کو اپنے قریب بلوایا اور ارشاد فرمایا پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کانفرنس کے سارے اخراجات کو پورے کرنے کے بعد جو روپیئے آپ کے پاس بچیں وہ مجھے دے دیجئے۔ میں اپنے ہاتھ سے سب کو نذرانہ دونگا۔ کسی کو کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ مہمانوں کی ضیافت میں روپئے کسی سے قرض لیں یا زمین گروی رکھیں۔ اور بعد میں غیروں کو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ کچھوچھہ شریف سے مولانا یا سرپنچ صاحب کے پیر آئے تھے جنہوں نے اپنے نذرانہ کے لئے اپنے مرید پر قرض کا بار لاد دیا ہے پھر حضرت نے تمام معزز مہمانوں کو اپنے قریب بلا کر اپنے دست مبارک سے نذرانہ پیش کیا۔ سب نے خوشی خوشی حضرت کے دست اقدس سے نذرانہ لیا۔

☆ حضرت مولانا مفتی شہاب الدین اشرفی جامعی استاذ و مفتی جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف تحریر فرماتے ہیں اشرف الاولیاء مولانا شاہ سید مجتبیٰ اشرف کے اخلاق و کردار و عادات واطوار کے مالک تھے۔ آپ ایمان وایقان کے اعلیٰ منزل پہ قائم تھے۔ یہ کمال ایمان کا ہی ثمرہ ہے کہ آپ

کی زندگی کا ہر لمحہ شریعت مطہرہ کے مطابق گزرتا تھا۔ شب و روز کے معمولات سے ایمان میں پختگی ظاہر ہوتی تھی۔ عمل میں تسلسل اور ناسازگار ماحول میں استقامت آپ کے یقین محکم کی بین دلیل ہے۔ آپ کی دینی و علمی خدمات کا دائرہ ہندوستان کے علاوہ متعدد بیرونی ممالک کو محیط تھا۔ آپ نے اپنی پوری زندگی شجر اسلام کی آبیاری میں صرف کر دی۔ اپنی روحانی بیانات اور کردار عمل سے اسلام کی صحیح تصویر لوگوں کے سامنے پیش کی۔ سینکڑوں غیر مسلموں نے آپ کی روحانی بیانات سے متاثر ہو کر اپنی بدعقیدگی سے تائب ہوئے۔ آپ کی مجلسی گفتگو دینی، اسلامی اور اخلاقی معلومات پر مشتمل ہوتی تھی۔ جس نے بہتوں کے دل کی دنیا بدل دی ہزاروں کو اس سے روشنی ملی۔ آپ کی زندگی سنت رسول کا آئینہ تھی۔ آپ کے قول اور کردار اور عمل سے انسانی کمالات کی تابانی کا ظہور ہوتا ہے۔ زندگی کے ہر زاویہ شمع اسلام کی ضیاء پھوٹتی نظر آتی ہے۔ آپ کی زندگی حقیقت میں ایک مرد مومن کی مکمل تصویر ہے۔ اس میں ایک مرد کامل کے ایمان کی بہار ہے او کردار و عمل کی ایک مستحکم عمارت بھی پند و نصیحت کے شگفتہ پھول ہیں تو اسلام کی داعیانہ تڑپ بھی۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا صدق و اخلاص، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تدبر، حضرت عثمان غنی کی سخاوت، حضرت مولیٰ علی کی شجاعت، حضرت امام حسین کی جذبہ ایثار اور حضرت ابوذر کی فقر کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ گویا آپ کی زندگی ایک مومن کامل کی زندگی کا حسین گلدستہ ہے۔ جس کے ہر پھول میں اخلاص و محبت، ایمان و عرفان کی بو پائی جاتی ہے۔ اشرف الاولیاء حضرت مولانا شاہ سید مجتبیٰ اشرف علیہ الرحمہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ آپ کی ذات میں خدمت خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ لوگوں کی دلجوئی اور خلق خدا کی نفع رسائی کو عظیم عبادت سمجھتے تھے۔ اس راہ میں پیش آنے والے تمام مصائب و مشکلات کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے تھے۔ تبلیغ دین اور رشد

وہدایت کے دشوار گزار گھاٹیوں کا حال وہی سمجھ سکتا ہے جس کے قدم اس سے عبور کر سکتا ہے اس راہ یں کتنے قدم اٹھے اور اپنی شکستہ پائی کا اعتراف کر کے گناہ کش ہو گئے۔ کتنے جانباز اس سنگلاخ زمین کو عبور کرنا چاہا اور آبلہ پائی کا شکوہ کرتے ہوئے میدان سے باہر آ گئے۔ اشرف الاولیاء اس مرد آہن کا نام ہے جن کے قدم کو حوارث روزگار سخت چٹان بھی نہ روک سکی۔ ان کے یقین محکم اور جہد مسلسل کے آگے مصائب و مشکلات کی آہنی دیوار کھڑی نہ رہ سکی۔ ان کی عالمگیری محبت نے نفرت و عداوت کا گلا گھوٹ دیا۔ آپ جس علاقے میں گئے وہاں عشق و عرفان کے ایسے نقوش چھوڑے جو آج بھی لوگوں کے لئے مشعل راہ بنے ہوئے ہیں جس شہر میں مقیم ہوئے آپ نے کردار و عمل سے لوگوں کے لئے راہ عمل کو متعین کیا۔ جس قصبہ اور دیہات کا دورہ کیا اس کو عشق و محبت کا ایسا قلعہ بنا دیا جو گمراہیت اور بدمذہبیت کی آندھی میں بھی لوگوں کے ایمان و عمل کی حفاظت کر رہا ہے۔ اشرف الاولیاء نے بنگال کی سنگلاخ زمین کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا اس زمین کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ یہاں کی تہذیب و تمدن پر کسی دوسری تہذیب و تمدن رنگ نہیں چڑھ سکتا ہے۔ یہاں قدیم ثقافت پر دوسری ثقافت کا نقش قائم نہیں ہو سکتا ہے۔ یہاں کے بود و باش کو نئے طرز پر نہیں ڈھالا جا سکتا ہے۔ اشرف الاولیاء نے اس سرزمین میں تبلیغ اور رشد و ہدایت کا کام مخدوم اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ کے طرز پر انجام دیا۔ آپ نے یہاں کے لوگوں کے مزاج اور ماحول کو سمجھا ان لوگوں کے قومی جذبات واقدار محوظ رکھتے ہوئے اصلاح کا کام شروع کر دیا۔ چند سالوں میں ہی یہ سرزمین اسلامی تہذیب و ثقافت سے آراستہ ہو گئی۔ لوگوں میں دینی بیداری پیدا ہوئی اور ان کے دل عشق رسول سے معمور ہو گئے۔ غرضیکہ اشرف الاولیاء کے واسطہ سے قدوۃ الکبر غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کا فیضان بنگال کی سرزمین پر اس طرح برسا کہ اس میں

ایمان وعرفان اور اخلاق ومحبت کی فصل بہار لہلہانے لگی۔ ہر طرف قال اللہ وقال الرسول کا نغمہ گونجنے لگا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ کو قیامت کے دن انہیں نیک بندوں کے سائے میں اٹھائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆☆☆☆☆☆

☆ حضرت مولانا سید واقف علی اشرفی، محلّہ سادات سید پور بدایونی رقمطراز ہیں، خانوادہ اشرفیہ سے کون واقف نہیں؟ یہ وہ خانوادہ ہے جس کی دینی وتبلیغی خدمات امت مسلمہ کی سات سو سالہ تاریخ پر محیط ہیں۔ تاریخ ہند اور تاریخ سنیت سے شغف رکھنے والے حضرات اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے ہیں۔ گذشتہ سات صدیوں میں اس خانوادہ کے گلہائے شگفتہ کی بھینی بھینی خوشبو جا بجا پھیلی ہوئی ہے جس کے تصور سے ہی ذہن معطر ہو جاتا ہے۔ یہ وہ خانوادہ علم وفضل ہے جس نے شجر علم کو ایسے لاجواب پھلوں سے بار آور کیا جس کا لطف عرصہ دراز محسوس کیا جاتا رہا ہے۔ جس نے فکر وعمل کے ناپید کنار سمندر سے وہ یاقوت وجواہر نکالے جس کی چمک سے ایک زمانہ روشن ہو گیا۔ اور اہل بصیرت وعقیدت آج بھی اسی چمک سے فیض حاصل کر کے شادکام ہو رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ خانوادہ اشرفیہ کی تاریخ سے واقفیت کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فیاض ازل نے دعیان اسلام کی خوبصورت لڑی میں پورے خانوادہ کو ہی پرو دیا ہے۔ ماضی قریب میں اس خانوادہ کی مشہور و معروف شخصیات میں ایک نام حضرت شاہ ابوالفتح پیر سید مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ و رضوان کا ہے آپ مجدد سلسلہ اشرفیہ مخدوم الاولیاء اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے چہیتے اور منھ لگے پوتے تھے اور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی زوجہ ثانیہ کے شاہزادے حضرت علامہ

پیر سید مصطفیٰ اشرفی اشرفی قدس سرہٗ النوری کے صاحبزادہ ہیں۔ حضور اشرف الاولیاء جب میدان تبلیغ میں آئے تو اپنی کاوشوں کو صرف کرنے اور جلوؤں کو بکھیرنے کے لئے سرزمین بنگال کا انتخاب کیا جو اسلامی تعلیمات سے نا آشنا اور دینی احکامات سے نابلد تھی۔ جہاں کے لوگ جاہلانہ رسوم سے مقید اور بہم پرستوں کا شکار تھے۔ اس بنجر و سنگلاخ زمین کو تبلیغ دین متین کے لئے منتخب کرنا آپ کے بلند حوصلوں کو اور پختہ عزائم کا پتہ دیتا ہے۔ اور آپ کے تبلیغی جذبات پر واضع دلیل ہے آپ کے جذبات کی صداقت کا اندازہ صحیح معنی میں اسی وقت لگایا جا سکتا ہے جب ان دور افتادہ دیہات علاقہ جات کا مشاہدہ کیا جائے۔

چمن میں پھول کا کھلنا کوئی کمال نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنادے صحرا کو

☆ مولانا ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی، ایم۔اے۔ پی۔ایچ۔ڈی، استاذ جامعہ منظر الاسلام بریلی شریف تحریر فرماتے ہیں اشرف الاولیاء نمبر ۱۰ کے ذریعہ یہ معلومات دوسروں کے لئے نصیحت اور درس عبرت بن جائے تو میری یہ کوشش سرمایہ حیات اور نجات اخروی کا باعث ہو جائے گی۔

ایسی حسن نیت کے پیش نظر چند اہم واقعات و کرامات میں تحریر کر رہا ہوں۔ یہاں پر یہ بات بھی واضع رہے کہ میں جو کچھ بھی قلم بند کرنے جا رہا ہوں یہ بات میری ذاتی معلومات میں نہیں بلکہ ی تمام معلومات حضرت کے مرید خاص جناب زاہد رضا خان اشرفی، ریٹائرڈ سینئر ایکزیکیوٹیو آفیسر، مہانگر محلہ ذخیرہ، بریلی شریف سے حاصل شدہ ہے۔ آپ بیتی واقعات و حالات کو سلسلہ وار قلم بند کر کے مجھے عنایت فرمایا۔ جناب زاہد رضا خان اشرفی صاحب رقمطراز میں میرے والد بزرگوار جناب حافظ حاجی علی رضا خان صاحب اشرفی حضرت کو سب سے پہلی بار دور طالب علمی

میں بریلی شریف لائے تھے۔ اس دور طالب علمی اور عہد طفلی میں حضرت نے میرے والد محترم سے موت وزیست کے کسی مسئلے پر ارشاد فرمایا تھا کہ حاجی صاحب میں آپ کی مغفرت کی دعا کروں گا۔ حضرت کا بچپنہ گزار، جوانی گزری، ضعیفی اور پیری کی دہلیز پر حضرت نے قدم رکھا۔ کئی دہائیاں گزر گئی۔ لیکن حضرت کو اپنا وعدہ یاد رہا۔ وعدہ کا اعادہ اور یاددہانی کا واقعہ اس طرح سے رونما ہوا کہ جب میرے والد محترم ۱۹۸۷ء میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو حضرت بغیر کسی اطلاع کے اچانک بریلی شریف تشریف لائے۔ جب خانقاہ میں حاضر ہوئے تو انہیں کسی عقیدت مند کے ذریعہ خبر ملی کہ حاجی علی رضا خان صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ آج ان کا تیجہ ہے۔ حضرت اطلاع ملتے ہی بہ نفس نفیس میرے گھر تشریف لائے اور تیجہ کی فاتحہ میں شرکت کی اور حضرت نے حاجی صاحب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔ دعا کے بعد مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ میرا وعدہ آج پورا ہو گیا۔ میں نے بے ساختہ لفظ وعدہ سن کہ دریافت کیا کہ حضور کیسا وعدہ تو حضرت نے اپنے بچپنے کا پورا واقعہ سنایا جسے سن کہ مزید آبدیدہ ہو گیا۔ مختلف واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے جناب زاہد صاحب یوں رقمطراز ہیں کہ حضرت بسلسلہ علاج دہلی میں قیام پزیر تھے۔ میں اس وقت دہرادون میں ملازمت کرتا تھا۔ علالت کی خبر سن کر میں حضرت سے شرف نیاز حاصل کرنے کے لئے دہلی حاضر خدمت ہوا۔ میں نے از راہ محبت وعقیدت حضرت کی خدمت میں معروضہ پیش کیا کہ آپ میرے ساتھ دہرادون تشریف لے چلیں۔ میرے خیال سے وہاں کی فضا اور آب وہوا آپ کی صحت وتندرستی کے لئے زیادہ مناسب اور مفید ہوگی۔ حضرت نے فرمایا آپ کا مشورہ ٹھیک ہے لیکن ڈاکٹر کی بھی صلاح اور اجازت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں جب ڈاکٹر سے اجازت طلب کی گئی تو ڈاکٹر نے بھی اجازت دے دی۔ فوری طور پر رخت سفر تیار ہوا اور حضرت میرے ساتھ

بہرادون تشریف لائے، ایک خاتون دیوبندی خیالات کی میرے کوارٹر سے قریب رہتی تھی۔ پڑوسی ہونے کے ناطے گھر میں اس کا آنا جانا تھا۔ میرے گھر میں ایک خوبرو حسین وجمیل بزرگ ہستی کو دیکھ کہ اس عورت نے میری اہلیہ سے حضرت کے بارے میں پوچھا۔ اہلیہ نے عقیدت ومحبت کے انداز میں حضرت کی باکمال شخصیت اور روایت کا ذکر تفصیل کے ساتھ کر دیا۔ حضرت کی تعریف و توصیف سن کر اس عورت نے اپنے آپ شوہر کی زیادتی اور ظلم کی داستان اسی لحہ میں میری بیوی کو سناڈالی۔ داستان الم کا ہرایک گوشہ بہت بھیانک اور افسوس ناک تھا۔ میری اہلیہ نے حضرت سے اس عورت کی ریریشانی کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا۔ معاملہ یہ تھا کہ عورت مرد میں کافی دنوں سے ناراضگی تھی۔ ناراضگی اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ شوہر عورت کو ایک پل دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا۔ اور نہ ہی عورت کے ہاتھ کا کھانا پینا گوارہ کرتا تھا۔ اگر کھانا شوہر کے سامنے وہ عورت رکھ بھی دیتی تھی تو شوہر اس کھانے کو اٹھا کر پھینک دیا کرتا تھا۔ حضرت نے یہ ساری باتیں سننے کے بعد اس عورت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہارے گھر میں زینہ کے پاس کیلیں گڑی ہوئی ہیں، عورت نے اس بات میں سر ہلایا اور زبان سے بھی کہا کہ ہاں گڑی ہیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا تم اپنے گھر سے تھوڑی مٹی لاؤ، عورت فوراً گئی اور مٹی لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوگئی۔ حضرت نے اس مٹی پر کچھ دم کیا اور فرمایا تم اس مٹی کو اپنے پاس رکھنا پھر شوہر کے پاس جانا اور کھانا وغیرہ پیش کرنا۔ انشاءاللہ اب شوہر تم سے خوش رہے گا، نفرت وعداوت دور ہو جائیگی اور محبت والفت کا رشتہ ہموار ہو جائے گا۔ حضرت نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ اس دن سے وہ عورت حضرت کی معتقد اور گرویدہ ہوگئیں۔

آگے تحریر فرماتے ہیں کہ ایک ہندو عورت کے ہاتھ میں مسلسل درد رہتا تھا۔ اس نے بہت علاج کروایا لیکن افاقہ نہیں تھا۔ درد سے اس قدر پریشان تھی کہ ہاتھ کو اوپر نیچے یا دائیں بائیں گھمانے

کے ارادے سے وہ کانپ جایا کرتی تھی۔ کسی طرح اس عورت کو خبر لگی کہ حضرت میرے گھر تشریف فرما ہیں۔ وہ عورت میرے گھر آ گئی، حضرت سے ملنے اور اپنی پریشانی بیان کرنے کی خواہش ظاہر کی، میں نے اس کو حضرت کی بارگاہ میں آنے کی اجازت دیدی اور اس کی پریشانی کا ذکر بھی حضرت سے کر دیا۔ حضرت نے ہاتھ پر کچھ پڑھ کر دم کیا پھونک مارتے ہی ہاتھ کا درد کافور ہو گیا لیکن اس وقت حضرت کا چہرہ بڑا ہی پر جمال تھا۔ آنکھیں ملانا مشکل تھا۔ کچھ دیر بعد حضرت نے اس عورت کو مخاطب کر کے فرمایا بتاؤ اب درد ہے یا نہیں۔ عورت نے جواب دیا حضور اب ذرہ بھی درد نہیں ہے۔

☆ حضور اشرف الاولیاء جب طعام فرماتے اس میں بے حساب برکتیں بریلی شریف میں رونما ہوئیں۔ ایک مرتبہ میں نے حضرت کو اپنے گھر پر کھانے کی دعوت کی جب حضرت خانقاہ شریف سے روانہ ہونے لگے تو اسی وقت سکھانوں ضلع بدایون سے کچھ مرید حضرت سے ملنے بریلی آ گئے۔ حضرت کے ساتھ وہ لوگ بھی میرے گھر آ گئے۔ اب میں اور میری بیوی پش و پیش میں کے کیا ہوگا۔ کھانا تیار کرنے میں تاخیر ہوگی ابھی ہم لوگ اس شیش و پنج کے شکار ہی تھے کہ حضرت نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا زاہد میاں کھانا تیار ہے۔ دستر خوان لگاؤ۔ حسب حکم میں نے عالم اضطرابی میں دستر خوان بچھایا جو کھانا تیار تھا وہ دستر خوان پر رکھ دیا۔ اندازے کے مطابق وہ کھانا صرف دو تین آدمی ہی کو کافی ہوتا، حسن اتفاق کہیئے کہ اسی وقت میرا ایک عزیز بھی آ گیا، کل ملا کر چھ آدمی ہو گئے۔ سب نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا لیکن حضرت کے کرم سے ایسی برکت ہوئی کہ کھانا پھر بھی بچ گیا۔

جناب زاہد رضا صاحب خود اپنی بیماری کا واقعہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ۱۹۹۹ء میں مجھے دل کے درد کا دورہ پڑا (ہارڈ اٹیک ہوا) میں بیہوش ہو گیا۔ اسی بیہوشی کے حالت میں مری بیوی نے جیسے تیسے کر کے مجھے ایک بریلی کے جانے مانے پرائیوٹ نرسنگ ہوم میں ایڈمٹ کر دیا۔ ڈاکٹروں

نے میری حالت دیکھ کر تشویش کا اظہار کیا۔ ڈاکٹروں کی تشخیص اور تشویش سے میری بیوی کی ہر پریشانی اور الجھن مزید بڑھ گئی۔ اس وقت ان کی ذہنی الجھنیں اور دلی کیفیت ایسی ہوگئی تھی جو ناقابل بیان اور لائق تحریر نہیں۔ وہ بار بار اپنے پیر کو یاد کرتی رہی اور بارگاہ الٰہی میں میری صحت کے لئے دعا کر رہی تھی۔ اسی بے چینی میں ان کی آنکھ لگ گئی۔ حالت خواب میں انہوں نے اپنے پیر کو دیکھا کہ وہ سامنے کھڑے ہیں اور ارشاد فرمارہے ہیں کہ تم اس قدر پریشان کیوں ہو، لو دیکھو یہ لسٹ ہے میں نے ان کا نام لسٹ سے مٹادیا ہے۔ اسی درمیان میری بیوی کی آنکھ کھل گئی۔ خواب کا منظر آنکھوں میں گردش کر رہا تھا۔ اس لئے انہیں پیر کے کہنے اور دھارس دلانے سے قدرے سکون ہوا! تھوڑی دیر بعد ہی مجھے ہوش آگیا پھر ہلکے ہلکے بیماری دور ہوگئی دل کا عارضہ ختم ہوگیا اور میں تندرست ہوگیا۔

اللہ اللہ اس نگاہ شوق کی رونمائیاں

مجھ نکمے پر بھی اس درجہ کرم فرمائیاں

☆ حضرت مولانا محمد احمد رضا قادری حنفی دیناجپوری معلم الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ، برصغیر ہندو پاک کی مشہور ترین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کسی تعارف کامحتاج نہیں۔ اس کی تاریخ جس قدر قدیم ہے اسی قدر سنہری اور تابناک بھی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مخدوم پاک کی اولاد میں ایسے ایسے جوہر قابل افراد کو منصبہ شہود پر جلوہ گر فرمایا جن کی دینی، ملی، فکری، سیاسی، قومی، سماجی اور معاشی و اقتصادی خدمات سے ایک جہاں منور ہے۔ آقائے نعمت اشرف الاولیاء سید الاصفیا عامل شریعت، واقف اسرار طریقت مرشد برحق اولاد رسول، گلشن اشرفیت کے مہکتے پھول حضور الحاج ابوالفتح الشاہ سید محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی خانقاہ بافیض

کے ایک فردفرید ہیں۔ جن کا شمار بیسوی صدی عیسوی نصف آخر کے ان اکابر علماء مشائخ میں ہوتا ہے جن کی زندگی کا ہر لمحہ شریعت وطریقت اور عشق ومحبت کا ایک ایسا شفاف آئینہ ہے جس میں ہر معیار کا انسان اپنی کامیابی وظفر مندی کی جھلک دیکھ سکتا ہے۔

گلشن فاطمہ زہرا کا ہر گل تر ہے

کسی میں رنگ علی ہے کسی میں بوئے رسول

ان جیسی عظیم المرتبت شخصیتوں کے اوصاف وکمالات حرف تحریر وقلم کی زبان محدود نہیں جو یہ کہہ کر نظر انداز کر دیئے جائیں کہ کسی عقیدت مند کی عقیدت کا نتیجہ ہے بلکہ سچائی یہ ہے کہ عوام وخواص اور اپنے وبیگانوں کے قلوب واذہان پر انہوں نے فکر وعمل اور علم اور اخلاص کے جو نقوش آبدار چھوڑے ہیں وہ بذات خود روشن وتابندہ ہیں۔

فطرت کا سرود ازلی اس کے شب وروز

آہنگ میں یکتا صفت میں سورہ رحمٰن

سرور کائنات محمد ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس سرزمین پر مبعوث فرمایا وہ انتہائی سنگلاخ اور مشکل ترین زمین تھی۔ جہاں ہر طرف پتھروں کا راج تھا ایک ایسی زمین جہاں کے بسنے والے بھی پتھریلی طبیعت کے حامل تھے۔ اوران کا دل بھی پتھر جیسا ہی سخت تھا۔ حتیٰ کے پتھروں کے آگے ان کی گردنیں بھی جھکی ہوئی تھیں ایسے ماحول میں آپ کو حکم ہوا کہ ان پتھروں کا مقدار بدلا جائے۔ ذرا غور کیجئے یہ کتنا مشکل کام ہے۔ مگر دنیا نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا کہ سرور کائنات ﷺ نے اپنی زندگی کی ایک قلیل مدت میں ان پتھروں کو گلوں کی نزاکت، پھولوں کی لطافت اور درد دل سوزوں سے اس قدر نوازہ کہ ان میں زندگی کی حرکت بھی پیدا ہوئی اور بندگی کی

حرارت بھی، بلکہ ان کے دل ایسے نرم ہو گئے کہ انہیں شبنم کی ٹھوکر سے بکھیرنے کا اندیشہ ہوتا تھا، ہاں ن کی سختی وشدت قائم رہی ۔مگر باطل کے لئے جس کی منظر کشی قرآن عظیم نے اس خوبصورت انداز سے فرمائی ہے۔ محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم (الفتح) اس منظر نامہ کو میں نے اس لئے پیش کیا ہے کہ آپ اسے سامنے رکھیں اور اس کی روشنی میں حضور اشرف الاولیاء کی زندگی کا مطالعہ کریں تو آپ پر عیاں ہو جائے گا کہ حضرت کی زندگی سیرت رسول ﷺ کا عکس جمیل، حیات رسول ﷺ کا آئینہ دار اور جب رسول ﷺ کا پرنور کامل ہے خصوصاً سرزمین بنگال میں آپ نے جن روح سوز مشقتوں اور قیامت خیز حالات کا سامنا کر کے علم وحکمت اور رشد و ہدایت کے جو گوہر لٹائے ہیں وہ دلہن تاریخ کے ماتھے پر بندیا کی طرح ہمیشہ چمکتے رہیں گے ۔خطہ بنگال کا شمالی علاقہ اور سکم، آسام، بھوٹان اور اس کی نواحیات میں حضور اشرف الاولیاء کی جو دینی ملی خدمات ہیں وہ نا قابل فراموش ہیں ۔آپ کی آمد سے قبل ان علاقوں میں اگر چہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد آبادتھی مگر ان کی مذہبی حالات نا گفتہ تھیں ۔مخلوط رسم ورواج کے اندھیروں میں ان کی شناخت غالباً کھو چکی تھی ۔بعض جگہوں کا یہ عالم تھا کہ مسلمانوں ہندوؤں کی پوجا پاٹ اور دیگر مذہبی رسومات میں حصہ لینا کوئی عیب نہیں سمجھتے تھے۔ کہیں کہیں ایک دو مسجد یں بھی قائم تھیں مگر مدارس اسلامیہ کا پرانے نام کا بھی کوئی وجود نہیں تھا۔ نیز غربت ومصیبت، تنگدستی وبدحالی اور اس پر مذاہب باطلہ کی یلغار مستزادتھی ۔ان حالات اور ایسے ماحول میں دعوت وتبلیغ کا کام کرنا کس قدر دشوار ترین ہے یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں ۔مگر حضور اشرف الاولیاء اس میدان کارزار میں بلاخوف لومتہ الائم صرف اللہ کے بھروسے اور رسول ﷺ کے سہارے اصلاح امت کے لئے اتر پڑے ان سنگلاخ خطوں میں دعوت وارشاد کے خاطر آپ جس ولولہ شوق اور

عزم وحوصلے کے ساتھ اترے تھے اس کی ترجمانی یوں کی جاسکتی ہے۔

ہویدا آج اپنا زخم پنہاں کر کے چھوڑوں گا

لہورورو کے محفل کو گلستاں کر کے چھوڑوں گا

جلانا ہے مجھے ہر شمع دل کو سوز پنہاں سے

تیری تاریک راتوں کو چراغا کر کے چھوڑوں گا

میرے والد گرامی (بلبل بنگال) حضرت مولانا الیاس اشرفی علیہ الرحمہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے استاذ مفتی نصیرالدین صاحب اشرفی خلیفہ قطب ربانی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے پیر کی گلی دکھائی اور میرے پیرومرشد غوث الزماں اشرف الاولیاء حضور سید مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رضائے الٰہی کا راستہ دکھایا۔ آپ کا بیان ہے کہ ایک بار حضور اشرف الاولیاء کے ساتھ دیہاتی علاقہ میں جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ برسات کا موسم تھا ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ گاؤں تک پہنچنے کے لئے بیل گاڑی بھیجی گئی تھی۔ حضور اشرف الاولیاء کے ہمراہ ہم لوگ بیل گاڑی پر سوار ہو گئے اور مسلسل ڈھائی تین گھنٹے چلتے رہے۔ راستہ انتہائی خراب اور کیچڑ آلود تھا کبھی ایسا موجود تھا کہ گاڑی اب پلٹ جائیگی۔ مگر حضرت کی پیشانی پر بل نہیں پڑے تھے۔ بلکہ علمی لطیفے سے ہم لوگوں کو محفوظ فرما رہے تھے۔ گاڑی کے قریب ایک جگہ ٹوٹا ہوا بانس کا پل تھا۔ گاڑی بان نے عرض کی حضور گاڑی یہیں تک آئی ہے اس سے آگے جانا مشکل ہے۔ حضور اشرف الاولیاء نے فرمایا بھئی تمہارے لئے مشکل ہے ہمارے لئے نہیں۔ پھر وہاں سے بڑے اطمنان وسکون کے ساتھ پیدل چل کر گاؤں تک تشریف لائے۔

میں کہاں رکتا ہوں عرش وفرش کی آواز سے

مجھے اونچا جانا ہے بہت حد پرواز سے

والد گرامی نے حضور اشرف الاولیاء کی ایک کرامت یہ بیان کی کہ بھوٹان کے ایک علاقہ میں حضور اشرف الاولیاء تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ میں بھی تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی اور ابھی ایک گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا کہ تیز آندھیاں چلنے لگی۔ اراکین جلسہ صورت حال سے گھبرا کر آپ کی بارگاہ میں التجا پیش کی کہ حضور سارا کیا دھرا خاک میں مل جائے گا۔ آپ نے برجستہ فرمایا گھبراؤ نہیں جلسہ انشاء اللہ ہو کر رہے گا۔ پھر آپ نے لباس اشرفی زیب تن فرمایا اور عصا ہاتھ میں لے کر اراکین جلسہ کی جھرمٹ میں نعرہائے تکبیر و رسالت کی چھاؤں میں جلسہ گاہ کی طرف چل پڑے، لوگوں نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھا کہ آپ جوں جوں جلسہ گاہ کی طرف بڑھ رہے ہیں آندھیوں کا زور کم ہوتا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ آپ اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے اور آندھیاں بالکل ختم ہو گئیں۔ آپ کی آمد کے ساتھ وہ لوگ بھی واپس آگئے جو آندھیوں کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا اور تقریباً رات ایک بجے آپ کی پرسوز دعاؤں پر نہایت ہی کامیابی کے ساتھ جلسہ اختتام پزیر ہوا۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد جب آپ اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے تو پھر سے آندھیاں چلنے لگیں۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر اپنا کام کر دیا اب تم اپنا کام کرو۔ آپ کی کرامت سے متاثر ہو کر بے شمار غیر مسلم دامن اسلام سے وابستہ ہوئے اور بہت سے مذاہب اپنے عقائد فاسدہ سے توبہ کی۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے ان کے زور بازو کا

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔

☆ شیخ محمد منا بانکڑہ خیز بارہ بستی ہوڑہ اپنے مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہمدرد قوم وملت

جناب عبدالرشید ساکن بانکڑہ نے سرزمین بانکڑہ پر ایک مسجد و مدرسہ تعمیر کرنے کا ارادہ کیا وہ خواہش تھی کہ کسی عظیم ہستی کے دست مبارک سے اس مسجد کی بنیاد رکھی جائے۔اس دوران حضور اشرف الاولیاء تکیہ پاڑہ تشریف لائے ہوئے تھے۔عبدالرشید صاحب نے حضرت کو بانکڑہ نئی بستی تشریف لانے کی خواہش ظاہر کی حضرت نے قبول فرمایا اور تاریخ مقرر فرمادی۔ادھر آمد اشرف الاولیاء پر تیاریاں شروع ہوگئیں اور خورد نوش کا انتظام غلام مرتضیٰ اشرف کے ذمہ تھا۔انہوں نے ایک اندازہ کے مطابق ۱۵ مہمان کا کھانا تیار کرلیا اور ادھر جب حضرت اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ غلام مرتضیٰ اشرفی کے دولت خانہ پر تشریف لائے تو تقریباً ڈیڑھ سو مہمان کا اژدہام تھا۔اب تو غلام مرتضیٰ اشرفی اپنے آپ میں پریشان ہونے لگے اور دروازہ پر کھڑے سوچ وفکر میں مبتلا تھے کہ اچانک حضرت نے انہیں متوجہ کرکے فرمایا بابو کھانا تیار ہوگیا؟ غلام مرتضیٰ اشرفی نے کہا حضور کھانا تیار ہے تو حضرت نے فرمایا کھانا لائیے۔غلام مرتضیٰ اشرفی نے کھانا پیش کیا اور حضرت نے اس پر فاتحہ پڑھی بعدہٗ فرمایا اسے اونچی جگہ پر رکھ دینا اور سب کو کھانا کھلانا شروع کردیا، یہاں تک کہ جس قدر مہمان آئے ہوئے تھے تقریباً سبھی نے کھانا کھایا۔میں نے اندازہ لگایا کہ تقریباً دو سو مہمان کھانا کھائے ہوں گے یہ سوچ کر میں حیران رہ گیا کہ ۱۵ مہمانون کا کھانا دو سو لوگوں کے لئے کافی ہوگیا۔پھر حضرت نے فرمایا بابو جو فاتحہ کا کھانا ہے آپ اپنے گھر والوں کے ساتھ مل کر کھالینا۔

آنکھ والے تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

☆ حاجی عبدالعزیز اشرفی کی بہن مومنہ خاتون جب بہت زیادہ بیمار تھیں۔ دہلی کے ایک بڑے ہاسپٹل میں بھرتی کیا گیا۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں نے ان علاج کیا مگر فائدہ نظر نہیں آرہا تھا، بلکہ ان کی حالت اور بھی خراب ہوگی ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ یہ خبر مریضہ کے بھائی عبدالعزیز کو جو کہ بانکڑہ میں رہتے تھے، پہونچی تو اسی وقت حاجی عبدالعزیز غلام مرتضیٰ اشرفی اور جان محمد صاحب یہ تینوں حضرات معلوم کر کے سلی گوڑی سرکار اشرف الاولیاء کی بارگاہ میں حاضر ہوئیاور حاجی عبدالعزیز صاحب نے حضرت سے مریضہ کے متعلق کہا تو حضرت دومنٹ کے لئے اپنے بستر مبارک پر لیٹے رہے اور پھر فرمایا آپ کی بہن کو کچھ نہیں ہے وہ بالکل صحیح ہے آپ جاکر انہیں فون کر کے معلوم کریں حاجی عبدالعزیز نے اپنے والدین کو دہلی فون کیا تو معلوم ہوا کی بہن کی طبیعت پہلے سے بہت اچھی ہے پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ پھر اس کے بعد حاجی عبدالعزیز صاحب حضرت کی بارگاہ میں خوش خبری سنائی تو حضرت نے فرمایا جب آپ لوگ سلی گوڑی تک آگئے ہیں تو دارجلنگ کی سیر بھی کر لیجئے اور قدرت الٰہی کا نظارہ کیجئے، دارجلنگ میں قیام کے لئے ایک تحریری رقعہ بھی عطا فرمایا۔ ہم لوگوں نے جناب نظام الدین اشرفی کے دولت پر قیام فرمایا اور داجلنگ کی خوب سیر کی پھر ہم لوگ بانکڑہ واپس آئے۔ ابھی مومنہ خاتون بقید حیات ہیں اور اچھی ہیں۔

غلام مرتضیٰ اشرفی کے بھائی محمد اسلم جو کافی دنوں سے بیمار تھے۔ کئی ڈاکٹروں، حکیموں سے علاج کرایا گیا مگر کوئی فائدہ نظر نہیں آیا، آخر تک ہار کر انہیں نرسنگ ہوم میں بھرتی کرایا۔ جب نرسنگ ہوم کے ڈاکٹروں نے چیک اپ کیا تو اس نتیجہ پر پہنچے کہ ان کا گردہ خراب ہے آخر مریض کے بھائی کو بلا کر کہا کہ ان کا صحت یاب ہونا ممکن نہیں ہے اب ان کے علاج پر روپیہ خرچ کرنا بیکار ہے۔ کیونکہ یہ بہت زیادہ سے زیادہ ۱۵ دنوں کا مہمان ہے لہٰذا آپ ان کو گھر لے جائیے اور ان کی

جوخواہش کھانے کی کھلائیے۔ مایوس ہوکر اپنے بھائی کو گھر لے آیا۔ جب گھر آیا تو کسی نے بتایا کہ حضور اشرف الاولیاء تکیہ پاڑہ تشریف لائے ہوئے ہیں ۔ میں اور حاجی عبدالعزیز صاحب اسی وقت تکیہ پاڑہ چلے آئے جب حضرت کی بارگاہ میں حاضری ہوئی تو میں اپنے بھائی کے متعلق عرض کیا۔ ساری باتیں سماعت فرمانے کے بعد حضرت نے فرمایا بابو اس وقت پورا ہو چکا ہے یہ سنتے ہی میں آبدیدہ ہو گیا لیکن کچھ ہی وقت کے بعد حضرت نے فرمایا بابو اپنے بھائی سے دریافت کرو کہ میں جیسا کہونگا ویسا وہ کرینگے میں نے حکم پاتے ہی اپنے بھائی کے پاس آیا اور جیسا سرکار نے فرمایا تھا میں نے اپنے بھائی سے کہا تو میرے بھائی نے منظور کرلیا۔ جب حضرت سے آ کر کہا تو حضرت نے کچھ سامان طلب کیا حکم کے مطابق سامان لایا گیا۔ حضرت نے فرمایا اسے یہیں رہنے دو کل صبح آکر لے جانا۔ کل ہو کر حضرت سے سامان عطا فرمایا اور استعمال کا طریقہ بھی بتا دیا۔ حضرت کے حکم سے اپنے بھائی کو استعمال کرایا گیا۔ تین ہی دن ابھی گزرے تھے کہ میرا بھائی محمد اسلم بالکل ٹھیک ہو گیا صحت مند نظر آنے لگا۔ آج اسلم باحیات ہے یہ حضور اشرف الاولیاء کے نگاہ کرم ناز کا صدقہ ہے۔

ایں سعادت بروز باز ونیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اشرف الاولیاء نمبر۔ دین کا درد

مولانا ذاکر حسین اشرفی استاذ مخدوم اشرف متین پنڈوہ شریف، مالدہ بنگال تحریر فرماتے ہیں تاریخ شاہد ہے کہ کفرستان بنگال میں شہنشاہ دہلی قطب الدین ایبک کے حکم سے ملک محمد بختیار خلجی نے اسلام کا پرچم لہرایا۔ چند سال کے درمیان مشرقی ہند میں وہ عظیم المرتبت شیخ کامل حضرت سید جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ نے اہل ہنود کے لاکھوں گھروں کو نور ایمان سے منور فرمایا۔ آپ

نے خاص کر پنڈوہ میں بت پرستی کی جگہ خدا پرستی قائم کی اگرچہ خلجی مجاہد نے اسلام کا پرچم لہرایا تھا۔ لیکن سید جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ نے روح اسلام کا کامل طور پر علم نصب فرمایا۔ اسی مقدس سرزمین میں سلسلہ چشتیہ کے وہ صاحب ولایت ارباب معرفت وطریقت مخدوم العالم شیخ علاء الحق والدین گنج نبات قدس سرہٗ شاہ امامت پر فائز رہے۔ آپ نے علوم ظاہری و باطنی کو فروغ دینے کے لئے ایک روحانی خانقاہ قائم فرمائی۔ دیکھتے ہی دیکھتے چاروں سمت آپ ہی ڈنکا بجنے لگا۔ عوام و خاص میں آپ کی مقبولیت بڑھتی گئی اور آپ کے لنگر خانہ کے یومیہ اخراجات کو دیکھ کر بادشاہ وقت کو رہا نہ گیا۔ بغض وحسد میں جلنے لگا اسی انا پرستی کے سبب بادشاہ وقت نے آپ کو پنڈوہ شریف چھوڑنے کا حکم دیا۔ مخدوم العالم شاہی فرمان کا احترام کرتے ہوئے پنڈوہ شریف سے سنگار گاؤں تشریف لے گئے وہاں پہنچنے کے بعد آپ کے لنگر کا خرچ دوگنا ہوگیا۔ مہمان کی تعداد بڑھتی گئی۔ بادشاہ وقت مجبور ہوگیا لہٰذا آپ پھر پنڈوہ شریف تشریف لائے اور تبلیغ مذہب وملت میں مصروف ہوگئے۔ پھر سخاوت کا دریا بہنے لگا۔ ایک چراغ سے لاکھوں چراغ ایمانی روشن فرماتے رہے۔ آپ نے شقاوت وحرمانکا موسم بدلہ ظلم وطغیان وکفر وعصیان کی تاریکیاں مٹائی خدا اور اس کے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑا اور کلمہ کفر وذلالت کی جگہ کلمہ حق وعدالت کی بادشاہت کا اعلان عام کیا۔ آپ کے بعد آپ کے لخت جگر شیخ نور قطب عالم اور آپ کے شہرۂ آفاق مرید خلیفہ غوث العالم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمتہ ورضوان سے سلسلہ چشتیہ عالیہ کو عروج ملا۔ ان کے جد آپ کے پوتے انور شہید و شیخ رفعت الدین علیہ الرحمہ پھر ان کے ولی تن ولی حضور حافظ زاہد بندگی علیہ الرحمہ کی ولادت ہندو بیرون ہند میں چمکتی رہی اور ہر چہار جانب سلسلہ چشتیہ علائیہ کا چراغ جلتا رہا۔ شاہان وقت کے اتار چڑھاؤ کے سبب خانقاہ چشتیہ علائیہ کے اردگرد شہر غیر آباد ہوگئے۔ لیکن عرصۂ دراز سے خانقاہ اشرفیہ

کے مشائخ کرام دیار مخدوم العالم میں حاضری سے مشرف ہوئے اور اکتساب فیض کرتے رہے اسی خانقاہ اشرفیہ کے ایک سعادت مند عالی ظرف روشن ضمیر ہمہ گیر شخصیت شیخ المشائخ حضرت مولانا الحاج سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمتہ ورضوان ہیں جو طالب علمی کے زمانے سے ہی اپنے والد گرامی تاج الاصفیاء سید شاہ مصطفیٰ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمتہ ورضوان کے ساتھ خانقاہ چشتیہ علائیہ میں اپنی جبین نیاز کو جھکا کر فیضان مخدوم العالم سے مالا مال ہوتے رہے اور آپ کے ذہن فکر میں بار بار یہ رقص کرتی رہی کہ یہ شہرۂ آفاق خانقاہ جو ماضی میں علم وحکمت رشد وہدایت کا مرکز جس کی ضیاء بارکرنوں سے مشرق ومغرب سیراب ہو رہے تھے جہاں روزانہ صبح وشام قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں دلنواز کا ورد ہوتا تھا، محبت وانسانیت کے درس دیئے جاتے اور عشق ومحبت کے جام پلائے جاتے تھے۔ بیک وقت سات سو علماء کرام کے محافے اترا کرتے تھے اور جنت نما بنا ہوا تھا۔ آج وہی مقدس خطہ ویران وسنسان نظر آرہا ہے اور یہاں کے باشندے علم وحکمت سے کوسوں دور تہذیب وتمدن سے یکسر عادی نظر آرہے ہیں اور جہالت ونادانستگی کا بازار شباب پر ہے اسلامی رسم ورواج کے بجائے مغرب کی کورانہ تقلید کو فلاح کی راہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ ایسا پر خطر ماحول میں کس طرح حضرت جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ کی یادوں کو دوبارہ تازہ کیا جائے اور مخدوم العالم کے اجڑے چمن کو آباد کیا جائے۔ لہٰذا علم کی شمع روشن کرنے کا جذبہ لیکر آگے بڑھے اور دربار خواجہ عثمان اخی سراج آئینہ ہند علیہ الرحمہ میں چلہ کش ہوئے اور شیخ کامل کا اشارہ غیبی پاکر سعد اللہ پور میں ۱۹۸۳ء میں خانقاہ سراجیہ کی بنیاد رکھی۔ ادھر سرکار مخدوم العالم مرشد غوث العالم شیخ علاء الحق والدین گنج نبات خالدی چشتی نظامی علیہ الرحمہ کا ارشاد غیبی حاصل ہوا تو پھر کیا تھا سرکار اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نے ایک ایسی تحریک چلائی جس سے سارے معاندین ہوگئے۔ حالات

سازگار ہوئے وقت نے موافقت کی ۱۹۹۲ء میں مخدوم اشرف مشن کی بنیاد رکھ کر قوم وملت پر احسان عظیم فرمایا اور جس وقت اس ادارہ کی بنیاد رکھ رہے تھے تو بڑا ہی پر لطف اور پر کیف وسرور کا سماں تھا اور معتقدین پروانے کی طرح نچھاور ہو رہے تھے ایسے خوشگوار وقت اور مدنی فضا سے معطر ماحول میں مسکراتے ہوئے آپ زبان حال سے یوں فرمانے لگے کہ میرے دادا حضور ہم شبیہ غوث الثقلین سیدنا اعلیٰ حضرت علی ابن اشرفی میاں علیہ الرحمہ الجامعۃ الاشرفیہ کی بنیاد مبارک پور اعظم گڑھ یوپی میں رکھی تھی اور آج ان کا پوتا سرکار مخدوم العالم کے جوار رحمت میں مخدوم اشرف مشن کی بنیاد رکھ دیا ہے۔ یقیناً یہ ادارہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد اور مثالی ادارہ ہوگا اور مخدوم اشرف مشن کے زیر اہتمام جہاں دینی تعلیم وتربیت کا ایک شاندار قلعہ الجامعۃ الجلالیہ العلائیہ الاشرفیہ ہوگا وہیں عصری تکنیکی تعلیم کے لئے ایک بے مثال ٹکنیکل انسٹی چیوٹ سینٹر ہوگا۔ جہاں کمپیوٹر، آٹو موبائل ورک شوپ، کڑ ہائی، سلائی وغیرہ کی تعلیم بھی ہوگی تا کہ نونہالان قوم مسلم جس طرح دینی علوم سے مزین ہوں گے اسی طرح عصری علوم سے بھی بہرہ ور ہو سکیں گے۔

☆ حضرت مولانا نظام الدین اشرفی بانی مدرسہ فیضان مدینہ کریم الدین پور، گھوسی، ضلع مئو یوپی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان گھوسی تشریف لائے۔ ناچیز کے گھر دوپہر میں دعوت طعام میں تشریف لائے۔ جب آپ کھانے سے فارغ ہوئے میں قریب جا کر آپ کا ہاتھ دھلانے لگا موقع غنیمت سمجھ کر میں نے پوچھا کہ اب حضرت سے اپنے دوست کے لئے کچھ عرض کروں چونکہ معاملہ یہ تھا کہ میرے ایک دوست کو اکثر احتلام ہوجاتا تھا۔ جس سے وہ کافی پریشان تھا۔ بہت علاج کیا مگر فائدہ کچھ نہ ہوا، مجھ سے کہا کہ آپ کے یہاں سید صاحب آئے ہوئے ہیں ان سے میرے بارے میں کہیئے۔ چنانچہ میں نے تفصیل سے ان کے بارے میں

بیان کیا۔ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمتہ ورضوان نے فرمایا اچھا اور میرے طرف دیکھنے لگے۔ میں سہم گیا کہ یا اللہ کیا معاملہ ہے بہر کیف حضور اشرف الاولیاء نے فرمایا اس سے کہہ دینا جب بستر پر سونے کے لئے جائے تو داہنے ہاتھ سے شہادت کی انگلی سے سینے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لکھ لیا کرے کیوں کہ یہ شیطانی وسوسہ ہوتا ہے، میں نے کہا کہ حضرت وہ تو عالم ہیں اور اس وقت وہ فضیلت کے درجہ میں ہیں عنقریب دستار بندی ہونے والی ہے فرمایا شیطانی وسوسہ سے ہوتا ہے اکثر طالب علموں کو یہ شکایت ہو جاتی ہے میں حضرت سے عرض کیا حضور میرے لئے بھی دعاء فرمائیں کیونکہ پڑھنے کے بعد پڑھانے کا معاملہ ہے اور اگر احتلام ہوگا تو فجر کی نماز میں تاخیر ممکن ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمتہ ورضوان کی دعاء کی برکت کا یہ اثر ہوا کہ تادم تحریر آج تک مجھے احتلام نہیں ہوا۔ تقریباً دس سال سے زائد ہو گئے۔

کون جانے کب پڑی دل پر تیرے نظر کرم

دل میں بس ہے تو بسا سیدی یا مجتبیٰ

بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی مدظلہ العالی شیخ الحدیث دار العلوم اہلسنت شمس العلوم گھوسی مئو یوپی رقمطراز ہیں۔

☆ نحمده و نصلی علی حبيبه الكرم

امابعد سید محترم حضرت مولانا شاہ مجتبیٰ اشرف رحمتہ اللہ علیہ عالم باعمل، صوفی باصفاء کامل مرشد ہدایت اور رہنمائے طریقت تھے۔ آپ کی ذات تنہا ایک انجمن تھی اور آپ کا وجود کتنی انجمنوں کے لئے شمع فروزاں۔ کتنے جسم کے بیماروں نے آپ سے دوائے شفا پائی اور کتنے دل کے مریضوں کو آپ کی وجہ سے ہدایت وجلا نصیب ہوئی، کتنے اداروں میں آپ کے دم سے زندگی تھی

اور کتنی خانقاہوں میں آپ کے وجود سے بہار کا سماں تھا۔ایسے نادر الوجودنفوس مقدسہ کی زندگی تو سراپابندگی ہوتی رہی ہےان کے آثاراورنقوش پا بھی بعدوالوں کے لئے روشن مینار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اشرف الاولیاء کی تربت پررحمت کی بارش برسائے اورحضرت اشرف الاولیاء کےنقش قدم پر چلنے کی ہم سے کوتوفیق بخشے۔(آمین)

☆ حضرت قاری احمد جمال القادری شیخ التجوید جامعہ امجدیہ گوسی،ضلع مئو یوپی نے اپنے تاثرات کو یوں قلم بند کیا ہے۔کچھ ہستیاں ایسی ہوتی ہیں کہ انہیں جس رخ سے دیکھا جائے وہ بے مثل و بے مثال نظر آئیں گے۔ایسی ہی ہستیاں ایک زمانے کے بعد پیدا ہوتی ہیں اوران کا وجود مسعود پوری دنیا کے لئے بڑی سعادت وار جمندی کا ضامن ہوتا ہے۔ایسی ہستیاں جب اپنی ظاہری زندگی سے پردہ فرماتی ہیں تو پوری انسانیت کے دل ودماغ اپنے حسن واخلاق وکردار، عادات واطواراورزریں خدمات اورکارناموں کےنقوس ثبت کرجاتی ہیں۔جن کے باعث رہتی دنیا تک انہیں یادکیا جاتا ہے اوران کے حضور میں عقیدتوں اور محبتوں کا خراج پیش کیا جاتا ہے ۔بلاشبہ انہیں یکتائے روزگارہستیوں میں حضوراشرف الاولیاء حضرت علامہ ابوالفتح سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمتہ ورضوان کی ذات شودہ صفات بھی ہے۔زہدواتقاءاوراخلاص و للٰہیت وغیرہ جتنی بھی خوبیاں اوراوصاف ایک عالم دین کے اندرہونی چاہئے وہ سب کے سب آپ کے اندرغایت درجہ میں موجود تھے۔آپ بلند پایااورمثالی مدرس تھےاور باطل کودندان شکن مسکت جواب دینے والےمناظرومبلغ تھے۔چنانچہ آپ نے دارجلنگ غیث بازی اورکٹیہاروغیرہ مختلف مقامات پر بددینوں کے ساتھ مناظرے بھی کئے اورحق کا سراونچا کیا ان مناظروں کی بدولت ہزاروں لوگوں نے آپ کے دست اقدس پرتوبہ کر کے جماعت اہلسنت میں داخل ہونے کا

شرف حاصل کیا۔ ذرائع کے مطابق آپ اپنے تبلیغی اسفار کے دوران قیام کے لئے ایسے مقامات کا انتخاب فرماتے تھے جہاں بدو ینوں کی تعداد زیادہ ہو، تاکہ ان سے مناظرہ کے موقع آسانی کے ساتھ مل سکیں۔ آپ ایک متبحر عالم دین ہی نہ تھے بلکہ نگاہ کیمیا اثر کے حامل بافیض شیخ طریقت بھی تھے۔ چنانچہ ایک درجن سے زائد آپ کے خلفاء آج ملک و بیرون ملک میں آپ کے مشن کو خوش عقیدگی کے ساتھ فروغ دینے میں ہمہ تن سرگرم عمل ہیں اور مریدین ومتوسلین اور معتقدین کی تعداد تو شمار سے باہر ہے۔

ان ساری خوبیوں کے ساتھ بہت ہی خوش اخلاق ونرم گفتار بھی تھے۔ کیا امیر کیا غریب کیا عالم کیا جاہل ہر کسی کے ساتھ انتہائی خندہ پیشانی اور شانت وسنجیدگی کے ساتھ ہم کلام ہوتے۔ مریدین زیارت کے لئے بارگاہ میں باریاب ہوتے تو باری باری ایک سے خیریت دریافت فرماتے اور انہیں دعائیں دیتے صرف انہیں کی نہیں بلکہ ان تمام گھر والوں کی خیریت بھی معلوم فرماتے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ اور زریں خدمات وکارناموں کو بیان کرنے کے لئے مکمل ایک بورڈ کی ضرورت ہے مختصر یہ آپ کا وجود مسعود اپنے آپ میں ایک انجمن تھا۔ جس نے آپ کو سمجھا وہ آپ کے دامن سے منسلک ہوگیا اور جس نے نہ سمجھا وہ دریا کے پاس رہ کر پیاسا رہنے والے کی طرح غیر آسودہ رہا۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ جل شانہ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ ورضوان کے روحانی فیضان کو ہم تمام عقیدت مندوں کے سروں پر جاری وساری فرما کر قائم ودائم فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

☆ حضرت مولانا محمد داؤد حسین اشرفی مصباحی شیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم عمادیہ منگل تالاب پٹنہ سیٹی بہار اپنی ارادت اور حضور اشرف الاولیاء سے بے پناہ عقیدت کا اظہار یوں تحریر

فرماتے ہیں۔ جب میں عزیزی محمد عابد اقبال اشرفی کو لے کر کچھوچھہ مقدسہ پہنچا تو اس وقت پورے ہندوستان میں بابری مسجد کی شہادت کی وجہ سے آگ لگی ہوئی تھی۔ اس موقع سے حضور اشرف الاولیاء کچھوچھہ مقدسہ میں تشریف فرما تھے۔ اس تنہائی کے ایام میں خدمت کا موقع ملا تو میں نے آپ کے شب و روز کو دیکھا تو شیخ سعدی کے وہ شعر یاد آ گئے۔

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد

عیب و ہنرش نہفتہ باشد

جس ذات والا صفات کو میں صرف ایک عالم وقت، آل نبی اولاد علی شاہزادۂ غوث الثقلین سمجھ رہا تھا در حقیقت مجمع البحرین یعنی علم شریعت و طریقت معرفت اور حق کی حقیقت کا مخزن پایا اور مخدوم پاک کے فیضان کا سرچشمہ و پرتو ہم غوث اعظم پایا۔ پھر میری کیفیت اضطرابی شاہ نیاز بے نیاز بریلوی علیہ الرحمہ کے اس شعر کا مصداق ہوگئی۔

کبھی جا کے مکتب عشق جب سبق مقام فنا لیا

جو پڑھا لکھا تھا نیاز نے اسے صاف دل سے بھلا دیا

پھر میں نے اپنی عالمانہ شان اور علمی قد کا تاج تمام آن بان دیکھتے ہی دیکھتے حضور اشرف الاولیاء کے قدموں پر نچھاور کر دیا اور بارگاہ درویش کامل میں دست بستہ ہاتھ جوڑ یہ عرض کیا۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نہ شد

وقت کے شمس تبریز مرشد کامل نے مجھ زری ناچیز پر نگاہ کریمانہ ڈال کر ذرہ سے ستارہ بنا دیا تو میرے ذہن میں سرکار دو جہاں ﷺ کی وہ حدیث پاک یاد آئی۔

اتقو فراسته المومن فانه ينظر بنور الله

جس کے صدقے سے میرے مرشد نے نگاہ کریمانہ سے میرے قلب میں ڈال دی جس موز سے میں واقف نہ تھا اس رموز کو مجھ پر آشکار دل کر دیا۔ نیز اس غواص بحر معرفت کے درجات و مقام ومرتبہ کے متعلق وہ شعر کہنا بیجا نہ ہوگا جس کو خواجہ میر درد نے اپنے شعر میں مرد مومن کامل کے مراتب ومنازل کے متعلق یوں ارشاد فرمایا ہے۔

ایک آن میں مٹ جائیں گی کثرت نمائیاں

گر آئینے کے سامنے ہم جاکے ہو کریں

تردامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو

دامن نچوڑ دوں تو فرشتے وضو کریں

بلا شک وشبہ ہمارے مرشد کامل اسی منصب پر فائز تھے۔آپ کے اندر جود وسخا بدرجہ اتم موجود تھا۔کوئی بھی شخص سلسلہ اشرفیہ سے منسلک ہو یا غیر سلاسل والے بھی جب حضور اشرف الاولیاء کی بارگاہ ناز میں حاضر ہوا کرتے تو حضرت کی شفقت ومحبت سے اتنا متاثر ہوتے کہ ہر انسان یہی تاثر لیکر جایا کرتا تھا کہ حضور اشرف الاولیاء سب سے زیادہ مجھ ہی کو چاہتے ہیں اور مانتے ہیں۔ یہ میرے شیخ کے اخلاق کریمانہ کا اظہار تھا اور جب آپ کے صبر استقامت پر نگاہ پڑتی ہے تو کہنا پڑتا ہے کہ حسنی وحسینی خون کا وہی کمال ہے جو مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کربلہ تک پہنچا تھا۔صحیح معنوں میں آپ نے اپنے عمل وکردار سے اور صبر استقامت سے یہ ثابت کر دیا کہ آپ حسن وحسین رضی اللہ عنہم کے سچے وارث اور صحیح جانشیں ہیں۔آپ کا راضی برضائے مولیٰ قائم رہنا اور دلخراش منظر کو اپنی نگاہوں سے دیکھ کر صبر واستقامت کا پہاڑ بن کر قائم رہنا حضور اشرف الاولیاء کی ذات

تھی۔انہیں اداؤں کو دیکھ کر ایک شاعر نے بڑے جذباتی انداز میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

رہے پابند ساری عمر نانا جان کی سنت پر
عمل کے پیکر صادق،تقویٰ کی ضیاء تم ہو
جواں بیٹے سے گھر مقتل ہوا تم پھر بھی شاکر تھے
حسینی خاندان کے پیکر صبر و رضا تم ہو۔

☆ ۲۱/ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۲/مارچ ۱۹۹۸ء کی شب راقم الحروف اپنے خواب بستر پر آرام کر رہا تھا۔عالم خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک نورانی محفل سجی ہے، درمیانی حصہ میں ایک خوبصورت تخت لگی ہے، جس پر ایک سفید چادر بچھی ہے اس تخت پہ حضور اشرف الاولیاء تاج خاندانی پہن کر تشریف فرما ہیں۔آپ کے ارد گرد منوں گلاب کے پھول بکھرے ہیں اور کچھ حضرات دست بستہ کھڑے ہیں۔حضور اشرف الاولیاء مخاطب ہو کر کچھ فرما رہے ہیں یہ حقیر راقم الحروف بھی سرنگوں ہو کر دست بستہ کھڑا ہے اچانک حضور قبلہ گاہی گفتگو ختم کر کے راقم الحروف کی طرف مخاطب ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں سعید مظہر یہ لو شجرہ شریف اور خاموش ہو جاتے ہیں۔راقم الحروف نے جب شجرہ شریف اپنے دست میں لیا تو حیرت کی انتہا نہ رہی اور تھوڑی دیر کے لئے بت بنا کھڑا سوچتا رہا کیوں کہ شجرہ شریف میں چند ورق ہیں اور ایک کتابچہ کی شکل میں ہے مگر حضور قبلہ گاہ نے جو شجرہ شریف عنایت کی ہے اس کی لمبائی تقریباً ۱۸، انچ چوڑائی ۱۲، انچ اور موٹائی ۲، انچ ہوگی۔اس پہ بہت خوبصورت ہرے رنگ کی جلد پہ سنہری حرفوں سے شجرہ شریف لکھا ہے ابھی اسی فکر میں مبتلا تھا کہ آنکھیں کھل گئیں اور میں بیدار ہو گیا۔ابھی کچھ سوچ بھی نہ پایا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور حضور اشرف الاولیاء کے وصال پر ملال کی خبر ملی۔انا اللہ وانا الیہ راجعون۔کسی طرح بھاگ دوڑ کر کے

کچھوچھہ شریف ہمرایوں کے ساتھ پہنچا۔۲۱؍ ذیقعدہ ۱۴۱۸ء مطابق ۲؍ مارچ ۱۹۹۸ء ۱۱ بج کر ۳ منٹ پر کولکاتہ بنگال میں آپ کا وصال ہوا اور وصال کے دوسرے دن بذریعہ ہوائی جہاز تابوت میں آپ کا جسد اطہر لکھنؤ لایا گیا پھر وہاں سے کچھوچھہ شریف لایا گیا۔ غسل اور تجہیز و تکفین کا عمل شروع ہوا۔ جس میں شیخ اعظم حضرت الحاج سید شاہ اظہار اشرف اشرفی الجیلانی سجادہ نشیں آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف حضرت علامہ مہندی میاں چشتی صاحب قبلہ بیت النور اجمیر شریف ، حضرت سید خالد اشرف اشرفی الجیلانی ، حضرت سید نظام اشرف اشرفی الجیلانی ، استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی رضاء الحق اشرفی ، جناب الحاج ہاشم اشرفی تکیہ پاڑہ خادم خاص جناب محمد شمیم اشرفی مالدہ اور حقیر راقم الحروف جیسے خوش نصیب حضرات کو غسل دینے کا شرف ملا ، غسل اور تجہیز و تکفین کا عمل مکمل ہونے کے بعد راقم الحروف بغور حضور قبلہ کے روئے منور کی زیارت میں مسرور تھا کہ حضور قبلہ کے ہونٹوں پر لرزش ہوئی اور تبسم بکھر گئی۔ اس وقت ایسا احساس ہوا کہ حضور قبلہ کچھ فرما رہے ہیں اور آپ کی پیشانی سے پسینے کی بوندیں رخسار منور پہ بکھر رہی تھی اس وقت کا حسین منظر قلم و زبان بیان کرنے سے قاصر ہے۔

جو عشق نبی میں مست ہوا کیا بات ہے اس مستانے کی
ہر گام خرد کی سو منزل گو شکل تو ہے دیوانے کی
عطر لگے کافور ملے نعت یہ کہاں چپ چاپ چلے
چادر بھی نئی کرتا بھی نیا کیا دھوم مچی ہے جانے کی

حضور قبلہ کے جنازہ کی نماز مخدوم پاک کے آستانے کے قریب جہاں عدالت لگتی ہے وہاں دو بار ہوئی۔ پہلی بار مخدوم العلماء شیخ اعظم حضرت علامہ الحاج سید شاہ اظہار اشرف اشرفی

الجیلانی سجادہ نشیں آستانہ عالیہ اشرفیہ، سرکار کلاں کچھوچھہ شریف نے پڑھائی اور دوسری بار شیخ طریقت تاج الاولیاء حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرا شرفی الجیلانی جانشیں حضور اشرف الاولیاء سربراہ اعلیٰ مخدوم اشرف مشن پنڈا شریف نے پڑھائی۔ پھر وصیت کے مطابق حضرت مخدوم رحمتہ اللہ علیہ کے قریب میں ہزاروں عقیدت مندوں کے ہاتھوں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ حضور اشرف الاولیاء کا مزار شریف کچھوچھہ شریف درگاہ رسول پور میں آستانہ عالیہ سے دکھن جانب نیر شریف کے کنارے زیارت گاہ عوام وخواص بنا ہوا ہے جہاں سے فیض کا دریہ جاری ہے اور عالم فیضیاب ہو رہا ہے۔ حضور اشرف الاولیاء کو غسل کرانے کا تین بار راقم الحروف کو شرف حاصل ہوا ہے۔ پہلی دفعہ جب میرے غریب خانہ شمبھوپٹی میں تشریف لائے تو غسل کرانے کا شرف ملا اور آپ نے اپنے تہبند کو غسل کرنے کے بعد اُتار کر مجھے عطا کیا اور دوسری دفعہ حضور قبلہ گاہی کا پروگرام محمد سلیم الدین اشرفی ماجھی ضلع چھپرہ میں ہوا۔ صبح دس بجے کے قریب حضور قبلہ فرماتے ہیں سعید مظہر غسل کا اہتمام کرو میں غسل کروں گا۔ غسل کا اہتمام پردے میں کیا گیا جہاں صرف حضور قبلہ اور حقیر راقم الحروف کو غسل کا شرف حاصل ہوا اور تیسری دفعہ جب حضور قبلہ کے وصال ہونے پر خدمت کا شرف ملا۔

فقط خاک پائے اشرف الاولیاء

صوفی سعید مظہر اشرفی

گرام۔ شمبھوپٹی، پوسٹ: بواریا،

ضلع: ویشالی، بہار۔

منقبت

در مجتبیٰ سے یاروں ذرا دل لگا کے دیکھو
تجھے کیا نہیں ملے گا یہاں سر جھکا کے دیکھو
تو بھی بقا کا طلب و اعظ اگر ہوا ہے
دل میں صنم کو اپنے ہر پل سجا کے دیکھو
نحن و اقرب یں پائے گا وصل لذت
یہ پردۂ زنادی دل سے ہٹا کر دیکھو
پھر لذت معنی حاصل تجھے بھی ہوگا
اس نفس کا فری کو اپنے مٹا کے دیکھو
جلووں سے دل تمہارا ہو جائے گا منور
عشق تباں میں ہر پل آنسو بہا کے دیکھو
ہیں راز مخفی جتنے کھل جائیں گے یہاں پر
محبوب کی گلی میں پھیرا لگا کے دیکھو
قرب خدا میں مظہر تیرا بھی نام ہوگا
بس یار کے قدم پہ سب کچھ لٹا کے دیکھو

ختم شد

۷۸۶

بیادگار حضور اشرف الاولیاء　　　　ازقلم صفی سعید مظہر اشرفی

منقبت

حضور آپ کے درکا ازل سے منگتا ہوں
ملی جو بھیک میں ٹکڑے اُسی سے پلتا ہوں
آپ کے آج تک قدموں کے جو نشاں ملے
اُسی غبار کو ماتھے پہ اپنے ملتا ہوں
غبار نست ہوں مجھ کو پڑا ہی رہنے دے
ترے گداؤں کی ٹھوکر سے ہی بہلتا ہوں
کرم کی بھیک بھی ایسی عطا ہوئی مجھ کو
کھوٹا سکہ ہوں پھر بھی جہاں میں چلتا ہوں
تمہارے عشق کی لذت جنوں کو حاصل ہے
وصال یار میں جی جی کے بھی تڑپتا ہوں
دل مریض تو مظہر کے ہیں اماں میں ابھی
تمہارے فضل سے کانوں پہ چلتا پھرتا ہوں۔
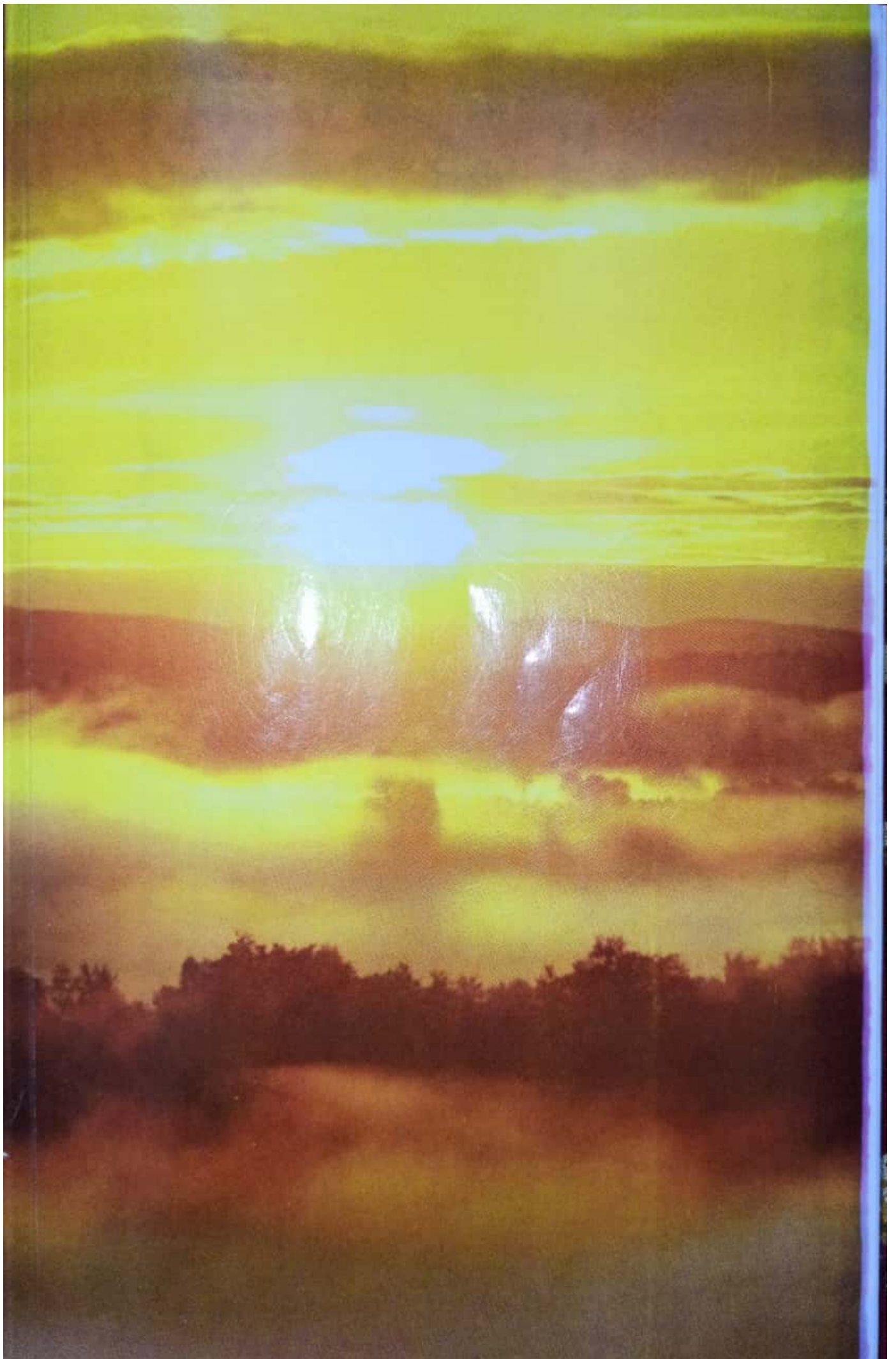
तुम्हारी जात से मजहर का दिल♥ मनवर है
तुम्हारी जात पे सब कुछ निसार हो जाये